U101971. 8-12-09.

Title - CHARAAGH-E-SUKHAN; RISALA UROOZ-O-QAWAFI

Creator - Mirza Wajid Hussain Yaas Azeemabadi

Publisher - Matba Gulshan Ibraheemi (Lucknow).

Date - 1915

Pages - 96+4

Subjects - Urdu Shayari - Tanqeed; Ilmul Urooz-o-Qawafi.

جناب یاس ہیں اور انتظام باغ سخن
ہوائے تند کے جھونکے ہیں اور چراغ سخن

چراغ سخن

سنہ ۱۹۱۴ء
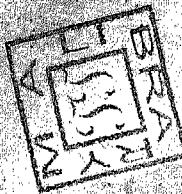
رسالۂ عروض و قوافی

مؤلفۂ

دگار آتش و میر جناب مرزا واجد حسین صاحب یاس عظیم آبادی مصنف
"نشتر یاس" ساکن حال لکھنؤ جھوائی ٹولہ

حسب فرمایش

جناب مرزا محمد رضی صاحب لکھنوی

مطبع گلشن ابراہیمی امین آباد لکھنؤ میں چھپا

باہ مارچ سنہ ۱۹۱۵ء

قیمت ۸/ مرزا محمد رضی صاحب لکھنؤ جھوائی ٹولہ سے طلب فرمایئے

(کتبہ مرزا امتیاز حسین ... ی)

یادگار آتش و میر

مرزا واجد حسین یاس لکھنؤ جھوائی ٹولہ

شعر و سخن

شاعری پر بہت کچھ بحثین ہوچکی ہین او۔ ہوتی رہینگی۔ مگر کوئی ایسا معیار قائم نہو سکا جسے سب تسلیم کرلین اور نہ ایسا کبھی ہوسکے گا۔ کیونکہ طبائع مختلف ہین دنیا مین دو شخص بھی ایسے نہین مل سکتے جو فن شاعری کے تمام اصول و فروع اور اسکے تمام حسن و قبح کے متعلق متحد الخیال ہون۔

میر تقی یا خواجہ آتش یا اور کسی اُستاد کا دیوان اُٹھا لیجئے اور دو شاعرون کے سامنے انتخاب کے لیے رکھدیجئے ممکن نہین کہ ایک نے جو اشعار منتخب کیے ہون دوسرے کے نزدیک بھی وہ اشعار قابل انتخاب ہون اگر وجہ انتخاب دریافت کیجائے اور رد و قدح بھی ہو تو بھی کوئی امر مسلم نہین ہوسکتا آخری فیصلہ یہی ہوگا کہ اپنی اپنی پسند۔

اسکی وجہ یہ ہے کہ شاعری محض وجدانی اور ذوقی چیز ہے۔ ہر شخص اپنے ہی مذاق کو صحیح تصور کرتا ہی۔ دل و دماغ پر زور ڈال کر شعر کہتا ہے اور اُسکے مزے خود ہی اُٹھاتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ اور لوگ بھی اُسی کے مذاق کے موافق اُسکے اشعار سے مزے اُٹھائین

شاعر کو اپنے شعر سے قریب قریب وہی محبت ہوتی ہے جیسی کسیکو اپنی اولاد سے۔ شعرا نے شعر کو مجازاً اولاد سے جو تعبیر کیا ہے فی الحقیقت صحیح ہے کیونکہ فکر شعر مین جسقدر خون جگر کھپانا پڑتا ہے وہ ظاہر ہے۔ لہذا شاعر کو اپنے شعر سے جسقدر بھی محبت ہو کم ہے اور اپنے مذاق صحیح پر جسقدر بھی بھروسا ہو وہ قابل اعتراض نہین کیونکہ شاعر اپنے مذاق کو مہمل اور اپنی فکر کو بے سود سمجھ لے تو پھر اس سعی لاحاصل کیطرف کیون توجہ کرے۔ مگر اسکا کیا علاج کہ شاعر اپنے جس شعر کو بہتر سے بہتر سمجھتا ہے دوسرون کو وہ شعر پھوٹی آنکھون نہین بھاتا۔

انسان مین اختلاف مذاق فقط شاعری ہی کے متعلق نہین پایا جاتا بلکہ اور حواس خمسہ پر بھی اسکا اثر پڑتا ہے مثلاً کوئی چنبیلی کی خوشبو پہ عاشق ہی۔ کوئی کامنی پہ

غش ہے۔ کوئی گلاب کی خوشبو سے مست ہو جاتا ہے کسیکو اسکی خوشبو ایسی تیز اور ناگوار معلوم ہوتی ہے کہ تڑاخ تڑاخ چھینکین آنا شروع ہوتی ہین ناک مین دم ہو جاتا ہے۔ کسیکو مشک سے گیسوے یار کی خوشبو آتی ہے اور کسیکو چھچھوندر کی سی بو آتی ہے۔ کوئی تو دال مین زعفران ڈالتا ہے۔ کوئی ہینگ سے بگھارتا ہے۔ تانہ شاہ کا یہ دماغ تھا کہ گدھون کی ایک قطار سامنے سے گزری اور اُنکے میلے کپڑون کی کھرانددماغ تک پہونچا تھی کہ ہلاک ہوگیا مگر وہ کون سے دماغ تھے جو انھین کپڑون کی کھراندسے بسے رہتے تھے۔

طبیعتون مین جب اسقدر اختلاف واقع ہوا ہے تو وجدان وذوق کا کوئی ایک معیار قائم نہین ہوسکتا لہذا شاعری کے متعلق چند اہل الراے کے مقولے نقل کیے جاتے ہین تاکہ نفس شعر کا اندازہ کیا جاسکے:۔

فخر قوم جناب حامد علیخان صاحب بیرسٹرایٹ لا فرماتے ہین کہ ”مضمون شعر بمنزلہ خوبصورت زندہ جسم کے ہے۔ اور الفاظ بمنزلہ لباس کے ہین اگر مضمون اچھا نہین ہے تو محض الفاظ سے شعر مین لطف پیدا نہوگا۔ جب حُسن ذاتی ہی نہین تو فقط لباس سے کیا حُسن پیدا ہوسکتا ہے۔ الفاظ کیسے ہی اچھے ہون مضمون کو اچھا نہین بنا سکتے“

یہ راے ایک حد تک صحیح ہے مگر بالکل صحیح نہین ہے کیونکہ الفاظ کو وہ قدرتین وکرشمے وہ اعجاز حاصل ہین کہ پست سے پست مضمون کو بھی اعلیٰ مرتبہ پر پہونچا دیتے ہین مثلاً میر انیس صاحب اعلی اللہ مقامہ فرماتے ہین ؎

مشکیزہ تھا کہ شیر کے منھ مین شکار تھا

یہ اُسوقت کی حالت ہی جب حضرت عباس علیہ السلام کے دونون ہاتھ قلم ہوچکے تھے اور مشکیزہ کو جناب نے دانتون سے پکڑ لیا تھا اور نہایت غیظ وغضب کی حالت مین فوج شام کو تک رہے تھے۔ غور سے ملاحظہ کیجیے تو اُسوقت حضرت عباسؑ کی یہ ہیئت دشمنون کی نگاہ مین نہایت ہی مضحکہ خیز تھی مگر شاعر نے حفظ مراتب کو ملحوظ خاطر رکھکر ایسے الفاظ سے کام لیا ہے کہ حضرت کی یہ افسوسناک حالت بھی رعب ودبدبہ سے بدل گئی۔ مفہوم ایسا ہے کہ بیان کرتے ہوے شاعر کی زبان لال ہوتی ہے مگر واہ ری الفاظ کی معجز نمائی کہ ایسے پست مفہوم کو اتنا بلند کردکھایا۔

امام حسینؑ جسوقت صحراے کربلا مین وارد ہوے ہین اور قافلہ ٹھہرا ہے تو حضرت

جلتی ہوئی دھوپ مین ایک کرسی منگا کر بیٹھ گئے۔ اس بے سروسامانی کی تصویر کن شاندار لفظون مین کھچی ہے ملاحظہ ہو ؎

کرسی منگا کے بیٹھ گئے اک طرف امام
پرتوفگن تھا نور رسالت مآب کا   سر پر لگا تھا چتر زری آفتاب کا

اگر آفتاب کو چتر زری سے استعارہ نہ کرتے اور یون کہدیتے کہ دھوپ مین کرسی پر بیٹھے تھے تو امام کی کسرشان کا باعث تھا۔ مگر الفاظ نے حالت بے سروسامانی پر شان و شکوہ کا رنگ چڑھا دیا۔ واہ رے انیس واہ۔ ان معجز نمایون کو الفاظ کی خوبی سمجھئے یا قوت متخیلہ کی۔ مگر ذو بکر دیکھئے تو یہ معجز نمائیان دراصل قوت متخیلہ کے کرشمے ہین۔ قوت متخیلہ جہان خیالات مین باریکیان پیدا کرتی ہے وہان الفاظ بھی ایسے الہامی اور اچھوتے ڈھونڈھ لاتی ہے کہ انسان حیران رہجاتا ہے اس سے یہ بھی ثابت ہے کہ قوت متخیلہ کا تصرف جسقدر خیالات پر ہوتا ہے ویسا ہی الفاظ پر بھی ہوتا ہے۔

حُسن الفاظ کے متعلق کسی محقق کا قول ہی کہ . . .

"لفظ بمنزلہ قالب کے ہی اور معنی اُسکی رُوح ہے۔ دونون مین رُوح و قالب کے ایسا ارتباط ہے کہ وہ کمزور ہوگا تو یہ بھی مضمحل ہوگی۔ معنی مین اگر خوبی ہوا ور لفظ مین نقص ہو تو بھی شعر کے لیے عیب ہی جسطرح لنگڑے لُنجے مین رُوح ہوتی ہے لیکن بدن مین عیب ہوتا ہے۔ اسیطرح اگر لفظ اچھے ہون اور معنی بُرے ہون تو بھی شعر اچھا نہوگا۔ معنی کی خرابی الفاظ پر اور الفاظ کی خرابی معنی پر اثر ڈالتی ہے جسطرح مُردے کا جسم کہ بادی النظر مین ہاتھ پاؤن آنکھ ناک سب سلامت ہین مگر ٹٹولو تو کچھ بھی نہین یا تصویر گلی کہ سارا مجسّمہ بلکہ خط و خال تک موجود ہے مگر رُوح نہین۔ اسی طرح مضمون اچھا ہوا ور الفاظ بُرے ہون تو بھی کوئی حاصل نہین کیونکہ رُوح بغیر جسم کے نہین پائی جاتی۔"

یہان پر اہل فن کے دو گروہ ہوگئے ہین ایک لفظ کو ترجیح دیتا ہے تمامتر کوشش آرائش الفاظ پر صرف کیجاتی ہین اور بعض لوگ مضمون کو ترجیح دیتے ہین محاسن الفاظ کی پروا نہین کرتے۔

لیکن زیادہ تر اہل فن کا مذہب یہی ہے کہ حُسن الفاظ کو حُسن معنی پر ترجیح دیجائے اس گروہ کا قول ہے کہ "مضمون تو سب پیدا کر سکتے ہین لیکن شاعری کا معیار کمال

یہی ہے کہ مضمون کن الفاظ مین ادا کیا گیا ہے بندش اور انداز بیان کیسا ہے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ جذبات یا تخیلات کا تلاطم تو انسان کے دل و دماغ مین اتنا ہوتا ہی کہ دیوانہ بنا دیتا ہے۔ انسان آپکے باہر ہو جاتا ہے۔ مگر تمام جذبات و تخیلات کو عالم شہود مین لانا اپنے قابو کی بات نہین ہے۔ لاکھون جذبات کرورون تخیلات جنکے لیے الفاظ نہین ملتے جنکا اثر دل و دماغ کو محسوس ہوتا ہے مگر زبان تک نہین آسکتے اور جنکے بیان کی گنجایش ہی نہین وہ فقط کیفیت یا حال سے موسوم کیے جاتے ہین قال مین نہین آسکتے۔ پس شعر وہی ہے جو جذبات یا تخیلات کو الفاظ کا جامہ پہنا سکے۔ اور اگر جامہ الفاظ ہی قطع نہوسکا یا قطع ہوا مگر درست نہوا تو وہ شعر نہین ہے۔ اسی بنا پر خوبی الفاظ کا التزام مقدم ہے اگر اظہار جذبات کیلیے الفاظ مناسب نہ ملین تو بگڑی ہوئی صورت مین پیش کرنا نہ چاہیئے ایسے وجود ناقص سے حالت عدم ہی بہتر ہے[1]

مولانا شبلی فرماتے ہین کہ درحقیقت شاعری اور انشا پردازی کا دار و مدار زیادہ تر الفاظ ہی پر ہے۔ گلستان مین اور میر انیس کے کلام جو مضامین اور خیالات ہین وہ ایسے اچھوتے اور نادر نہین ہین کہ اورون کی فکر پہنچ نہ سکے لیکن الفاظ کی فصاحت انداز بیان کی جدت۔ ترتیب و تناسب کی خوبیون نے سحر پیدا کر دیا ہے۔ انھین مضامین کو معمولی الفاظ مین ادا کیا جائے تو کچھ اثر پیدا نہوگا۔

ملٹن کے نزدیک شعر کی خوبی یہ ہے کہ سادہ ہو۔ جوش سے بھرا ہوا اور اصلیت پر مبنی ہو۔

سادگی سے صرف لفظون کی سادگی مراد نہین ہے بلکہ خیالات بھی ایسے پیچیدہ اور دقیق نہون جنکے سمجھنے کی عام ذہنون مین گنجایش نہو۔

محسوسات کے شارع عام پر چلنا۔ سیدھے رستے سے ادھر ادھر نہونا اور کمیت قلم کو بیہودہ جست و خیز سے روکنا اسی کا نام سادگی ہے۔ دنیا مین جتنے بڑے بڑے شاعر مقبول ہوے اُنکے کلام مین ہر ذہن سے مصالحت اور ہر دل مین گھر کرنے کی صلاحیت پائی جاتی ہے۔ ہومر نے اپنے کلام مین ہر جگہ نیچر کا ایسا نقشہ کھینچا ہے کہ اُسکو تمام قومین برابر سمجھ سکتی ہین اور یکسان مزے لے سکتی ہین۔ فاضل اور جاہل پر یکسان اثر ڈالتا ہے میر انیس اور سعدی کی شاعری بھی اسی خصوصیت

[1] غالب کی شاعری مین یہ عیب بہت نمایان ہی کہ اپنے خیالات کو الفاظ کا جامہ جو پہناتے ہین وہ نہایت مضحک ہوتا ہے یا اتنا تنگ ہوتا ہی کہ معنی سما نہین سکتے۔ یاس

کی وجہ سے اتنی مقبول ہوئی شیکسپیر اور ہومر مستثنیات کو نہین لیتے بلکہ عام شق اختیار کرتے
ہین۔ خاص خاص صورتین اور نادر اتفاقات دکھا کر لوگون پر اپنی خاص لیاقت ظاہر
کرنا نہین چاہیے[۱]۔ دوسری بات جو ملٹن نے کہی ہے کہ شعر اصلیت پر مبنی ہو اس سے
یہ غرض ہے کہ تخئیل کی بنا ایسی شئے پر ہو جو درحقیقت کچھ وجود رکھتی ہو نہ یہ کہ محض دھوکے
کی ٹٹی یا خواب کا سا تماشا ہو کہ آنکھ کھلی اور کچھ نہ تھا۔

تیسری بات ملٹن نے یہ کہی ہے کہ شعر جوش سے بھرا ہوا ہو۔ اس سے صرف یہی مراد
نہین کہ شاعر نے جوش کی حالت مین کہا ہو بلکہ یہ بھی ضرور ہے کہ سامعین کے دل
مین جوش پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو انداز[۲] بیان مین ایک ایسی مقناطیسی کشش ہو
کہ بغیر اثر کیے نہ رہے۔ یہ جوش شاعر کے ہر قسم کے بیان مین پایا جا سکتا ہے دعام اس سے
کہ وہ اپنی بیتی کہے یا جگ بیتی عیش و مسرت کا ذکر کرے یا رنج و غم کا) کیونکہ شاعر کی ذات
مین ہر شئے سے متاثر ہونے اور ہر شخص کے جذبات کے ادراک کا ایک خداداد ملکہ ہوتا ہے
وہ بے زبان بلکہ بیجان چیزون کی حالت کو انکی زبان سے اس طرح ادا کر دیتا ہے کہ
اگر اُن مین گویائی ہوتی تو بھی وہ اپنی حالت کو اس سے بہتر نہین بیان کر سکتین۔

فریڈرک رابرٹسن (Frederick Robertson) کہتے ہین کہ جذبات کی زبان کا
نام شاعری ہے یا دوسری لفظون مین یون کہیے کہ جذبات جب الفاظ کا جامہ پہن لیتے ہین
تو شعر بن جاتے ہین۔ شاعری گویا Imagination یعنی تخئیل کی تصنیف ہے جسکو
صنعت جامۂ ہستی سے آراستہ کرتی ہے۔"

رچسٹر (Richester) کی رائے ہو کہ "بہت سے نازک اور پاکیزہ جذبات جو مثل فرشتون
کے وجود کے ہماری باطنی دنیا مین پائے جاتے ہین اور جو جسمانی لباس مین نمایان نہین
ہوتے اور بہت سے خوبصورت اور خوش رنگ پھول ایسے ہین جنکے بیج نہین ہوتے یہ
ہماری خوش قسمتی ہے کہ نظم ایجاد ہوئی جسکی بدولت وہ وجود جامۂ ہستی مین نظر آتے ہین
اور اُن پھولون کی خوشبو سے ہمارے دماغ تر و تازہ ہوتے ہین"

اسٹرلنگ (Sterling) کا قول ہے کہ شاعری فی نفسہ ایک قوت اور مسرت ہے
اسکی حالت یکسان ہے خواہ بنی نوع انسان اسکو اپنے سر کا تاج بنائین یا اسکو تن تنہا
کسی جادو کے بنے ہوئے مکان مین چھوڑ دین"

فریڈرک رابرٹسن

رچسٹر کی رائے

اسٹرلنگ کا مقولہ

۱؎ مگر غالب کا کلام سمجھنے کے لیے چیستان فہم دماغ کی ضرورت ہے۔ آ۔س
۲؎ غالب کے کلام مین جوش پیدا کرنے کی صلاحیت تو بہت ہی کم ہے مگر ذہن کو الجھن ضرور ہوتی ہے۔ آ۔س

کولیرج کا مقولہ

کولیرج (Coleridge) کہتا ہے کہ "سرکار شاعری سے مجکو بڑے بڑے انعام ملے ہین۔ شاعری نے میرے زخمون پر مرہم لگایا ہے۔ میری خوشیون کو زیادہ کیا ہے اور اُنپر صیقل کی ہے۔ گوشۂ تنہائی کو عزیز کیا ہے اور یہ صفت مجھمین شاعری ہی کی بدولت ہی کہ جو کچھ اپنے قریب یا دور دیکھتا ہون اُنمین اچھائی بہتری اور خوبصورتی نظر آتی ہی"

شیلی کا مقولہ

شیلی (Shelley) کہتا ہے کہ "شاعری دنیا کے پوشیدہ حسن کے چہرے سے نقاب اُٹھا دیتی ہے اور ہم اُن خط و خال اور نقش و نگار کو دیکھتے ہین جو آنکھ سے اوجھل تھے"

شیکسپیر کا مقولہ

شیکسپیر کا قول ہے کہ "دیوانہ۔ عاشق اور شاعر قوت متخیلہ سے مرکب ہین ایک کو اسقدر شیطان نظر آتے ہین جنکی وسیع دوزخ مین بھی گنجایش نہین اسکو مجنون کہتے ہین۔

عاشق ایسا دیوانہ ہے۔ جسکو ہیلن کا حسن بروے مصر مین نظر آتا ہے۔

شاعر کی آنکھ ایک دیوانی گردش مین عرش سے زمین اور زمین سے عرش تک دیکھتی ہے۔ اور جون ہی Imagination یعنی تخیل اُن اشیا کو پیدا کرتا ہے جنکی شکلین معلوم نہ تھین شاعر کا قلم اُنکو لباس ہستی پہناتا ہے اور عدم کو وجود کر دکھاتا ہے"

ڈاکٹر جانسن کا مقولہ

ڈاکٹر جانسن (Johnson) فرماتے ہین کہ "شاعر کے لیے کوئی شی بیکار نہین ہے۔ کائنات مین جتنی خوبصورت حیرت خیز۔ اعلی سے اعلیٰ اور ادنی سے ادنی چیزین ہین قوت متخیلہ اُن سب سے واقف ہی۔ باغون مین درخت اور پودے۔ جنگلون مین حیوانات۔ زمین مین معدنیات۔ آسمان کے شہاب شاعر کے دماغ مین لامتناہی قسم کے خیالات جمع کرتے ہین۔ ہر خیال اخلاقی یا مذہبی صداقت کی تصریح یا زینت ہو اور جسکی معلومات وسیع ہین وہ مختلف مین کو مختلف طرح سے بیان کرسکے گا اور اُسکے ناظرین دور کے کنایون اور غیر مترقبہ تعلیم مضامین سے محظوظ اور مستفیض ہون گے"

بیلی کا مقولہ

بیلی (Bailey) شاعر نے شاعری پر ایک مبسوط نظم لکھی ہے جسمین وہ

بیان کرتا ہے کہ شاعر خیالات پیدا نہین کرتے بلکہ خیالات شاعرون مین خود بخود پیدا ہوتے ہین جیسے جنگلون مین قدرت خدا سے خودرو درخت یا پھول۔ شاعر کا جسم اور اُسکی روح نیچر سے وابستہ ہے اور اُسکے دل پر کائنات کی صورتین جلی حرفون سے منقش ہین۔ شاعر عشق کی سی گران بہا شئے اور بڑے بڑے پھولون کا خزانہ دل مین رکھتے ہین اور اُنکو نہایت حُسن خوبی سے بیان کرتے ہین اور ان سب کی جڑ عشق ہے۔ شاعری کتابون مین مقید نہین ہے۔ وہ قوت وہ روح جسکی تجکو تلاش ہے تیرے ہی پاس ہے کہ تجھی مین تو ہو اور پھر ہر جگہ موجود ہی۔

مذکورۂ بالا اقوال جو نقل کیے گئے سب اپنی اپنی جگہ پر صحیح ہین مگر عام طور پر شاعری کا نمایان وصف جذبات کو برانگیختہ کرنا ہے یعنی شعر سُنکر دل مین حزن یا انبساط کا جوش پیدا ہوتا ہے۔ یہ خصوصیت شاعری کو دوسرے علوم و فنون یا فلسفہ سے ممتاز کرتی ہی۔ شاعری کا تخاطب جذبات سے ہی اور سائنس کا یقین سے۔ سائنس استدلال سے کام لیتا ہی اور شعر محرکات سے۔ سائنس عقل کے سامنے کوئی علمی مسئلہ پیش کرتا ہے اور شاعری احساسات کو حرکت دیتی ہے۔ شعر گویا اک آہ پُر درد ہے جسے سُنتے ہی سامعین تڑپ جاتے ہین یا ایسی تان ہے جسپر دل پھڑک جاتے ہین۔ لارڈ مکالے کا قول ہی [illegible] (یعنی پیدا ہونا اور مرنا دونون امر طبیعی ہین۔ ممکن ہے کہ عقل اسے قبول کرلے اور کوئی اچھا یا بُرا اثر نہ لے مگر یہ کمبخت دل ہرگز ماننے والا نہین ممکن نہین کہ راحت و غم کا مطلق اثر نہ لے۔ ممکن نہین کہ کوئی غم انگیز واقعہ پیش آئے اور جذبات مین تلاطم نہ پیدا ہو۔ ممکن نہین کہ عقل دفعتہً آڑے آجائے اور دل کو اس چوٹ سے بچالے۔

شاعر اگر وہ صحیح معنون مین شاعر ہے تو اُسے سامعین کے مذاق کی پروا نہین ہوتی وہ اپنی یا دوسرون کی حالت سے متاثر ہو کر کچھ ایسے کلام کرتا ہے کہ سُننے والے آپ سے آپ اثر لیتے ہین اور اگر کوئی اثر نہ بھی لے تو وہ خود اُسکی کیفیت کے مزے اُٹھاتا ہی (جیسے گانے والا خود اپنے گانے سے محظوظ ہوتا ہی) کیونکہ شاعر کے اندرونی احساسات اسقدر تیز ہوتے ہین کہ ذرا سی تحریک مین مشتعل ہو جاتے ہین۔

شعر کیون اثر کرتا ہے

ارسطو کہتا ہے کہ انسان مین نقالی اور محاکات کا فطری مادہ ہے۔ جانورون مین یا تو یہ مادہ مطلق نہین ہوتا یا ہوتا ہے تو کم ہوتا ہے۔ مثلاً توتا صرف آواز کی نقالی کرسکتا ہے حرکات وسکنات کی نقل نہین اُتار سکتا۔ بندر حرکات وسکنات کی نقل اوتارتا ہے لیکن آواز سے کام نہین لیتا۔ بخلاف اسکے انسان آواز سے اشارہ سے حرکات وسکنات اور مختلف طریقون سے ہر چیز کی نقل اُتار سکتا ہے۔ یہ بھی انسان کی فطرت ہے کہ اُسکو محاکات سے ایک خاص لطف حاصل ہوتا ہے فرض کرو ایک بدصورت جانور کی تصویر ہُو بہُو کوئی کھینچدے تو خواہ مخواہ ہر شخص دیکھکر محظوظ ہو گا حالانکہ خود اُس جانور کو دیکھکر طبیعت کو نفرت ہو گی اِس سے معلوم ہوا کہ کسی شئے کی محاکات بجاے خود لطف انگیز ہوتی ہے فی نفسہ وہ شئے بُری ہو یا بھلی۔ اور چونکہ شعر بھی ایک قسم کی نقالی یا مصوّری ہے اس سے خواہ مخواہ طبیعت پر اثر پڑتا ہی۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ موسیقی بالطبع موثر چیز ہے اور شعر مین موسیقی کا جزو شامل ہی اسلیے شعر بہت مؤثر ہوتا ہی۔

شعر کے عناصر کیا کیا ہین

ایک اچھے شعر مین بہت سی باتین پائی جاتی ہین۔ وزن۔ قافیہ۔ مناسبت الفاظ بندش کی صفائی۔ محاکات (یعنی کسی شئے یا کسی حالت کی سچّی تصویر کھینچنا) اور تخئیل مگر محاکات اور تخئیل یہ دونون چیزین شاعری کے اصلی عناصر ہین

محاکات کی تعریف محاکات کسی چیز یا کسی حالت کی نقل اُتارنے کو کہتے ہین جس سے اُس چیز یا اُس حالت کی ہُو بہُو تصویر آنکھون مین پھر جاے مثلاً حضرت آتش فرماتے ہین ؎

آتش

چلا وہ راہ جو سالک کے پیش پا آئی	ٹھہر گیا جو کہین ہوے آشنا آئی
نہ روز حشر بھی فریاد ہے کسی مجھ سے	جفاے یار کے آڑے مری وفا آئی
کوتہ ہوا اسقدر مرے قد پر ردائے عیش	ڈھانکون جو پانؤ تو یقین ہی کہ سر کھلے
فصل بہار آتی ہی چلتا ہی دور جام	گُنج کی دُکان شام کھُلے یا سحر کھُلے
گستاخ بہت شمع سے پروانہ ہولے ہے	موت آئی ہو سر چڑھتا ہی دیوانہ ہولے ہے

یاس

چُپ لگی مجکو گناہ عشق ثابت ہوگیا — رنگ چہرہ کا اڑا راز دل مضطر کُھلا
صحبت واعظ مین بھی انگڑائیان آنے لگین — راز اپنی میکشی کا کیا کہین کیونکر کُھلا

تخئیل کی تعریف

ہنری لوئی کے نزدیک تخئیل اُس قوت کا نام ہے جو غیر مرئی اشیا کو یا اُن مرئی اشیا کو (جو حواس کی کمی کی وجہ سے محسوس نہین ہوسکتین) نظر کے سامنے پیش کردے" اور مولانا شبلی فرماتے ہین کہ تخئیل در اصل قوت اختراع کا نام ہے یعنی سامنے کی باتون مین بھی یہ قوت ایسے نکتے اور باریکیان پیدا کرتی ہے جو عام نظرون سے اوجھل ہوتی ہین۔

فلسفہ اور شاعری مین قوت تخئیل یکسان کام کرتی ہے یعنی فلسفہ مین ایجاد و انکشاف اور شاعری مین مضامین رنگا رنگ اسی کا نتیجہ عمل ہین۔ اسی کے ذریعہ سے سائنس کے دقیق مسائل حل ہوتے ہین اور یہی قوت شعر کے ذریعہ سے مردہ جذبات مین تازہ روح پھونکتی ہے حضرت آتش فرماتے ہین ؎

نقش پائے رفتگان سے آرہی ہی یہ صدا — دو قدم مین راہ طے ہے شوق منزل چاہیئے

کسی مقرر کی طلاقت لسانی یا کوئی خطبۂ مدلل و طولانی یا آثار قدیمہ پر کسی پروفیسر کا زبردست لکچر وہ جوش وہ ہمت وہ اثر نہین وہ نتیجے نہین پیدا کرسکتا جو ان دو مصرعون سے مترتب ہوسکتے ہین۔ یا یہ شعر

دھیان رکھنا شرط ہی اُس دلبر مغرور کا — فکر سے نزدیک ہوجاتا ہی مضمون دُور کا

نفس امارہ نے آئینۂ دل کو کیسا ہی زنگ آلود کردیا ہو مگر تصور صادق اور کسب معرفت کی کوشش کیجائے تو شاہد مقصود کا دیدار کچھ ایسا مشکل نہین ہے۔ یہ مصرعہ (فکر سے نزدیک ہوجاتا ہے مضمون دُور کا) ریاضت نفس کے لیے ایسا ہمت افزا وعظ ہے کہ علم تصوف کی بڑی بڑی کتابین ایک طرف اور یہ ایک مصرعہ ایک طرف۔

محاکات کی تفصیلی بحث

محاکات کا کمال یہ ہے کہ اصل کے مطابق ہو۔ تصویر کا اصل سے مطابق ہونا فطرتاً وجہ انبساط ہے۔ خواہ وہ تصویر کسی خوبصورت شی کی ہو یا کسی بدصورت چیز کی۔ مثلاً سُور کسقدر مکروہ جانور ہے جسکے دیکھنے سے گھن آتی ہے لیکن اسی کی تصویر ہو بہو کھینچ دیجائے

تو خواہ مخواہ ہر شخص دیکھکر محظوظ ہو گا۔

جب مین انٹرنس مین پڑھتا تھا تو اسکول مین ایک بنگالی آیا تھا جسنے جانورونکی بولیون کی نقل اُتارنے مین کمال حاصل کیا تھا۔ پس پردہ بیٹھکر اُسنے بہت سے جانورونکی بولیان سنائین۔ جسوقت گدھے کی بولی بولنا شروع کی سارا ہال گونجنے لگا اور تمام طلبا ہنستے ہنستے فرش ہو گئے یہی معلوم ہوتا تھا کہ پردہ کے پیچھے کوئی گدھا سیپون سیپون کر رہا ہے۔

مچھرون کی بولی کی نقل جب اُتاری تو معلوم ہوتا تھا کہ سچ مچ ہزارون مچھر کسی کوٹھری مین بھن بھن کر رہے ہین۔

اسیطرح شاعر کو بھی محاکات کا پورا لحاظ رکھنا چاہیئے۔ محاکات کا حق جب ہی ادا ہو سکتا ہے کہ کسی سین کے تمام جزئیات بخوبی دکھائے جائین کہ دیکھنے والون کو اصل شئے کا دھوکا ہو جائے۔ شاعر کو محاکات مین کامیابی جب ہی ہو سکتی ہے کہ وہ اسرار فطرت سے اچھی طرح ماہر ہو اور کائنات کا مطالعہ بہت ڈوبکر کرتا ہو۔ مشہور ہے کہ یونان مین کسی مصور نے ایک آدمی (جسکے ہاتھ مین انگور کا خوشہ تھا) کی تصویر کھینچکر نمایش گاہ مین آویزان کر دی تصویر اصل سے اس قدر مطابق تھی کہ پرند اُس خوشۂ انگور کو اصلی انگور سمجھکر گرنے لگے اور چیخ پخ مارنے لگے۔ تمام نمایش گاہ مین دھوم ہو گئی اور ہر طرف سے لوگ آ آ کر مصور کی تحسین و آفرین کرنے لگے لیکن مصور بجائے خوش ہونے کے روتا جاتا تھا اور کہتا تھا کہ تصویر مین نقص رہگیا۔ لوگون نے حیرت سے پوچھا کہ اس سے بڑھکر اور کیا کمال ہو سکتا ہی؟ مصور نے کہا ہان انگور کی تصویر تو اچھی کھچی مگر آدمی کی تصویر جسکے ہاتھ مین انگور ہے اچھی نہین کھچی ورنہ پرند قریب آنے کی جرأت نہ کرتے۔ لیکن کیا عجب ہے کہ اس مصوّر نے دانستہ یہ عیب رہنے دیا ہو کیونکہ اگر اُس آدمی کی ہو بہو تصویر کھیچ دیتا تو پرند انسان کے خوف سے خوشۂ انگور کے پاس نہ آسکتے اور مصور کا کمال (جو خوشۂ انگور کی تصویر مین صرف کیا گیا تھا) دیکھنے والون پر ثابت نہو سکتا اور اُسکا جو مقصد تھا وہ فوت ہو جاتا۔ اسلیے اُسنے فقط خوشۂ انگور کی تصویر مین محاکات کا کمال دکھایا اور تصویر انسان مین اس کمال کو نہ دکھایا۔ اسی خیال کو (کہ انسان کی تصویر اگر ہو بہو کھیچی جائے گی تو پرند قریب آنے کی ہمّت نہ کرین گے) اصطلاح مین Imagination یا

تخئیل کہتے ہین۔ یہ اسی قوت تخئیل کا عمل تھا جسنے انسان کی تصویر ہو بہو نہ کھینچ دی۔
اسی قسم کے فرق اور باریکیان محاکات وتخئیل مین پائی جاتی ہین اور یہی نکتے ہین جنکی بنا پر شعرا مین فرق مراتب پایا جاتا ہے اس قسم کے ادراک واحساس کے لیے بہت بڑے علم وفضل کی ضرورت نہین ہے عقل سلیم وادراک صحیح جاہل سے جاہل مین پایا جاسکتا ہے۔ خدائے سخن میر انیس صاحب اعلی اللہ مقامہ کوئی بہت بڑے علامہ نہ تھے مگر اسی ادراک صحیح اور پختگی تخئیل نے اُن کے کلام مین یہ اعجاز دکھائے ہین فرماتے ہین ۵

غصّہ مین جو سفاک نے کی رخش کو مہمیز — شہزادہ کے گھوڑے کے قریب آگیا شبدیز
بس تھام لی اکبرؑ نے عنان فرس تیز — جھجکا تھا وہ گھوڑا کہ چلی تیغ شرر ریز
ہوش اُڑ گئے اُس بانی بیداد وستم کے — سر کٹ کے گرا فرق پہ چالیس قدم کے

یہ وہ مقام ہے کہ حضرت علی اکبرؑ کے مقابل مین ایک پہلوان گھوڑا ریٹا کر پاس آگیا ہی اور حملہ کرنا ہی چاہتا تھا کہ جناب علی اکبرؑ نے ایک ہاتھ سے حریف کے گھوڑے کی لگام پکڑ لی اور دوسرے ہاتھ سے تلوار علم کی۔ لگام پکڑتے ہی گھوڑے کا جھجکنا اور تلوار کے بلند ہوتے ہی حریف کا حواس باختہ ہونا آخر کار تلوار کا چلنا اور دشمن کا سر کٹ کے چالیس قدم پر گرنا وغیرہ وغیرہ ایک آن واحد مین یہ سب واقعات جو ظہور مین آئے انکو شاعر نے جس خوبی سے دکھایا ہے محاکات ورسائی تخئیل کا بہتر سے بہتر نمونہ ہے۔ اس سین کے تمام جزئیات سے سُننے والون کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ خود اُنکی آنکھون کے سامنے یہ واقعات گزرے۔

لیکن ہر جگہ کسی شئے یا واقعہ کے تمام اجزا کی محاکات ضروری نہین ہوتی فن تصویر کے ماہر جانتے ہین کہ صاحب کمال مصوّر کبھی تصویر کے بعض حصّے دانستہ خالی چھوڑ دیتا ہے لیکن اور اعضا یا اجزا کو اس خوبی سے دکھاتا ہے کہ دیکھنے والون کی نظر چھوٹے ہوئے حصہ کو خود پورا کرلیتی ہے۔ یون سمجھیے کہ کاغذ پر جو تصویر ہوتی ہے اُس مین عمق نہین ہوتا کیونکہ کاغذ مین خود عمق نہین ہوتا ہے۔ مگر دیکھنے والون کو صاف نظر آتا ہے کہ یہ تصویر کسی موٹے شخص کی ہے یا دُبلے کی۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ تصویر مین طول وعرض موجود ہوتا ہے اسی کی مناسبت سے ذہن اُسکے عمق کا اندازہ بھی کرلیتا ہے۔ اسی طرح شاعر بھی بسا اوقات کوئی سین دکھانا چاہتا ہے تو تمام جزئیات کو مفصل طور پر نہین دکھاتا بلکہ

۵ منقول از [illegible]

چند ایسی نمایان اور ضروری خصوصیات کو ذکر کر دیتا ہے جس سے ضمنی باتین خود بخود ذہن پر حاوی ہو جاتی ہین اور پورے واقعہ کا سمان آنکھون کے آگے پھر جاتا ہے مثلاً حضرت آتش فرماتے ہین ؎

حشر کو بھی دیکھنے کا اُسکے ارمان رہ گیا	دن ہوا پر آفتاب آنکھون سے پنہان رہ گیا

طالب دیدار نے زندگانی کے دن (جو بمنزلہ ہجر کی شب دراز کے تھے) شوق دیدار مین مر مر کے کاٹے اسی اُمید پر کہ بعد فنا جمال یار سے آنکھین روشن ہونگی مگر مرنیکے بعد پھر قیامت کا انتظار کرنا پڑا کیونکہ وعدہ دیدار اُسی دن پر موقوف ہے لہذا تمام آرزوئین اُسی دن سے وابستہ تھین مگر افسوس کہ روز روشن ہوا صبح محشر جلوہ گر ہوئی لیکن آفتاب حسن وجمال آنکھون سے پنہان ہی رہا دل کی حسرت دل ہی مین رہی کیونکہ چشم ہوس کو تاب نظارہ کہان تھی کہ آفتاب حسن سے دوچار ہوتی۔ ان سب مطالب کو شاعر نے کھلے کھلے لفظون مین بیان نہین کیا مگر اس اختصار پر بھی یہ سب معانی آپ سے آپ ذہن مین آجاتے ہین اور یہ محاکات کا اعلی نمونہ ہے۔ مؤلف عرض کرتا ہے ؎

یکسان کبھی کسی کی نہ گزری زمانے مین	یادش بخیر بیٹھے تھے کل آشیانے مین

"بیٹھے تھے کل آشیانے مین" اس سے خود بخود یہ معنی پیدا ہوتے ہین کہ آج اسیر قفس ہین حالانکہ قفس کی لفظ شعر مین نہین آئی ہے۔ انقلاب دہر سے متاثر ہو کر شاعر اپنے دل کو یون تسکین دیتا ہے کہ کسی کی ایک طرح پر بسر نہین ہوتی آج کچھ ہے اور کل کچھ۔ موجودہ حالت اسیری کو صاف صاف لفظون مین نہین دکھایا بلکہ آشیانے کو یادش بخیر کی لفظ سے یاد کیا مگر باوجود ان محذوفات کے مطلب صاف ذہن مین آجاتا ہے اس انداز بیان سے کلام کا زور اور بڑھ جاتا ہے۔ محاکات کا یہ مبہم طریقہ زیادہ موثر ہوتا ہے۔

یہان پر ایک نکتہ ملحوظ خاطر رکھنا چاہیئے کہ ایسے موقعون پر اکثر اشعار پیچیدہ اور دور از فہم ہو جاتے ہین اُسکی وجہ یہ ہے کہ شاعر مضمون کا بعض حصہ ضروری چھوڑ دیتا ہے اور بجائے خود یہ سمجھ لیتا ہے کہ گرد و پیش کے الفاظ اُس خلو کو خود بھر لین گے حالانکہ وہ الفاظ اُس خلو کو بھرنے کے لیے کافی نہین ہوتے۔ اسی قسم کے اشعار بعض جگہ مہمل اور المعنی فی بطن الشاعر کے مصداق ہو جاتے ہین۔ غالب کہتے ہین۔

لرزے ہے موج مے تری رفتار دیکھکر	ثابت ہوا ہے گردن مینا پہ خون خلق

حسرت موہانی شرح کرتے ہین :- مطلب یہ ہے کہ خون خلق تیری رفتار مستانہ نے کیا ہی (جسکی مستی قدرتی اور ذاتی تھی) لیکن چونکہ لوگون نے مستی رفتار کا سبب شراب نوشی کو سمجھ لیا ہے اور اس طرح پر خون خلق مینا کی گردن پر ثابت ہوتا ہی (کیونکہ انکے نزدیک شراب سے مستی پیدا ہوئی اور مستی رفتار یار سے خون خلق ہوا) اس لیے موج مے تیری رفتار دیکھکر لرز رہی ہے کہ کہین رفتار یار مجھسے مواخذہ نہ کرے کہ خون خلق تو میری ادائے خرام (جسکی مستی ذاتی تھی نہ کہ مے نوشی کی وجہ سے) کا کام تھا وہ تیری طرف کیونکر منسوب ہوگیا؟"

حسن عقیدت کے جوش مین جناب حسرت نے شعر مین جو معنی پہنائے ہین وہ مذاق سلیم کے نزدیک نہایت مضحک ہین موج شراب کا رفتار یار کے مواخذہ کر ڈرنا اور لرزنا یا جو کچھ بھی معنی بیان کیے جائین ہرگز الفاظ یا قرائن سے پیدا نہین ہوتے اپنے دل سے کوئی معنی گڑھ لینا اور بات ہی۔

جناب حسرت نے جو معنی بیان کیے وہ اگر صحیح بھی مان لیے جائین تو ایسی محذوفات بعید الفہم (جنکے فرض کیے بغیر کوئی معنی نہین پیدا ہوسکتے) شعر کو دائرہ شعر سے خارج کر دینے والے ہین۔ محذوفات اگر ہون تو ایسے ہون جنکی طرف ذہن آسانی سے منتقل ہوسکے۔

حضرت آتش فرماتے ہین ؎

سنبھل سکتا نہین اب دوش سے بوجھ اپنی گردن کا	ادب تا چند اے دست ہوس قاتل کے دامن کا

"سنبھل سکتا نہین" سے صاف ظاہر ہے کہ زیست سے بیزار ہین اور "ادب تا چند" سے خود یہ معنی پیدا ہوتے ہین کہ قاتل کو چھیڑ کر اپنے قتل پر آمادہ کیجیے آخر پاس ادب اور صبر و تحمل کی کوئی حد بھی ہے۔ مگر ان مطالب کو صاف لفظون مین بیان نہ کیا انداز بیان ایسا اختیار کیا کہ یہ معنی آپ سے آپ پیدا ہوتے ہین! اور یہی شان بلاغت ہے غالب کی شاعری مین یہ بڑا عیب ہی کہ دور از قیاس محذوفات مان کر معنی پہنائے جائین تو کوئی مطلب (اور وہ بھی اکثر مضحک) ورحدود شعریہ سے باہر نکل سکتا ہے اکثر حضرات اسکا یہ جواب دیتے ہین کہ غالب کا شعر سمجھنے کے لیے دماغ چاہیئے مگر یہ محض حسن عقیدت یا اپنی سخن پروری ہے شیکسپیر ہو مر انیس سعدی کے کلام سے

تو ہر شخص کثیف ہو مگر غالب کا کلام سمجھنے کے لیے کسی غیر معمولی دماغ کی ضرورت ہوا سکے کیا معنی؟ پھر ایسے شعر سوائے مہمل ہونے کے اور کیا ہو سکتے ہین اگر کھینچ تان کر کوئی معنی پہنایا بھی جائے تو ایسے شعر کو زیادہ سے زیادہ چیستان کا لقب دیا جا سکتا ہی۔ ہان غالب نے جہان قریب الفہم نزاکتین اور شاعرانہ باریکیان (علم معنی و بیان کے حدود مین رہکر) پیدا کی ہین اُنکی تعریف نہین کیجا سکتی۔

محاکات کے نمونے

چھڑائے سے نہ چھوٹے گا ارے قاتل نہ بن لڑکا
شراب لالہ گون سے ساقیا جام صبوحی بھر

زوال حسن ہو عاشق کنارہ کرتے جاتے ہین
گل و بلبل کی حالت پر بجا ہی گریۂ شبنم

دل وحشی کی بیتابی کریگی چاک سینے کو
بہار عالم نیرنگ رکھتا ہے مزاج اپنا

نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو
کبھی تو ہوگا ہمارے بھی یار پہلو مین

کیا ہی باد بہاری نے بلبلونکو مست
سامنے پھوٹ گیا۔ دیوانہ بیباک تھا

اینڈتا تھا تیرے مستونکی طرح سے باغ مین
دیدۂ عارف سے جب دیکھا تو یہ روشن ہوا

چشم نامحرم کو برق حسن کر دیتی تھی بند
غنیمت ہی سمجھیے حلقۂ احباب گرد اپنے

قدم سے تیرے دیوانون کے آبادی کا عالم ہی
سحر تک شام سے چلتی ہین لاتین وصل کی شب مین

غم اپنے قتل ہونیکا نہین غم ہی تو یہ غم ہی[۱]

وفاداروں کے خون کا داغ کیا دھبا ہی کیچڑ کا
شفق اپنی مجھے دکھلا رہا ہے نور کا تڑکا

بہار باغ ہوتی ہی خزان موسم ہی پت جھڑ کا
اسے گلچین کا اندیشہ اسے صیاد کا دھڑکا

قفس کی تیلیان ٹوٹینگی یہ طائر اگر پھڑکا
جوانو نہین جوان بڈھو نہین بڈھا لڑکو نہین لڑکا

ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھپرکھٹ کا
کبھی تو قصد کریگا زمانہ کروٹ کا

ہوا ہی پھول کے بیرنگ شراب کا مٹکا
پھاڑ کر آنکھین جسے دیکھا گریبان چاک تھا

صاحب کیفیت اپنے سلسلہ مین تاک تھا
مظہر نور الٰہی جسم مشت خاک تھا

دامن عصمت آلودگی سے پاک تھا
یہ دورہ پھر نہو گا گردش افلاک سے پیدا

ہوا ہی شہر اک صحرائے وحشتناک سے پیدا
محبت کی ہوس گستاخ کس بیباک سے پیدا

نہو گا کشتنی مجھ سا مرے سفاک سے پیدا

[۱] شمر کو امام حسین علیہ السلام سا کشتنی پھر اور نہ ملا۔ زیر خنجر بھی قاتل کے لیے دعا کرتے رہے ۱۲ یاس

تخئیل کی خوبیان

اگرچہ محاکات اور تخئیل دونون چیزین شعر کے اصل عناصر ہین مگر شاعری (اپنے صحیح معنی کے اعتبار سے) در اصل تخئیل کا نام ہے محاکات مین جو انداز دلکش پیدا ہوتا ہے وہ اسی تخئیل کی بدولت ورنہ خالی محاکات نقالی سے زیادہ وقعت نہین رکھتی۔ محاکات کا بس اتنا کام ہے کہ جو کچھ دیکھے یا سُنے یا جس شئی یا جس حالت سے متاثر ہوا اسکو الفاظ کے ذریعہ سے بعینہٖ ادا کردے لیکن ان چیزون مین کوئی خاص تناسب پیدا کرنا یا کوئی مابہ الامتیاز شئے کو دکھانا یا آب و رنگ چڑھانا قوت تخئیل کا کام ہی۔ مولانا شبلی فرماتے ہین کہ تخئیل مسلم اور سطے شدہ باتون کو سرسری نظر سے نہین دیکھتی بلکہ ایک ایک بات پر سو سو دفعہ تنقیدی نظر ڈالتی ہے اور بات مین بات پیدا کرتی ہے گویا تخئیل قوت اختراع یا ملکہ استنباطی کا نام ہے۔ قوت تخئیل کے استدلال کا طریقہ عام استدلال سے الگ ہوتا ہے وہ اُن باتون کو جو اور اور طرح ثابت ہو چکی ہین نئے طریقے سے ثابت کرتی ہے۔ یہ طریقہ استدلال اکثر ایک قسم کا منطقی مغالطہ ہوتا ہے اور حسن تعلیل کی صورت مین نہایت ہی نازک اور حیرت انگیز انداز بیان اختیار کرتا ہی۔

جودت تخئیل کے نمونے

(آتش)

سوا تیرے کسی کا دھیان آتا ہو تو کافر ہون
یہ مجھ دیوانے کی زنجیر سے آواز آتی ہے

غرور عشق زیادہ غرور حسن سے ہے
نہ پوچھ حال مرا چوب خشک صحرا ہون

خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کو

دوئی جس دل مین ہو وہ دل نہین ہی چشم احول ہی
وہ کیچڑ[له] مین پھنسا ہی جو ہی آب و گل کے بندہ نہین

ادھر تو آنکھ پھری دم ادھر روانہ ہوا
لگا کے آگ بجھے کا روان روانہ ہوا

یہ بیکسون کے مزارون کا شامیانہ ہوا

[له] اس شعر مین جانکنی کی حالت دکھانے کے لیے کیچڑ مین پھنسنے کا استعارہ قوت تخئیل کا اعلیٰ سے اعلیٰ نمونہ ہے اور مصرعہ پر مصرعہ جیسا لگایا ہے وہ اہل فن جانتے ہین۔ یاس

کسی کی محرم[1] آب روان کی یاد آئی
حباب کے جو برابر کوئی حباب آیا

دو روزہ ہی یہ لطف عیش و نشاط دنیا
بوے شب عرس وہی مہمان ہی پیرہن مین

بغض و حسد سے خالی صحرا کو بھی نہ پایا
کیا کیا جلا ہی ساکھو بھولا جو ڈھاک بن مین

ہنسنے والا نہین ہی رونے پر
ہمکو غربت وطن سے بہتر ہے

قید عفت مین ہی وہ محبوب عاشق جان بلب
نزع مین بیمار عیسی دامن مریم مین ہی

ہوجائے حسن معنی بے صورت آشکار
رخ کے حقیقت اُلٹے جو پردہ مجاز کا

کیونکر وہ نازنین نہ کرے بے نیازیان
انداز سے بھی حوصلہ عالی ہے ناز کا

ہوتا ہی شعبدون سے ترے آسمان سفید
اُڑتا ہی رنگ چہرۂ نیرنگ ساز کا

پتلون سے خاک کے یہ گڑھے بھر چکین کہین
دھبا مٹے زمین کے نشیب و فراز کا

ساحل سمجھتے ہین تہ دریاے عشق کو
طوفان ناخدا ہے ہمارے جہاز کا

ہر جمعہ کو ظہور کا رہتا ہون منتظر
مشتاق ہون امام کے پیچھے نماز کا

چُنگ گیا ہے قتل مجھے تیغ یار نے
کشتہ ہے دل مرا شرف امتیاز کا

سودائے عشق مین نہ رہی شان خواجگی
محمود بندہ ہوگیا حسن ایاز کا

عمر خضر سے بھی زیادہ ہو زندگی
دھوون[2] پئے جو یار کی زلف دراز کا

قاتل جزاے خیر ملے تیری تیغ کو
زخمون کے منہ کھلے نہین جب تک کہ در کھلے

مطلب نہ سرنوشت کا سمجھا تو شکر کر
دیوانہ ہو جو حال قضا و قدر کھلے

موت کے آتے ہی ہمکو خود بخود نیند آگئی
کیا اسی کیواسطے کرتے تھے شب بیداریان

(غالب)

اور بازار سے لے آئے اگر ٹوٹ گیا
جام جم سے تو مرا جام سفال اچھا ہی

انکے دیکھے سے جو آجاتی ہی منہ پر رونق
وہ سمجھتے ہین کہ بیمار کا حال اچھا ہی

ترے وعدہ پہ جئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

کب سے ہون کیا بتاؤن جہان خراب مین
شبہاے ہجر کو بھی رکھون گر حساب مین

محبت مین نہین ہی فرق جینے اور مرنیکا
اُسیکو دیکھکر جیتے ہین جس کافر پہ دم نکلے

[1] محرم بمعنی رازدار اور محرم بمعنی انگیا ان دونون لفظون کا قالب ایک ہی اور معنی جدا جدا ہین مگر دونون کے معنی مین بھی اک مناسبت ضرور ہے لہذا یہ لفظ مستند بالمعنی ہی اس حالت مین عطف و اضافت صحیح ہی۔ یاس

[2] دھوون کی لفظ کو جس حسن سے نظم کیا ہی اور شعر مین جو اثر پیدا کیا ہی وہ آتش کا کام تھا۔ یاس

تخئیل کا مصرف

اسمین کوئی شک نہین کہ قوت تخئیل کسی وقت یا کسی حالت مین بیکار نہین رہ سکتی محدود مقام ہو یا وسیع بیہڑ راستے ہون یا سیدہے مگر اپنا کام کیے جائے گی ہے شعرا نے فقط گل وبلبل کے افسانے ہجر و وصال کے ترانے مین بہت کچھ خانہ فرسائی کی ہے اور کچھ نہ کچھ تازگی وجدت سے بھی کام لیا ہے مگر ایسے شعرا بس تھان کے ٹرے ہوتے ہین میدان مین آتے ہی یا تو ہاتھ پانون بھول جاتے ہین یا منزل مقصود سے کوسون بھٹک جاتے ہین۔ پھر ایسی شاعری کس کام آئے گی؟

وہ شاعری جو ہر قسم کے جذبات کا آئینہ بن سکے۔ وہ شاعری جو فطرت کے رازہائے مخفی کو کھول سکے۔ وہ شاعری جو فلسفہ اخلاق وحکمت کے دقائق کو (بہ عنوان دلکش) حل کرسکے۔ وہ شاعری جو تاریخی واقعات سے نتیجہ خیز مضامین پیدا کرسکے۔ وہ شاعری جو اخلاق وتمدن پر مفید اور گہرا اثر ڈال سکے ایسی وچھی اور بھٹکی ہوئی تخئیل سے کیونکر نشو ونما پاسکتی ہی افسوس ہے کہ ہمارا لکھنو اس اعلی مذاق شاعری سے محروم رہا اگر حضرت آتش و میر انیس ومرزا دبیر علی اللہ مقامہم یہان پیدا نہ ہوے ہوتے تو لکھنو کا وقار (بہ اعتبار نفس شاعری) قائم نہوسکتا۔ ان حضرات کی شاعری نے البتہ فلسفہ اخلاق وحکمت کے میدان مین وہ کارنمایان کیے کہ لکھنو کی بلکہ زبان اُردو کی آبرو رکھ لی۔ لکھنو کے دوسرے شعرا نے فقط زبان اُردو کی خدمتین کین مگر نفس شاعری کو کما حقہ نہ سمجھے میر انیس مغفور نے شاعرانہ کمال کے ساتھ ساتھ زبان اُردو کو بھی اتنا سنوارا جو سنوارنے کا حق تھا۔ ورنہ دہلی کے شعرا اسکو ریختہ کے نام سے پکارتے تھے من حیث زبان اسکو وہ شرف حاصل نہ تھا جو میر انیس نے بخشا۔ لکھنو نے اور خصوصاً میر انیس نے اس زبان کو زبان کے مرتبہ پر پہونچادیا۔ خیر یہ جملہ معترضہ تھا۔ تخئیل کی بیہودہ جست وخیز اور شعر کی بدقسمتی اس سے بڑھکر اور کیا ہوگی جو غالب کے کلام مین پائی جاتی ہے ایسے ماہر فن کے ہان تخئیل کی یہ بے اعتدالیان اور تغزل مین ایسی بد مذاقیان (جنکی وجہ سے عام طور پہ مذاق سخن بگڑ گیا) نہایت افسوسناک ہین۔ اگرچہ غالب نے بہ نسبت متقدمین کے تخئیل مین زور پیدا کیا مگر صرف بیجا تحمل کیوجہ سے ساری محنت رایگان ہوکر کوہ کندن و کاہ برآوردن

کا مصداق ہوگئی۔ غالب کی تخئیل اور الفاظ سے اکثر دیہاتیون کی بو آتی ہے۔ یعنی پڑھے لکھے دیہاتی اگر چاہین تو ایسی شاعری کرسکتے ہین مگر میر و آتش کے رنگ مین وہی کہہ سکتا ہے جو اہل زبان ہو۔

بد مذاقی کی مثالین

(وزیر)

کیا لگائی ہی گلوری گورے گورے ہاتھ نے	ہوگیا چونے کی صورت پان مین کتھا سفید
تم جو کہتے ہو نہو گا خط سبز اپنا سفید	واہ سچ کہیئے کبھی دیکھا نہین تیتا سفید
ہر جو ٹوپی کے ستارون سے چراغان سر پہ	نظر آتی ہی دھوان کا کل پیچان سر پہ
جاتے ہو باغ کو پہنے ہو گلابی ٹوپی	بلبل بے ادب آ بیٹھے نہ ہی جان سر پہ
اک پری کے اثر نقش قدم سی بھاگی	آگئی تھی جو بلائے شب ہجران سر پہ

اس قسم کی تخئیل گویا اک پھلجھڑی ہے۔ طفلانہ مزاج حضرات کا دل بہلانے کے سوا اہل نظر پر کوئی اثر نہین ہوتا۔

(غالب)

سرشک سر بصحرا دادہ نور العین دامن ہی	دل بیدست و پا افتادہ برخوردار بستر ہی

سرشک سر بصحرا دادہ نور العین دامن ہی۔ دل بیدست و پا افتادہ برخوردار بستر ہی
سرشک اور سر بصحرا مین رعایت لفظی ملاحظہ ہو۔

اسی طرح نور العین اور برخوردار کی رعایت۔ برخوردار کے لیے بستر کی رعایت اور دامن کے لیے نور العین کی رعایت۔

سبحان اللہ کیا کیا رعائتین ہین لکھنؤ والون کو مات کردیا اور ان سب باتون کے بعد غالب پرستون سے پوچھیئے تو اس شعر مین کوئی نہ کوئی فلسفیانہ مضمون ضرور ٹھونس دینگے۔

نہ آئی سطوت قاتل بھی مانع میرے نالون کو	لیا دانتون مین جو تنکا ہوا ریشہ نیستان کا

قاتل کے لیے سطوت کی لفظ کتنی پیاری ہی واہ۔ دانتون مین جو تنکا لیا وہ نیستان کا ریشہ ہوگیا۔ ریشۂ نیستان نہ معلوم کس جانور کا نام ہی حسرت موہانی فرماتے ہین کہ اظہار عجز کے لیے دانتون مین تنکا لیا تھا مگر وہ تنکا ریشۂ نیستان نکلا

یعنی قاتل کا رعب و داب میرے نالون کو روک نہ سکا گویا ریشۂ نیستان نیستان بنگیا۔ یاس

کاوش کا دل کرے ہے تقاضا کہ ہے ہنوز	ناخن پہ قرض اس گرہ نیم باز کا

حسرت موہانی شرح کرتے ہین "اس گرہ نیم باز یعنی دل کا۔ قرض یعنی قرض کاوش۔ قرض اور گرہ مین رعایت لفظی ہے"

ناخن پہ قرض کیا خوب ہے۔ اسکی تو دید ہے نہ شنید۔ قرض اور گرہ کی رعایت لفظی مجکو نہ سوجھی تھی جناب حسرت نے سوجھادی۔ جناب والا رعایت لفظی غالب کے لیے باعث ننگ ہے ہان بعض اہل لکھنؤ نے اسپر بہت زور دیا ہے سو یہ اُنھین کا حصہ ہے۔

مین اور صد ہزار نوا ہاے دلخراش	تو اور ایک وہ نشنیدن کہ کیا کہون

سبحان اللہ سبحان اللہ "نشنیدن کہ کیا کہون" کی ایک ہی کہی۔ اردو کی پھوٹی ہوئی قسمت جہان تک ناز کرے وہ کم ہے۔

لیگئی ساقی کی نخوت قلزم آشامی مری	موج مے کی آج رگ مینا کی گردن مین نہین

ساقی نے شراب پلانے مین بڑی فیاضی سے کام لیا تھا اور اسپر مغرور تھا لیکن مین ایسا قلزم آشام تھا کہ میری بلانوشی نے ساقی کی نخوت مٹادی "گردن مینا مین موج مے کی رگ" نخوت کی رعایت سے لایا ہے (حسرت)

پہلے یہ فرمائیے کہ ساقی کی نخوت کا سبب فیاضی کو کیونکر قرار دیا۔ خیر اسے جانے دیجئے۔ مگر موج مے کی رگ مینا کی گردن مین نہین اسکے معنی کیا ہین۔ آخر اس بے سروپا تقریر کا حاصل ؟

قید مین ہے ترے وحشی کو وہی زلف کی یاد	ہان کچھ اک رنج گرانباری زنجیر بھی تھا

"اک رنج گرانباری تھا" یا "کچھ رنج گرانباری تھا"، مگر "کچھ اک رنج" کے کیا معنی "کچھ" بھی اور "اک" بھی۔ یہی اُستادی اور قادر الکلامی ہے۔

تو دوست کسی کا بھی ستمگر نہ ہوا تھا	اورون پہ ہے وہ ظلم کہ مجھپر نہ ہوا تھا

مطلب یہ ہے کہ تو کسی کا بھی دوست تہوا لیکن مصرعہ اولی مین "تھا" کی کوئی ضرورت نہین معلوم ہوتی صرف برائے بیت ہے۔ ردیف کا بیکار ہونا سخت معیوب ہے۔

برم قدح سے عیش تمنا نہ رکھ کہ رنگ	صید ز دام جستہ ہے اس دامگاہ کا

مطلب فقط اتنا ہے کہ بزم مے سے تمناے عیش عبث ہے کیونکہ رنگ محفل کو قرار

وثبات کچھ بھی نہین مگر صید" زدام جستہ" سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ لالہ بھیرون پرشاد کا شعر ہی اسکے علاوہ "بزم قدح" بھی نیا تصرف ہے۔ بزم یا محفل کو قدح یا ساغر یا جام کے ساتھ مضاف کرتے نہین دیکھا ہان بزم مے یا بزم عیش وغیرہ کہتے ہین عیش تمنا نہ رکھ بمعنی عیش کی تمنا نہ رکھ غالب ہی کی زبان سے اچھا معلوم ہوتا ہے۔ جنکی زبان نہ اُردو نہ فارسی نہ ترکی۔

کیا بدگمان ہی مجھسے کہ آئینہ مین مرے	طوطی کا عکس سمجھے ہے زنگار دیکھکر

طوطی و آئینہ مین وہی نسبت ہی جو گل و بلبل مین ہے۔ زنگار و طوطی مین سبزی کی وجہ سے مشابہت ہی۔ استعارون کو دور کرنے سے مطلب یہ نکلتا ہے کہ میرے دل کی افسردگی یاس و محرومی کے اثر سے ہی لیکن وہ بدگمان یہ سمجھتا ہے کہ اس افسردگی اور تنک جوشی کا سبب یہ ہی کہ کسی دوسرے محبوب کی محبت میرے دل مین جاگزین ہی (حسرت موہانی) مگر آئینہ کے مستعار لہ (یعنی دل) کا جب تک ذکر نہ کیا جائے آئینہ کو یعنی دل کیون فرض کرلین۔ اور زنگار سے "محبت" یا "عکس" کیون مراد لین یا "طوطی سے کوئی دوسرا محبوب کیون مان لین۔ کیونکہ آئینہ کو فقط دل ہی سے استعارہ نہین کرتے عقل! ادراک۔ روے معشوق وغیرہ کو بھی آئینہ سے استعارہ کرتے ہین مثلاً آئینۂ ادراک۔ آئینۂ عقل آئینۂ رُخ وغیرہ وغیرہ لہٰذا اس سے یہ نہین لازم آتا کہ "آئینہ" کو "دل" ہی تصور کرین۔ شعر کیا ہی اچھی خاصی چیستان ہی۔

مشکین لباس کعبہ علی کے قدم سے جان	ناف زمین ہی نہ کہ ناف غزال ہی

لباس کعبہ کو علی کے قدم سے مشکین جان (ورنہ کعبہ) ناف زمین ہے نہ کہ ناف غزال (حسرت موہانی)

ناف زمین ہی سہی ناف غزال نہ سہی۔ پھر اس مضمون آفرینی کا حاصل کیا ہوا۔ بات وہ کہنی چاہیئے جو کہنے کے قابل ہو ورنہ نہ کہنا بہتر ہے۔ نمعلوم "ناف زمین" مین اضافت کے ساتھ اعلان نون کیسا ہے۔ اور ایک جگہ فرماتے ہین۔

فرمانرواے کشور ہندوستان ہی۔ (آسمان ہی۔ جہان ہی وغیرہ کے ساتھ۔)

غالب کی بدمذاقیان اور تخئیل کی بے اعتدالیان دکھانے کے لیے ایک مستقل کتاب چاہیئے ہے[1] اس رسالہ مین گنجایش نہین مگر ناسخ اور غالب کی روش تخئیل کا فرق بتادینا

[1] انشاء اللہ غالب کی بدمذاقیان کسی دوسری تصنیف مین دکھائی جائینگی۔ یاس

ضروری سمجھتا ہون۔

ناسخ نے جو کچھ کہا ہے اگرچہ باعتبار تغزل پسندیدہ نہین مگر مطلب فوراً سمجھ مین آجاتا ہے اور صحت الفاظ اور محاورات کے اعتبار سے ناسخ کے تمام اشعار مستند ہین گویا دیوان ناسخ زبان اردو کی ایک ڈکشنری ہی۔ مگر غالب کے اس مختصر دیوان کا بیشتر حصہ نہ سمجھ مین آتا ہے نہ باعتبار تغزل کوئی وقعت رکھتا ہے۔ بعید الفہم خیالات اور بے اعتدالی تخئیل کا اچھا خاصہ نمونہ ہے۔ اس قسم کی تخئیل شعر کو (از روے علم معنی و بیان) بالکل مہمل بنا دیتی ہے۔ دل مین تو ہزارون قسم کے خیالات موجزن ہوتے ہین مگر انسان کو اور خصوصاً شاعر کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ کونسی بات کہنے کی ہے اور کونسی بات ناگفتنی ہی یا جو کچھ کہا ہے اور جن لفظون مین کہا ہے اُسے سامع بھی سمجھ سکتا ہی یا نہین زبان کھولنے کا حاصل یہ ہے کہ سامع پر اپنا مطلب بخوبی تمام ہو جائے اور شاعر کے لیے فقط اپنا مطلب تمام کر دینا کافی نہین بلکہ ذہن سامع کو محظوظ کرنا بھی ضرور ہے۔ غالب کے کلام مین یہ عیب جس کثرت سے پایا جاتا ہے وہ ہندوستان کے کسی شاعر مین نہین پایا جاتا۔ ذہن سامع کو محظوظ کرنا تو کجا مطلب بھی صاف ادا نہین ہوتا بلکہ ذہن کو اور اُلجھن سی ہوتی ہے۔ جو مضمون لفظون سے صاف صاف ادا نہین ہو سکتا اُسکو نہاں خانۂ عدم ہی مین رکھنا مناسب ہی کسی بگڑی ہوئی صورت کو اہل نظر کے سامنے پیش کرنا کوئی کاریگری نہین ہی۔

افسوس ہے کہ آجکل ہندوستان مین غالب کے اُن پیچیدہ انداز بیان کی تقلید کیجاتی ہے جو معنی و بیان کی رُو سے نہایت معیوب ہین۔ ہان غالب کے وہ چند اشعار جن مین منطق کی شوخیان پسندیدہ نزاکتین اور قریب الفہم کنائے پائے جاتے ہین اُنکی تقلید کیجائے تو بیشک اُردو کی شاعری کے لیے نہایت مفید ہے مگر ایسا نہین کیا جاتا اور یہ کام کچھ آسان بھی نہین ہے۔ واضح ہو کہ غالب کے وہی چند اشعار پسند خاص و عام ہوے جنمین مذکورہ بالا خوبیون کے جوہر پائے جاتے ہین۔ یا جو سادگی و نزاکت کے سیدھے راستے پر ہین۔

مگر آجکل یہ ہوا چلی ہی کہ جوش عقیدت مین اکثر اُلجھے ہوے اور مہمل اشعار مین بھی معنی پہنانے کی کوششین کیجاتی ہین۔ دیوان غالب کی شرح اور اُسکا لابریری ایڈیشن

تیار کرنے کی تجویزین ہورہی ہین۔ آخر اس تردد بیجا کا حاصل کیا ہے۔ کاش انجمن ترقی اُردو حضرت آتش کے دیوان کو (جو فلسفۂ اخلاق و حکمت کی معدن ہی) دیدۂ عارف سے دیکھتی اور خذ ما صفا و دع ما کدر پر عمل کر کے انتخاب کرتی اور اُس حکمت آموز و عبرت خیز مجموعہ کلام کی شرح تیار کر کے شائع کرتی تو ملک کا مذاق بھی درست ہوتا اور علم ادب کو بھی فائدہ پہونچتا۔ حضرت اُستادی جناب خان بہادر مولانا شاد مدظلہ فرماتے ہین کہ "پہلے قرآن و حدیث سے کر فلسفۂ حکمت و اخلاق اور نہج البلاغہ اور بھاگوت گیتا کے مسائل عرفان و حقیقت پر نظر ڈالو اُسکے بعد خواجہ کا دیوان دیکھو جب اُسکے مرتبہ کو پہچانو گے"۔ خواجہ آتش کے کلام سے ظاہر ہے کہ وہ مسائل عرفان و حقیقت سے پوری آگاہی رکھتے تھے اسکی وجہ یہ ہے کہ اُنکو عملی طور پر کسب و ریاض مین دخل تھا اور اُنکا خاندان بھی ریاضت پیشہ تھا۔ علم تصوف کی کتابین چاٹ جانے سے ان مضامین اور ایسے مسائل پر کوئی حاوی نہین ہوسکتا۔ مجھے اس سے انکار نہین کہ خواجہ کے کلام مین غلطیان بھی ہین اُنکی علمی استعداد محدود معلوم ہوتی ہے۔ مگر شاعری کے لیے جس ادراک و احساس۔ جس انداز بیان اور لطف زبان جس دردمند دل جس چشم معرفت کی ضرورت ہے وہ اساتذہ اُردو مین آتش و میر سے بڑھکر اور کسی کو نہین عطا ہوئی۔ بلکہ اعلیٰ جذبات کو حرکت دینے والے مضامین اور عرفان و حقیقت کا رنگ جسقدر آتش مغفور کے ہان ہے اُتنا میر کے ہان نہین ہی گو مجموعی حیثیت سے میر کا پایہ بلند ہے۔ آتش کے کلام مین جو بانکپن ہے وہ میر کے ہان نہین اور میر کے ہان جو سکینیت ہے وہ آتش کے ہان نہین ہے۔ اُردو مین عرفان و حقیقت کے رنگ کو پردۂ مجاز مین آتش نے جس خوبی سے دکھایا ہے میر درد کے ہان بھی اس خوبی کے ساتھ نہین دکھائی دیتا۔ میر درد اکثر پردۂ مجاز کو بیچ سے اُٹھا دیتے ہین۔ مگر آتش کے ہان اک ہلکا سا پردہ ضرور پڑا رہتا ہے۔ اور حضرت غالب کو تو تصوف کی ہوا تک نہین لگی جو کچھ ہی نرا مجاز ہی ہے ؎

یہ مسائل تصوّف یہ ترا بیان غالب

فقط دعوے ہی دعوے ہین۔ آتش کا کلام دل پر اثر کرتا ہے اور غالب کی تخیل سے (جہان تخیل کا صحیح مصرف لیا گیا ہے) دماغ کو فرحت ہوتی ہے دل پر ویسا اثر نہین پڑتا۔ لہٰذا جو کلام دل پر اثر کرے وہی قابل ترجیح ہے۔ آتش و میر کے شعر دل سے نکلتے ہین اور

غالب دماغ کے زور پر اُڑتے ہین آتش کا کلام سعدی و حافظ و خسرو کی طرح روحانیت کی طرف مایل ہے اور غالب کا کلام فلسفہ کیطرف۔

بعض حضرات آتش مغفور کو جاہل کہتے ہین۔ تھوڑی دیر کے لیے اُنکی خاطر سے مین مانے لیتا ہون مگر جناب رسالت مآب اور جناب امیر علیہ السلام بھی کچھ پڑھے لکھے نہ تھے لیکن کلام مین وہ اعجاز تھا کہ دلون کو مسخر کر لیا۔ ہر بات فلسفہ کے کانٹے مین تلی ہوتی تھی۔ اسی طرح ہر بشر مین علیٰ قدر مراتب یہ جوہر منجانب اللہ ودیعت ہوتا ہے آتش کی زبان مین بھی خداداد اثر تھا افسوس ہے کہ لکھنؤ کے رنگ تکلف نے اُنپر بھی کچھ نہ کچھ اثر ضرور کیا مگر مجموعی حیثیت سے دیوان آتش پر نظر انصاف ڈالیے تو صاف معلوم ہوگا کہ اصلی رنگ طبیعت عرفان و حقیقت کی طرف زیادہ مایل ہی۔ خواجہ آتش کو عملی طور پر کسب و ریاض مین دخل تھا اور غالب اس سے بے بہرہ معلوم ہوتے ہین۔ ممکن ہے کہ غالب نے علم تصوف کی کتابین دیکھی ہون مگر اس سے کیفیت اور حال دل پر نہین طاری ہوتا[ل] اسی وجہ سے دیوان غالب عرفان و حقیقت کے مضامین سے خالی ہے اور جہان اُسکی کوشش کی ہے وہان ناکامیاب رہے ہین کیونکہ وہ اس کوچہ سے آشنا نہین ہین۔ البتہ غالب کو یہ خصوصیت ضرور حاصل ہی کہ تمام شعرا کے مقابل مین اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنائی مگر ہمین کیا ضرور کہ اندھی تقلید کرین پرائے شگون کے لیے اپنی ناک کٹوائین۔

تخئیل کی روک تھام

شاعر کو لازم ہے کہ قوت تخئیل کو حد اعتدال مین رکھے طبیعت پر غالب نہونے دے جسم انسانی کے عناصر اربع مین سے کوئی عنصر حد اعتدال سے بڑھ جاتا ہے تو اُس کا نتیجہ امراض شدید اور آخر کار موت کا سامنا ہوتا ہے جسم انسان پر کیا منحصر ہے تمام دنیا و مافیہا کا وجود اسی اعتدال پر قایم ہے۔ کائنات مین جتنے سیّارے ہین ان کے اعتدال مین فرق آجائے اور قوت کشش حد سے تجاوز کر جائے تو سب آپس مین ٹکرا کر برباد ہو جائین۔ لہٰذا شاعر کو لازم ہے کہ اس قوت تخئیل کی باگین لیے رہے

[ل] اور بغیر کیف ہوے ایسے مضامین پر حاوی ہونا غیر ممکن ہی۔

کیونکہ جب اسکا غلبہ طبیعت پر زیادہ ہوجاتا ہے تو قوت ممیزہ کے قابو سے جو اسکی روک تھام کرنے والی ہے باہر ہوجاتی ہے۔ اور یہ حالت شاعر کے لیے نہایت خطرناک ہے قوت متخیلہ فطرتاً خلاقی اور بلند پروازی کی طرف مایل رہتی ہے مگر قوت ممیزہ اسکی پرواز کو حسب ضرورت روکتی ہے اور بھٹکنے نہین دیتی۔ قوت متخیلہ کتنی ہی بلند پرواز ہو جبتک قوت ممیزہ کی محکوم ہے شاعری کو اُس سے نقصان نہین پہونچ سکتا۔ بلکہ جسقدر اُسکی پرواز بلند ہوگی اُسیقدر اُسکی شاعری اعلیٰ مرتبہ کو پہونچے گی۔ دنیا مین جتنے بڑے بڑے شاعر گزرے ہین اُن مین قوت متخیلہ کی بلند پروازی اور قوت ممیزہ کی حکومت ساتھ ساتھ پائی جاتی ہے اُنکی تخئیل نہ خیالات مین بے اعتدالی اور کجروی پیدا کرتی ہے نہ الفاظ اور انداز بیان مین غرابت۔ مگر جب تخئیل قوت ممیزہ پر غالب آجائے تو ایسا ہی ہے جیسے کسی سوار کے لیے مطلق العنان گھوڑا۔ غالب کی شاعری کا یہی حال ہے۔ خیالات اُنکے اسقدر بلند ہین کہ الفاظ کے قابو مین نہین آتے جسکا نتیجہ یہ ہے کہ نفس مطلب بالکل فوت ہوجاتا ہے اور شاعر منزل مقصود سے کوسون دُور رہجاتا ہے یا کسی اور طرف نکل جاتا ہے۔ غالب پہ کیا ہے کتنے ہی ہونہار شاعر اس قوت متخیلہ کی آزادی اور مطلق العنانی کی بدولت گمراہ ہوگئے اور بعضے جو گمراہ ہوسے وہ اُسوقت تک راہ پر نہین آئے جبتک قوت ممیزہ کو تخئیل پر حاکم نہ بنالیا۔ ہاے میر تقی میر کیا جوہری سخن تھا۔ مرزا غالب کے شعر سنکر صاف کہدیا کہ "اس لڑکے کو اگر کوئی اُستاد کامل مل گیا اور سیدھے راستے پر لگا دیا تو لاجواب شاعر بنجائے گا ورنہ مہمل بکنے لگے گا" وہی ہوا کہ غالب نے نہ کسی کو اُستاد بنایا اور نہ راہ راست پر آئے۔ چنانچہ غالب کے کسی بےتکلف دوست نے یہ مطلع پڑھکر ازراہ تمسخر اُنکی بہت تعریفین کین ؎

پہلے تو روغن گل بھینس کے انڈے سے نکال
بعد اُسکے جز و کل بھینس کے انڈے سے نکال

غالب نہایت آزردہ ہوئے اور کہا معلوم کس مسخرے نے یہ مطلع میری طرف منسوب کردیا ہے اُسپر اُنکے مہربان نے یہ فرمایا کہ بھئی بُرا کیون مانتے ہو تمہارے شعر تو ایسے ہوتے ہی ہین۔ مگر خدا بھلا کرے نکتہ چینون کا کہ ٹھوکے دے دے کر آخر کار غالب سے کچھ ایسے شعر بھی کہوا لیے جنپر اُردو کی شاعری جتنا ناز کرے بجا ہے۔ یہ وہی اشعار ہین جو زبان زد خاص وعام ہین اور جنمین قوت متخیلہ اور قوت ممیزہ کی حکومت ساتھ ساتھ پائی جاتی ہے

باقی اشعار تو فقط سلامتی کے ہین - انجمن ترقی اُردو پھر سے دیوان غالب کا انتخاب کرے اور چیستان نما اشعار کو کاٹ کر پھینکدے تو اچھا - کاش غالب شاعری کے پیچھے نہ پڑتے نثر ہی لکھا کرتے تو بہتر تھا یہ عجیب بات ہی کہ نثر تو ایسی دلچسپ اور سلجھی ہوئی اور نظم بالکل گورکھ دھندا -

قوت تخئیل کی بیہودہ جست وخیز اُس وقت بڑھجاتی ہی جب اُسکو اپنی اصلی غذا (یعنی صلیت وجوش حقایق و واقعات کا ذخیرہ جسمین وہ تصرف کرسکے) نہین ملتی جسطرح انسان بھوک کی شدت مین جب معتدا دغذا نہین پاتا تو مجبوراً بناس پتی سے اپنا دوزخ بھرکر صحت کو خراب کرلیتا اور اکثر ہلاک ہوجاتا ہے - اسی طرح جب قوت متخیلہ کی اصلی غذا نہین ملتی تو غیر متعداد غذا پر ہاتھ ڈالتی ہے خیالات دور از کار کو جنسے کوئی نتیجہ معقول مترتب نہین ہوتا اور جنمین ذرا بھی اصلیت نہین ہوتی تراش کر بہ تکلف شعر کا لباس پہناتی ہے اور قوت ممیزہ کو اپنے کام مین خلل انداز سمجھکر اُسکی اطاعت سے باہر ہوجاتی ہی اور آخرکار شاعر کی تمام فکر کو تحصیل لاحاصل بنادیتی ہی -

انداز بیان

شاعری کے لیے یہ سب سے مقدم چیز ہے - بلکہ اہل فن کے نزدیک اسی جدت وا اور دلکش انداز بیان کا نام شاعری ہے - ایک ہی بات ہے کہ سیدھی سادی طرز سے بیان کیجائے تو محض معمولی بات ہی اور اُسیکو کسی انداز دلفریب اور جدید اسلوب سے بیان کیا جائے تو دل پھڑک جائینگے یہی شاعری ہی حضرت آتش فرماتے ہین ؎

جو سویا ساتھ بھی قاتل تو خنجر درمیان رکھکر	ہمارے اُسکے پردہ رہگیا دیوار آہن کا
سعی لاحاصل مداوائے مریض عشق ہے	تھا منا ممکن نہین گرتی ہوئی دیوار کا
کیا سمجھکر روندتے ہین مجکو سیار چمن	سبزۂ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار
خراب مٹی نہو کیسکی کوئی نہ مردود دوستان ہو	جُدا ہوا شاخ سے جو پتا غبار خاطر ہوا چمن کا
ترچھی نظر سے طائرِ دل ہوچکا شکار	جب تیر کج پڑے گا اُڑے کا نشانہ کیا
یار کو مین نے مجھے یار نے سونے نہ دیا	رات بھر طالع بیدار نے سونے نہ دیا

مصرعہ لگانا

یہ مقام شاعر کی قوت متخیلہ اور قادر الکلامی کی امتحان گاہ ہے خواجہ آتش فرماتے ہین ؎

رنگ میرا اور تیرا دیکھکر حیران ہوے	نقشبندان ختن نقشبندان بہار

چاکِ پیراہن ہر اک گُل کا بعینہ زخم ہی — کھیت ہی تلوار کا یارب کہ میدانِ بہار
چال ہی مجھ ناتوان کی مُرغ بسمل کی تڑپ — ہر قدم پر ہے یقین یان رہگیا وان رہگیا
غنیمت جان اے دل جنبش ابروے قاتل کو — بڑی معراج ہی تلوار سے مرنا سپاہی کا
مُوے تلوار اپنی بجھوائی ہی اُس سفاک نے — دیکھیے لبریز کس کس بیگنہ کا جام ہو
تیغ ابروسے مجھے قتل کیا قاتل نے — وہ سزا دی جو محبت کے گنہگار کی تھی

ذیل مین حضرت آتش کے وہ اشعار درج کیے جاتے ہین جو اعلیٰ مذاق تغزل یا مضامین عرفان و حقیقت کے صحیح نمونے اور اعلیٰ جذبات عشق کو حرکت دینے ولے ہین سے

حباب آسا مین دم بھرتا ہون تیری آشنائی کا — نہایت غم ہی اس قطرہ کو دریا کی جدائی کا
نظر آتی ہین ہر سو صورتین ہی صورتین مجکو — کوئی آئینہ خانہ کارخانہ ہی خدائی کا
نکل اے جان تن سے تا وصالِ یار حاصل ہو — چمن کی سیر ہی انجام بلبل کی رہائی کا
وصال یار کا وعدہ ہی فردائے قیامت پر — یقین مجکو نہین ہی گور تک اپنی رسائی کا
دل اپنا آئینہ سے صاف عشق پاک رکھتا ہی — تماشا دیکھتا ہی حُسن اُسمین خودنمائی کا
کفِ افسوس ملواتی ہے تیری پاکدامانی — نہ پہناکر شاہد عصمت کو جامہ پارسائی کا
نہین دیکھا ہی لیکن تجکو پہچانا ہی آتش نے — بجا ہی اے صنم دعوا جو تجکو ہی خدائی کا

گُل آتے ہین ہستی مین عدم سے ہمہ تن گوش — بلبل کا یہ نالہ نہین افسانہ ہے اُسکا
وہ یاد ہی اُسکی جو بھلا دے دو جہان کو — حالت کو کرے غیر وہ یارانہ ہے اُسکا
یوسف نہین جو ہاتھ لگے چند درم سے — قیمت جو دو عالم کی ہی بیعانہ ہے اُسکا

محبت کا تری بندہ ہر اک کو اے صنم پایا — برابر گردن شاہ و گدا دونون کو خم پایا
برنگ شمع جسنے دل جلایا تیری دوری مین — تو اُسنے منزل مقصود کو زیر قدم پایا
سوائے رنج کچھ حاصل نہین ہی اس خرابے مین — غنیمت جان اگر آرام تونے کوئی دم پایا
نظر آیا تماشائے جہان جب بند کین آنکھین — صفائے قلب سے پہلو مین ہمنے جام جم پایا
جلایا او رمارا حُسن کی نیرنگ سازی نے — کبھی برق غضب اُسکو کبھی ابر کرم پایا

دیکھا تو خار و گُل کا مقام ایک شاخ ہے — دل توڑتا نہین تو عزیز و ذلیل کا
شکستہ دل نہو انسان عوض ہر شی کا ملتا ہی — مُوا فرزند اگر تو داغ دل نعم البدل پایا
آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اُٹھ بھی کھڑے ہوے — مین جا ہی ڈھونڈتا تری محفل مین رہگیا

میری تعظیم نے مجلس سے نکالا مجکو
تار اُس زلف معنبر کا نہ توڑا ہی شانے نے
جامۂ تن ہو گیا راہ عدم مین نذر گور
جان آنکھون مین ہی صورت دیکھنے کی دیر ہی
خدا سر دے تو سودا ئے تری زلف پریشان کا
تار تار پیرہن مین بس گئی ہی بوے دوست
واہ رے شانے کی قسمت کسکو یہ معلوم تھا
دو مر گئے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار
فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہین اب
یاد کرکے اپنی بربادی کو رو دیتے ہین ہم
ہجر کی شب ہو چکی یہ روز قیامت سے دراز
اُس بلا سے جان سی اُٹش دیکھیے کیونکر بچی
رخ رنگین کا تصور ہے تماشاے بہشت
حلم سے اپنی جہنم مین جسے تو کھینچے
تیرے کوچہ کی ہوا اُس مین نہ چلتی ہو گی
فزون ہوتا ہی جمعیت سے زیر آسمان کھٹکا
نہ تم بیزار ہو ہمسے نہ ہم بیزار ہون تم سے
زمین کو زلزلہ آیا جو میری بیقراری سے
بغل مین لیکے یوسف کو اکیلا واں مین گزرا
آنکھون سے اُس پری کے دل ناتوان گرا
چشم پر آب نے تن خاکی کو ڈھا دیا
چلتا ہی کیا اکڑ کے ابھی سے دم خرام
گلچین کب اسکے بوجھ سے خم شاخ گل ہوئی
نکلی نہ جان زار فراق بتان مین بھی
بجلی وہ بھر کے دامن مرغ چمن بنا

اُٹھتے اُٹھتے نہ رہی بیٹھنے کی جا باقی
سلسلہ ہی یہ مرے دل کی گرفتاری کا
بوجھ اُٹھایا تھا مگر ٹھک گئے لیے باب کا
یار کا آنا ہی یان آنا اجل کے خواب کا
جدا آنکھین ہون تو نظارہ ہو ایسے سنبلستان کا
مثل تصویر نہالی مین ہون اور پہلوے دوست
پنجۂ شل سے کھلین گے عقدہاے موے دوست
چار تلوارون مین شل ہو جائیگا بازوے دوست
خشت زیر سر نہین یا تکیہ تھا زانوے دوست
جب اُڑاتی ہی ہوا سے تند خاک کوے دوست
دوش سے نیچے نہین اُترے ابھی گیسوے دوست
دل سوا شیشہ سے نازک دل نازک سے دوست
بند کر کھول کے آنکھون کو نہ در ہا بہشت
پھر وہ کافر ہی جو اُسکو رہے پروا بہشت
مرکے بھی دیکھ لین مشتاق تماشاے بہشت
درخت بارور مین باندھتا ہی باغبان کھٹکا
محبت کا ہر اک کیا ہی جب آیا درمیان کھٹکا
ستارے کیسے کیسے بھڑکے کیا کیا آسمان کھٹکا
قدم رکھتے ہوے جس راستے مین کا روان کھٹکا
شیشہ ہمارا طاق سے اے آسمان گرا
سیلاب کو رسائی ہوئی جب مکان گرا
سرکس کا تیرے پاؤن پر ای نوجوان گرا
الزام رکھ کے تو نہ مرا آشیان گرا
کہسار سے لپٹ کے نہ مین ناتوان گرا
جو خشک ہو کے شاخ سی برگ خزان گرا

حسرت مین خواب وصل کی یہ بیخودی ہی
اُٹھی نقاب چہرہ زیبا ے یار سے

ہو جبہ ہردم آئینہ پیش نظر نہین
ٹھہرے نہ پھر جو راہ مین تیری نکل چلے

لیجا ینگے بہلا کے خط شوق یار تک
سر ہاتھ پر لیے ہوے ہین کشتنی کھڑے

بانکی ادا سے قتل اُنھون نے کیا ہمین
دل بھر کے سیر کی نہ خرابات دہر کی

طرفہ پری ہے کوئی نسیم بہار بھی
آنکھین تمھاری پھر گئین آئینہ دیکھکر

جو نعمت عشق کی چاہیے تو رحمت جان! بندا کو
خدا جانے کہ ہوگا حال کیا ہم بادہ نوشونکا

شب و روز اسکو رقص شادمانی مین پاتا ہون
کیا اُستاد کو شاگرد اُس طفل پری رو نے

نہین جسکا کوئی اُسکا خدا ہی پوچھنے والا
تراشا تجکو جس بت ساز نے اے بت قیامت کی

قریب ہون کے نہ رکھ امداد کی اُمید مشکل مین
تصور سے کسیکے مین نے کی ہی گفتگو برسون

برابر جان کے رکھا ہی اسکو مرتے مرتے تک
ملی ہی ہمکو بھی خمخانۂ افلاک مین راحت

دیا ہی حکم تب پیر مغان نے سجدہ خم کا

پھرون ہی مجکو ہوش نہ آیا جہان گرا
دیوار درمیان جو تھی ہم اُسکو ڈھا چلے

سمجھے ہم آپ آنکھون مین اپنی سما چکے
شل ہوگئے جو پانون تو ہم سر کے بھل چلے

قاصد سے کم نہین ہین جو آنسو نکل چلے
وہ تیغ ناز آج چلے خواہ کل چلے

مہندی لگا کے پانو نہین پنجے کے بھل چلے
سیلاب کیطرح سے ہم آج آئے کل چلے

دیوانے اپنے جامہ سے باہر نکل چلے
آخر غرور حسن سے تیور بدل چلے

عصا پیچھے دیا پہلے جلایا دست موسا کو
لڑا کر جام سے توڑا ہی بدمستی مین مینا کو

حصار عافیت گرداب نے سمجھا ہی دریا کو
پڑھایا روز بسم اللہ علم عشق مُلّا کو

اٹھاتے ہین ملا کر تک آگے بے وارث کے موتا کو
بنایا شیشہ سے نازک مزاج سنگ خارا کو

نکالا ناخن پا نے کہان خار کف پا کو
رہی ہی ایک تصور خیالی دیر برسون

ہماری قبر پہ رویا کرے گی آرزو برسون
سرہانے ہاتھ رکھکر سوئے ہین مثل سبو برسون

کیا ہی جب شراب ناب سے ہمنے وضو برسون

تغزل کے یہ نمونے ستر برس قبل کے ہین مگر زمانہ حال کی بدمذاقی بھی ملاحظہ کیجے تاکہ نیک و بد کی تمیز مین آسانی ہو۔ آجکل ہندوستان مین غالب پرستی کی زہریلی ہوا چل رہی ہو۔ افسوس ہے کہ لکھنؤ کے بعض حضرات کے دماغ مین یہ ہوا ایسی سمائی ہے کہ یہ لوگ خود کو خوش مذاق بھی سمجھنے لگے ہین نہین بلکہ اپنے مذاق کے سوا دوسرون کے مذاق کو مبتذل سمجھتے ہین

جل جلالہ لکھنؤ ایسے شہر کے لیے ایسی بد مذاقی نہایت ہی ننگ کا باعث ہی؟ بدنام کنندۂ نکو نامے چند" حضرات اپنے ساتھ لکھنؤ کے ارباب کمال کو بھی بدنام کرنا چاہتے ہین پہلے مین انکے اعلان ہمہ دانی (جو بذریعہ اشتہار شایع کیا گیا ہی) کی نقل پیش کرتا ہون۔ اِن حضرات نے چندہ کرکے ایک رسالہ نکالا ہی جسکے متعلق یہ اعلان شائع ہوا تھا ملاحظہ ہو:۔

لکھنؤ کا یہ وہ نامور اور مستند ماہوار رسالہ ہی جسنے آج سو پچاس برس کے بعد میر و غالب کے گہری نیند سوے ہوے رنگ شاعری (سُویا ہوا رنگ کیسا ہوتا ہی یاس) کو اپنی معجز نما کوششون کے ذریعہ سے جگانی کی طرح جگا دیا۔ (رنگ جگانا کونسا محاورہ ہی یاس) اور نہایت شایستگی سے اہل بصیرت کو دکھا دیا کہ مین ہون مین ہون تمام اُردو شاعری کا قابل تقلید معلم (لاریب) میرے اجتہادات ایسے نہین کہ کوئی عقل سلیم چون چرا کرسکے۔ اے تو سہی جو ایک روز ساری مملکت اُردو مین میرا ہی سکّہ رائج الوقت نہ سمجھا جائے۔ اور یہ میرے ہی فرمان کا خلاصہ ہی کہ میری بیعت کرو یا شاعری چھوڑ دو (بہت اچھا) دعوے سے کہا جاتا ہے کہ مین اپنے رنگ کا آپ موجد ہون اور اسوقت اُردو شاعری کی اصلاح میرے ہی دم قدم سے ہو رہی ہے"۔ (کیا شک ہی یاس)

لکھنؤ مین ایک شخص متخلص بہ "آس" پیدا ہوے ہین اُنکے نام سے ایک رجز (جسمین میری اور آتش مغفور کی ہجو کی گئی ہی) زبان فارسی مین چھپوا کر چوک مین تقسیم کیا گیا تھا۔ مین اُس شخص کا نام تو نہین لے سکتا جسنے آس کے پردہ مین یہ حرکت کی ہے کیونکہ آس جسکا تخلص رکھا گیا ہی وہ ایک ایسا شخص ہے جو کسی بیت کی تقطیع بھی نہین کرسکتا زبان فارسی مین نظم کرنا تو کجا وہ رجز یہ ہی۔

رجز

هرآن کو نداند بداند مرا ٭ ستایش کند تا تواند مرا
جهان پهلوان آتش بُردل منم ٭ بگردان معنی مقابل منم
سپر پیش من جمله انداختند ٭ رمیدند و مُردند و دل باختند
هلا! کلّهٔ شان بدریم ما ٭ سبے بزدلان شیر نریم ما
نه از خیل آتش پرستان منم ٭ به یزدان که در کیش یزدان منم
بکف اندرم نیزهٔ از قلم ٭ منم طعنه بر مصحفی ایسنم

منم مهر تابان چرخ سخن — که بے نور شد چشم انجم ز من
کند جلوه چون صبح امید من — زند خنده ہا بر ہلال عید من
سیلے ہجو من نیست اندر جہان — ہژبر ثریا نم ہژبر ثریان
نماید اگر روے خود ہجو قیصر — بدل یاس را دیده دوزم بتیر
که در قلب مومن نگنجد ہراس — بود در دل کافران جاے یاس
دل کافران ہجو دوزخ بود — ز دوزخ پے یاس مطبخ بود
پے قرآن که خواندیم لا تقنطوا — تفو بر رخ یاس اینک تفو
شکستیم بدل یاس را نشترے — که چون من نباشد سخن گسترے
بنام خداوند بالا و پست — کنم یاس را نیست ہر جا که ہست
غلط فہمی یاس کردیم رفع — وگرنه نبود از رجز ہیچ نفع
ہمانا که آن ہرزه گو خودستا — چها جو فروش است و گندم نما
چه با صلح جوئیم و آزاد مرد — ندارنیم با کس خیال نبرد
مرا این چنین طرز گفتار نیست — به نافہمی ابلہان کار نیست
ز دل این خودی ہا فراموش کن — بیا قول سعدی ز من گوش کن

نه دانی که مارا سر جنگ نیست
وگرنه مجال سخن تنگ نیست

مجھے چونکہ ان حضرات معیار کا مذاق تغزل الکل ناپسند ہے اور انکے دعوائے اجتہاد پر ہنسی آتی ہے اس بنا پر ایک اشتہار مین مین نے اس امر کا اظہار کیا تھا کہ یہ حضرات صحیح معنون مین شاعر بھی نہین۔ اُسی کے جواب مین یہ رجز کہا گیا تھا مگر مجھے اتنا دماغ کہان کہ ان حاسدون پہ مقدمہ چلاؤن اور ان حرکات نازیبا کی سزا دون بلکہ اس ہجو کو مین اپنا فخر جانتا ہون۔

مذکورہ بالا اعلان اجتہاد اور رجز سے ناظرین سمجھ سکتے ہین کہ ان حضرات کے دماغ صحیح ہین یا کیا۔ اب مین ان حضرات کی انوکھی شاعری کے کچھ نمونے پیش کرتا ہون ملاحظہ ہون ؎

(صفی)

مٹھی مین کف ہاتھ پہ سر پاؤن مین زنجیر بہار — در زندان پہ پہنچی یون مری تصویر بہار

منھ مین کف اور ہاتھ پہ سر ہے معلوم کس کا سر ہاتھ پر ہے ۔ کیونکہ اگر اپنا ہی سر بریدہ ہاتھ مین ہے تو پھر کف کس منھ مین ہے تن پہ تو سر باقی نہ رہا اور اگر ایسی سر بریدہ کے دہن کف آلود کی طرف اشارہ ہے تو سبحان اللہ پھر معلوم پاؤن مین زنجیر بہار کیسی ۔ اول تو یہ تصویر ہی سر سے پاؤن تک (منھ مین کف ۔ ہاتھ پہ سر ۔ پاؤن زنجیر بہار) مضحک ہی ۔ دوم یہ نہین معلوم تصویر کھچی کس کی ۔ تصویر بہار کھچی یا تصویر قایل ؟ کیونکہ ایک لفظ تصویر کی اضافت دو دو طرف (یعنی مری اور بہار) سوائے مہمل ہونے کے کوئی معنی نہین رکھتی ۔ مری تصویر کے ساتھ "بہار" کی ردیف بالکل بیکار ہے مگر ان حضرات کے نزدیک ردیف محض اک بیکار شئی ہے شعر سے کوئی معنوی تعلق ہونا ضرور نہین گویا اک سخن تکیہ ہے کہ اثنا ے کلام مین جا و بیجا ٹھونس دیا جاتا ہی ۔

صفی سنگ مدفن کو مرے غور سے دیکھا کسنے خاک مین دوڑ گئے ریشۂ تاثیر بہار

وہی مثل ہے کہ راجا دیکھا رانی دیکھی حلق مین لکڑی کبھی نہ دیکھی ۔ شاید جناب صفی نے microscope کی کوئی خوردبین ایجاد کی ہے جس سے ریشۂ تاثیر بہار کو بہت غور سے معائنہ فرمایا ہے ورنہ آجتک "ریشۂ تاثیر" کسی نے دیکھے نہ سُنے ۔ ایجاد بندہ اگرچہ گندہ ۔ سنگ مدفن کو کسی نے غور سے دیکھا اور خاک مین ریشۂ تاثیر دوڑ گئے ۔ آخر اسکا حاصل کیا ہوا ۔

(عزیز)

دل کے ناسور کو مین کوچہ جانان سمجھا	پئے تسکین یہ علاج غم پنہان سمجھا

معلوم کوچہ یار کے عوض کوچہ ناسور مین سیر کرتے رہے یا کیا ۔ اگر یہی معنی ہین تو جناب عزیز کو بیٹھے ہوے ناسور کی سیر کیونکر بھائی ذرا گھن نہ آئی ۔ جناب عزیز صفی صاحب کے شاگرد ہین ۔ آپ نے بھی اسی خوردبین سے کوچہ ناسور کا معائنہ فرمایا تو کوچہ جانان کی وسعت نظر آئی ۔ قربان جاؤن کیا چیز ایجاد کی ہے ۔ پیرس کے عجائب خانہ مین بھیجدینا چاہیے تھا مگر نہین عجائب خانہ مین بھیجدی جاتی تو جناب عزیز کے غم پنہان کا علاج کیونکر ہوتا ۔

(عزیز)

دل سمجھتا تھا کہ خلوت مین وہ تنہا ہونگے		مین نے پردہ جو اُٹھایا تو قیامت دیکھی

یہ وہ شعر ہے کہ پڑھتے ہی سارا مشاعرہ چیخ اُٹھا تھا ۔ ہر طرف سے پھر ارشاد ہو پھر ارشاد ہو کا غل مچ گیا تھا ۔ خدا جھوٹ نہ بلوائے تو کم سے کم سات دفعہ یہ شعر پڑھوایا

گیا اور جناب عزیز بھی جھوم جھوم کر متانت آمیز افتخار کے ساتھ اس شعر کو پڑھتے ہی رہے مگر لکھنؤ بھر مین اس شعر پر گفتگو مین شروع ہو گیئن۔ ہر شخص یہی پوچھتا ہے کہ بھئی پردہ اُٹھایا تو کیا دیکھا؟

بس اسے کچھ نہ پوچھو کیا دیکھا۔ خدا کسی غیرت دار کو یہ منظر نہ دکھائے۔ آخر کچھ فرمائیے تو اُف کچھ نہ پوچھو کس زبان سے کہون۔ دل تو یہ سمجھتا تھا کہ خلوت مین وہ تنہا ہون گے مگر کیا کہون کیا دیکھا۔ قیامت دیکھی۔ آخر کیا قیامت دیکھی۔ کیا خلوت مین کوئی غیر بھی گھس گیا تھا کیونکہ "دل سمجھتا تھا کہ خلوت مین وہ تنہا ہونگے"۔ اس سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ خلوت مین وہ تنہا نہ تھے کوئی غیر بھی تھا اور قیامت کا سامنا تھا۔ آخر وہان کیا ہو رہا تھا کچھ کھل کے کہو کیا سچ مچ معاملہ بیڈھب تھا۔ سبحان اللہ کیا شعر ہے۔

واضح ہو کہ جناب عزیز کے نزدیک یہ شعر بالکل رنگ حقیقت مین شرابور ہے مگر لوگ کہتے ہین کہ مجاز کے گند سے پاک نہین ہے۔ بکری نے دودھ دیا مینگنیون بھرا مجاز و حقیقت کو یکجا کرنا جناب عزیز سے کوئی سیکھے۔ (آبر)

بوند ہی بھر سہی کیون گر گئی پیمانے سے ۔۔۔ سرخی اک گھٹ گئی مجھ رند کے افسانے سے

"بوند بھر" کی بلاغت تعریف سے مستغنی ہے۔ اس خوش مذاقی پر معیار جہان تک ناز کرے وہ کم ہے۔ رند اس بات پر مچلا ہوا ہے کہ پیمانے سے کیون گر گئی۔ بوند ہی بھر سہی مگر گری کیون۔

آبر
زندگی کا مری اک حصہ کچھ ایسا گزرا ۔۔۔ جب خیال آتا ہے خود مجکو حیا آتی ہے

شاید یہ حصہ زندگی حرامپور مین گزرا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاعر رنگ بیحیائی مین بالکل لت پت تھا اور اب اُسکو اپنے گزشتہ افعال قبیح پر شرم آتی ہے۔ جناب آبر معیار کے فاضل ایڈیٹر ہین اور خود کو غالب کا مقلد کہتے ہین مگر غالب مغفور کی روح کو ایسے مقلدین کی ذات سے سخت صدمہ پہونچتا ہو گا۔ کیونکہ اُنکا دامن کمال اس قسم کے لغویات سے ہرگز آلودہ نہین ہے۔

(آبر)

سنبھال لے کوئی چکر سا آ رہا ہے مجھے ۔۔۔ کہ دیکھ لی ہے جما کر نظر فزائے بہار

فزا کا قافیہ "ز" کی قید کے ساتھ دیا گیا تھا یعنی "فضا" بالضاد نہین نظم کر سکتے تھے اس حالت مین فقط جانفزا یا جنون فزا وغیرہ آسکتا تھا۔ فضا نہین آسکتا تھا۔ جناب آبر نے "ز" کی قید کے ساتھ نظم تو کیا مگر "فزا" کے وہ معنی لیے جو "فضا" کے ہین جناب آبر کے

علم وتبحر کا ثبوت اس سے بڑھکر اور کیا ہوسکتا ہے کہ آپ معیار کی اڈیٹوریل چیر (Editorial Chair) پر جلوہ فرما ہین پھر ایسے شخص کی نسبت کس احمق کو غلط گوئی کا احتمال ہوسکتا ہے۔ پھر کیا بات ہی؟ بات یہ ہے کہ "فزا" بمعنی فضا استعمال کرنا خاص الخاص جناب آبر کا تصرف اور اچھا وہے خدا مبارک کرے۔

یاس	دوڑی جاتی ہی گھٹا سوے چمن بادہ کشو	پردۂ غیب سے ہونے لگی تدبیر بہار	

معیار کا سالانہ مشاعرہ تھا جسمین مین نے یہ شعر پڑھا تھا۔ اُس مشاعرہ مین جناب آبر نے اِس قافیہ مین کوئی شعر نہین پڑھا تھا۔ مگر جب معیار مین یہ مشاعرہ چھپکر شائع ہوا تو میرے شعر کے تحت مین جناب ابر کا یہ شعر نظر آیا۔

ابر	کے لگے یہ کہتے سوے گلشن آئے	پردۂ غیب سے یون ہوتی ہی تدبیر بہار	

جناب ابر اگر مشاعرہ مین یہ شعر پڑھے ہوتے تو یہ سمجھا جاتا کہ مضمون لڑ گیا۔ مگر چھ مہینے کے بعد یاس کے شعر کو بگڑے ہوے قالب مین ڈھال کر پبلک مین اپنے نام سے پیش کرنا نہایت بیغیرتی ہی۔ چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔

معذرت

ناظرین جو کچھ مین نے ان سطرون مین لکھا ہے وہ محض دلسوزی اور محبت کی راہ سے لکھا ہے ورنہ غالب مغفور سے یا اُنکے مقلدین سے مجھے کوئی عداوت تو ہے نہین مگر جب کوئی بات حد اعتدال سے بڑھجاتی ہے تو خواہ مخواہ طبیعت کو تنفر پیدا ہوتا ہے اگر ایسی ہی دقت پسندی کا شوق ہی تو مومن کا رنگ کیون نہ اختیار کیجئے کہ زبان اُردو کی صورت تو بگڑنے نہ پائے۔ ورنہ تغزل کے متعلق میری یہی اِستدعا ہے کہ میر و آتش کے اصلی رنگ طبیعت کو پہچاننے کی کوشش کیجئے اور پھر انھین دونون حضرات کی تقلید کیجئے تو بہتر ہے آئندہ اختیار باقی ہی والسلام خیر ختام۔

کمترین

مرزا واجد حسین یاس آتش پرست

جھوائی ٹولہ لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علم عروض

عروض اُس علم کو کہتے ہین جس سے کلام موزون وغیر موزون (یعنی نظم ونثر) مین فرق کیا جاتا ہے۔ ہر شاعر کو (خواہ وہ فطرتاً موزون طبع ہو یا نہو) اس علم کے جاننے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ جو بحرین آپس مین مشابہ ہین یا اُنمین بہت ہی کم فرق پایا جاتا ہے وہان موزون طبع شاعر کو بھی دھوکا ہوجاتا ہے۔ شاعر ہزار موزون طبع ہو مگر (سواے چند بحرون کے جو اُسکے ملک مین رائج ہوتی ہین یا جنسے اُسکے کان آشنا ہوتے ہین) تمام بحرون پر قدرت نظم نہین رکھتا۔ فارسی اورعربی کی کتنی بحرین ایسی ہین جنمین شعر کہنا تو کجا موزون پڑھنا دشوار ہے۔ شاعر اگر عروض نہین جانتا تو تقطیع حقیقی وغیر حقیقی مین امتیاز نہین کرسکتا کیونکہ بحرون کے ارکان صحیح کی اُسکو خبر نہین ہوتی ایک بحر کے ارکان دوسری بحر مین داخل کرکے اپنی طبع موزون کی تشفی کرلیتا ہے مگر از روے فن وہ تقطیع صحیح نہین ہوتی مثلاً فرض کیجئے کسی کا یہ شعر ہو ؎

جو بلند خاک دل سے کبھی کچھ غبار ہوتا
مری جاذب بیکسی کا وہ اک اشتہار ہوتا

اور وہ اسکی تقطیع اس وزن پر کرتا ہے متفاعلن فعولن متفاعلن فعولن تو یہ تقطیع حقیقی نہ ہوگی کیونکہ یہ شعر بحر رمل مشکول مین ہے جسکا وزن صحیح یہ ہے فعلات فاعلاتن فعلات فاعلاتن. بحر رمل مین متفاعلن اور فعولن کبھی نہین آتا۔ لہذا متفاعلن فعولن والی تقطیع غیر حقیقی ہے اور یہ غلطی علم عروض اور زحافات کے نہ جاننے سے ہوتی ہو۔

مختلف بحرون کے زحافات جاننے سے یہ بھی آسانی ہوتی ہے کہ جس لفظ خاص کو شاعر کسی مصرعہ مین لانا ضروری سمجھتا ہے تو اُسکو تغیر زحافات کی مدد سے مصرعہ مین

کھپا سکتا ہے اور اگر زحافات سے بیخبر ہے تو اُس لفظ کی جگہ دوسری لفظ غیر مانوس لانے پر مجبور ہو جاتا ہی۔

زحافات کے عدم واقفیت کے سبب اکثر موزون مصرعے ناواقفان فن کو ناموزون معلوم ہوتے ہین چنانچہ صفی لکھنوی نے بحر ہزج اخرب مین ایک نظم کہی تھی جسکا ایک مصرعہ یہ ہی ع

مشرق کا سر اُٹھکر مغرب سے ملا دینگے

اسی نظم مین ایک مصرعہ یہ بھی ہی ع وقت آنے دو وقت آنے دو پھر تمکو بتا دینگے

اس مصرعہ پر بعض حضرات نے شاعر کا مبلغ علم آزمانے کے لئے یہ اعتراض جڑ دیا کہ ایک سبب خفیف بڑھتا ہے صفی نے اپنے اس موزون مصرعہ کو ناموزون سمجھکر کاتب کے سر بلا ٹالی اور مصرعہ کو بدل دیا ع

وقت آنے دو وقت آنے دو پھر تمکو بتا دینگے

زحاف نہ جاننے کے سبب صفی کو یہ دھوکا ہوا ورنہ اس غلط اعتراض کو صحیح مان کر مصرعہ بدل نہ دیتے۔ اچھے خاصے مصرعہ کو ناموزون سمجھکر مہمل سا مصرعہ (جس مین زبان کی خامی دہقانیت کا دھوکا دیتی ہی) اوس کے عوض نہ رکھتے۔ یہ دونون مصرعے اگرچہ دو وزن رکھتے ہین مگر اہل فن جانتے ہین کہ بحر ہزج اخرب مین ان دونون وزنون کے اجتماع سے کلام ناموزون نہین ہوتا۔ کیونکہ مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ مفاعیلن سے دوسرا وزن مفعولُ مفاعیلن مفعولُ مفاعیلن پیدا ہوتا ہے اور ان دونون کا اجتماع صحیح ہے یعنی مفعولُ مفاعیلُ مفاعیلُ مفاعیلن کے حشو دوم (مفاعیلُ) کی میم ساکن ہوکر حشو اول (مفاعیلُ) کے لام سے مل جاتی ہے تو مفعولُ مفاعیلم فاعیل مفاعیلن رہجاتا ہے اور اسکو مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن سے بدل دیتے ہین یعنی ایک وزن سے دوسرا وزن پیدا ہوتا ہے اور ان دونون کا اجتماع از روے فن صحیح ہے۔ حشو دوم کی میم کو ساکن کیون کیا اسکی وجہ یہ ہے کہ حشو اول کا لام اور حشو دوم کی میم اور فے یہ تینون حروف متحرک ہین اور جہان تین حرکتین متواتر پائی جائین وہان حرف اوسط کو ساکن کر دیتے ہین اسکو علم عروض مین تسکین اوسط کہتے ہین۔ چنانچہ بحر ہزج مسدس اخرب مین بھی تسکین اوسط کا زحاف لگا کر مفعولُ مفاعلن فعولن کو مفعولن فاعلن فعولن بنا لیتے ہین اور اجتماع ان دونون

وزنون کا بھی صحیح ہی۔ اسی طرح اور بحرون مین زحافات لگاکر شاعر حسب خواہ الفاظ صرف کرسکتا ہے اور یہ بغیر علم عروض حاصل کیے ممکن نہین۔

شعر کی تعریف

جمہور شعرا کے نزدیک شعر کی تعریف یہ ہے کہ موزون ہو مقفیٰ ہو بامعنی ہو اور بالقصد کہا گیا ہو۔

علم عروض کے اعتبار سے یہ تعریف شاید کافی سمجھی جاوے ورنہ فقط ان شرطون کے ساتھ شعر شعر کہلانے کا مستحق نہین ہوسکتا ہان کلام موزون یا نظم کہا جاسکتا ہے کیونکہ بلاغت کے اعتبار سے شعر کے لیے مقتضاے معنی حال سب سے پہلی اور ضروری شرط ہے اس بنا پر کلام مخیل و موزون کا نام شعر ہے۔ یہ لفظ مخیل تمام محاسن سخن کی شرطون کو پورا کرنے کے لیے نہایت ہی جامع و مانع ہی۔

مخیل سے یہ مراد نہین ہی کہ دور از قیاس اور غیر ممکن الوقوع باتون پر شعر کی بنا ہو بلکہ فطرت عادت اور اصلیت پر مبنی ہو مقتضاے حال کے مطابق ہو اور مزید بران تخئیل مین کچھ ایسی تازگی و جدت ہو کہ شاعر اور غیر شاعر کے انداز بیان مین کوئی خاص امتیاز پایا جائے۔ مشہور ہے کہ ورائے شاعری چیزے دگر ہست۔ چیزے دگر سے یہی جدت و رفعت تخئیل مراد ہے بعضون کا یہ قول ہے کہ اسی جدت تخئیل اور نرالے انداز بیان کا نام شاعری ہی اور جس کلام مین یہ بات پائی جائے وہ موزون نہ بھی ہو مگر شعر کہا جاسکتا ہی۔

بعضون نے شعر مین قصد اور ارادے کی قید نہین لگائی ہی مگر یہ باتین قابل قبول نہین۔ کیونکہ اثناے تقریر مین اکثر ایسے کلمات زبان پر جاری ہوجاتے ہین جنھین میزان عروض مین تولیے تو موزون نکلین گے۔ قرآن مین اکثر آیتین ایسی ہین جو از روے عروض موزون ہین مگر ان کا حساب شعر مین نہین ہوسکتا۔ شعر کے لیے وزن۔ قافیہ۔ ارادہ اور مقتضاے معنی حال کی مناسبت ضروری ہی۔

بعض عروضیون نے شعر کے لیے قافیہ کی قید بھی نہین روا رکھی ہے اور سکاکی نے بھی اس قول کی تائید کی ہے۔ سعدی کے ہان بھی ایک غزل مین سواے مطلع کے اور کہین قافیہ نہین آیا ہی ع

ای ماه عالم سوز من از من چرا رنجیدهٔ	وی شمع شب افروز من از من چرا رنجیدهٔ
یک شب ترا مهمان کنم تا جان و دل قربان کنم	جای تو در چشمان کنم از من چرا رنجیدهٔ
من سعدی نخواه تو ابروی تو چون ماه نو	من یار نیکو خواه تو از من چرا رنجیدهٔ

مگر اس بنا پر قافیہ کو غیر ضروری ٹھہرانا قابل تسلیم نہین ہو سکتا۔

ارکان اور اُنکے اجزاء

شعر مختلف بحرون مین کہے جاتے ہین۔ ان بحرون کے مختلف اوزان ہین خلیل ابن احمد بصری (موجد علم عروض) نے بحرون کے اوزان قائم کرنے کے لیے دس ارکان مقرر کیے ہین اُن کو ارکان عشرہ یا اصول افاعیل کہتے ہین وہ دس ارکان یہ ہین۔ فعولن۔ فاعلن۔ مفاعیلن۔ فاعلاتن (متصل)۔ فاع لاتن (منفصل) مستفعلن (متصل) مس تفع لن (منفصل) مفعولات (تاے مفتوح بلا تنوین) متفاعلن۔ مفاعلتن۔ یہ دسون ارکان تین قسم کے کلمون سے مرکب ہین جنکو اصول سہ گانہ کہتے ہین۔ وہ یہ ہین سبب۔ وتد۔ فاصلہ

سبب کلمہ دو حرفی کو کہتے ہین۔ اسکی دو قسمین ہین **سبب خفیف** اور **سبب ثقیل**۔

سبب خفیف وہ ہے جسکا پہلا حرف متحرک اور دوسرا ساکن ہو جیسے ہم۔ اور تم۔

سبب ثقیل وہ ہی جسکا دوسرا حرف بھی متحرک ہو جیسے ہمہ اور دمہ (یہان ہ فقط اظہار حرکت کے لیے ہے کوئی حرف مستقل نہین ہی) یا جیسے دل حزین مین حرکت لام (بحالت اضافت) سبب ثقیل کا وجود اُردو مین نہین پایا جاتا۔ کیونکہ دوسرا حرف متحرک نہین ہوتا۔ عطف و اضافت کی وجہ سے متحرک ہو جانا اور بات ہی۔

وتد کلمہ سہ حرفی کو کہتے ہین۔ اسکی بھی دو قسمین ہین۔ وتد مجموع اور وتد مفروق۔

وتد مجموع وہ کلمہ سہ حرفی ہے جسکا پہلا اور دوسرا حرف متحرک اور تیسرا ساکن ہو جیسے نبی اور علی جلن اور چلن۔ وغیرہ۔

وتد مفروق وہ کلمہ سہ حرفی ہے جسکا اول اور آخر حرف متحرک ہو اور بیچ کا حرف ساکن ہو جیسے لالہ اور ہالہ (یہان بھی ہ اظہار حرکت کے لیے ہے) یا جیسے نام علی مین حرکت میم (بحالت اضافت)۔ وتد مفروق الفاظ عربی سے مخصوص ہی۔ فارسی اور اُردو مین اسکا وجود نہین کیونکہ تیسرا حرف در اصل متحرک نہین ہوتا عطف و اضافت کی وجہ سے متحرک ہو جانا امر آخر ہی۔

فاصلہ کی بھی دو قسمین ہین۔ فاصلہ صغری اور فاصلہ کبری۔

فاصلہ صغری اُس کلمہ چہار حرفی کو کہتے ہین جسمین اول کے تین حروف متحرک ہون اور چوتھا ساکن ہو۔ جیسے علوی اور صفوی۔

فاصلہ کبری اُس کلمۂ پنج حرفی کو کہتے ہین جسمین اول کے چار حروف متحرک ہون اور پانچوان ساکن ہو جیسے شکنمش نیشکند وغیرہ۔ اردو مین فاصلہ کی مثال نہین ملتی۔ بعض عروضی فاصلہ کے قایل نہین ہین۔ فاصلہ صغری کو سبب ثقیل اور سبب خفیف کا مجموعہ کہتے ہین اور فاصلہ کبری کو سبب ثقیل اور وتد مجموع سے مرکب جانتے ہین یعنی ارکان کی ترکیب صرف سبب اور وتد سے ہے فاصلہ کوئی چیز نہین ہی۔

ارکان کی ترکیب

انھین ارکان ثلاثہ کو باہم ترکیب دیکر اُصول افاعیل قائم کیے گئے ہین۔ چنانچہ فعولن اور فاعلن وتد مجموع اور سبب خفیف سے مرکب ہین فرق یہ ہی کہ فعولن مین وتد سبب کے پہلے واقع ہوا ہے اور فاعلن ہین اسکے برعکس مستفعلن۔ مفاعیلن۔ اور فاعلاتن دو سبب خفیف اور ایک وتد مجموع سے مرکب ہین۔ فرق یہ ہے کہ مستفعلن مین دونون سبب خفیف وتد مجموع سے مقدم ہین۔ اور مفاعیلن مین اسکے برعکس۔ اور فاعلاتن مین ایک سبب وتد کے پہلے ہی اور ایک بعد

مس تفع لن فاع لاتن۔ مفعولاتُ۔ دو سبب خفیف اور ایک وتد مفروق سے مرکب ہین۔ فرق یہ ہے کہ مس تفع لن مین وتد مفروق بیچ مین ہے اور فاع لاتن مین مقدم اور مفعولاتُ مین مُوخر ہے۔

متفاعلن اور مفاعلتن فاصلہ صغری اور وتد مجموع سے مرکب ہین۔ فرق یہ ہی کہ متفاعلن مین فاصلہ پہلے ہے اور مفاعلتن مین وتد۔

پہلا مستفعلن جو دو سبب خفیف اور ایک وتد مجموع سے مرکب ہی متصل کہلاتا ہی اور دوسرا مس تفع لن جو دو سبب خفیف اور ایک وتد مفروق سے مرکب ہی منفصل کہلاتا ہی۔ اسی طرح فاعلاتن جو دو سبب خفیف اور ایک وتد مجموع سے مرکب ہی متصل کہلاتا ہے اور فاع لاتن جو دو سبب خفیف اور ایک وتد مفروق سے مرکب ہی منفصل کہلاتا ہی۔

بحرین

خلیل ابن احمد نے ارکان عشرہ کی باہمی ترکیب و تکرار سے مندرجہ ذیل پندرہ بحرین ایجاد کی ہین۔ طویل[1]۔ مدید[2] بسیط[3]۔ وافر[4] کامل[5]۔ رجز[6]۔ ہزج[7]۔ رمل[8] مقتضب[9] منسرح[10] سریع[11] خفیف[12] مجتث[13] مضارع[14] اور متقارب[15]۔ اسکے بعد سولھوین بحر متدارک[16] ابوالحسن اخفش نے نکالی۔ پھر اہل فارس نے تین بحرین اور ایجاد کین۔ ایک بحر قریب[17] جسکا موجد یوسف نیشاپوری ہے۔ دوسری جدید[18]۔ اسکا موجد بزرجمہر ہے۔ تیسری مشاکل اسکے موجد کا نام معلوم نہین۔ یہ سب بحرین ملکر انیس[19] ہوئین۔ مگر خلیل کی پندرہ بحرون مین سے پانچ بحرین (طویل[1]۔ مدید[2]۔ بسیط[3]۔ وافر[4] کامل[5]) عربی سے مخصوص ہین اور تین بحرین۔ قریب[1]۔ جدید[2] و مشاکل[3] جو اہل فارس کی ایجاد ہین فارسی سے مخصوص ہین۔ ان آٹھ بحرون کو نکال کر گیارہ بحرین جو باقی رہتی ہین وہ عربی فارسی اور اردو مین مشترک ہین۔ اہل عرب نے انہی سولہ بحرون مین سے صرف پانچ بحرون کو (طویل۔ مدید بسیط۔ متقارب۔ متدارک) مثمن وضع کیا ہے اور باقی گیارہ کو مسدس مگر اہل فارس نے سوائے سریع و خفیف اور اپنی ایجاد کردہ تین بحرون کے باقی چودہ بحرون کی اصل مثمن قرار دی ہے۔ لہذا ہم ہر بحر کے ارکان (جسطرح پر اہل فارس نے قائم کیے ہین) ذیل مین درج کرتے ہین۔

(۱) طویل مثمن۔ فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن

(۲) مدید مثمن۔ فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن

(۳) بسیط مثمن۔ مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن

(۴) متقارب مثمن فعولن فعولن فعولن فعولن

(۵) متدارک مثمن۔ فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن

(۶) وافر مثمن۔ مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن

(۷) کامل مثمن۔ متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن

(۸) ہزج مثمن۔ مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن

(۹) رجز مثمن۔ مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن

(۱۰) رمل مثمن۔ فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن

(۱۱) مجتث مثمن۔ مس تفع لن فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن۔
(۱۲) مضارع مثمن۔ مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن
(۱۳) منسرح مثمن۔ مستفعلن مفعولاتُ مستفعلن مفعولاتُ
(۱۴) مقتضب مثمن۔ مفعولاتُ مستفعلن مفعولاتُ مستفعلن
(۱۵) خفیف مسدس۔ فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن
(۱۶) سریع مسدس۔ مستفعلن مستفعلن مفعولاتُ
(۱۷) قریب مسدس۔ مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن
(۱۸) جدید مسدس۔ فاع لاتن فاع لاتن مستفعلن۔
(۱۹) مشاکل مسدس۔ فاع لاتن مفاعیلن مفاعیلن

بیت کے اقسام والقاب

جس بیت مین آٹھ رکن ہوتے ہین اُسے مثمن اور جسمین چھ رکن ہوتے ہین اُسکو مسدس کہتے ہین۔ اور یہی دو طریقے شعراے عجم مین مستعمل ہین۔ باقی مربع و مثلث و مثنیٰ و موحد مخصوصات عرب مین ہین۔

تعداد ارکان کے اعتبار سے بیت کی چار قسمین ہین وافی۔ مجزو۔ مشطور۔ منہوک وافی اُس بیت کو کہتے ہین جسکے ارکان کی تعداد (اصلی تعداد جتنے واضع نے مقرر کردیے ہین) سے کم نہو۔ اور مجزو اُس بیت کو کہتے ہین جسکے دو ارکان کم کردیے گئے ہون۔ یعنی بیت مثمن مجزو ہوکر مسدس رہجائے گی۔ اور بیت مسدس مربع رہجائے گی۔ مشطور اُس بیت کو کہتے ہین جسکے ارکان اصلی تعداد کا نصف ہون۔ اور منہوک اُس بیت کو کہتے ہین جسکے دو ثلث ساقط ہوگئے ہون۔ ایک ثلث باقی رہگیا ہو۔ یہ قسم بیت مسدس الاصل کے لیے مخصوص ہے جسمین سے دو ثلث (یعنی چار ارکان) حذف ہوکر ایک ثلث یعنی دو ارکان باقی رہجاتے ہین۔

جسطرح ارکان کی تعداد مین قطع و برید ہوتی ہے اسی طرح ارکان کے حروف و حرکات مین بھی تغیر ہوتا ہی (اس تغیر کا نام زحاف ہو جسکا بیان آگے آتا ہے) اور باعتبار اس تغیر کے بیت کی دو قسمین ہین۔ سالم اور مضاحف۔ سالم اُس بیت کو

کہتے ہین جسکے سب ارکان اپنی اصلی حالت پر ہون۔حروف وحرکات کا تغیر نہوا ہو قطع نظر اسکے کہ تعداد مین بھی پورے ہون یا نہون۔

مزاحف اُس بیت کو کہتے ہین جسکے بعض یا سب ارکان فراحف ہون اپنی اصلی حالت پر نہون حروف وحرکات کا تغیر واقع ہوا ہو عام اس سے کہ تعداد مین بھی پورے ہون یا نہون۔پس بیت کی آٹھ قسمین ہوئین۔وافی سالم ووافی مضاحف۔مجزو سالم ومجزو مضاحف مشطور سالم ومشطور مزاحف۔منہوک سالم ومنہوک مزاحف۔

اجزاے بیت

بیت کے دو حصے ہوتے ہین اور ہر حصہ کا نام مصرعہ ہی۔پہلے مصرعہ کے رکن اول کو صدر اور رکن آخر کو عروض کہتے ہین دوسرے مصرعہ کے رکن اول کو ابتدا اور رکن آخر کو ضرب کہتے ہین اور باقی اجزا کو حشو کہتے ہین۔اسی سبب سے مثمن مین چار اور مسدس مین دو حشو ہوتے ہین۔مربع مین کوئی حشو نہین ہوتا۔

تقطیع

لغت مین تقطیع کے معنی پارہ پارہ کرنے کے ہین۔اور اصطلاح عروض مین الفاظ بیت کے اتنے ٹکڑے کرنے کو کہتے ہین جتنے اُس بحر کے ارکان ہون یعنی الفاظ بیت کے حروف ارکان بیت کے حروف پر اسطرح بٹھائے جائین کہ متحرک کے مقابل متحرک اور ساکن کے مقابل ساکن ہو۔جس تقدیم وتاخیر سے متحرک اور ساکن حروف ارکان مین واقع ہوے ہون اُسی ترتیب سے بیت کے حروف بھی ہون مگر یہ ضرور نہین کہ مفتوح کے مقابل مفتوح مکسور کے مقابل مکسور اور مضموم کے مقابل مضموم ہی ہو بلکہ کوئی حرکت ہو حرکت کے مقابل مین آنا چاہیئے جیسے مفاعیلن کے وزن پر "پشیمانی"۔تقطیع مین یہ ضرور نہین کہ ایک رکن واحد کے مقابل لفظ واحد ہی آئے بلکہ ایک رکن کی جگہ پر ایک سے زیادہ لفظ بھی آسکتے ہین جیسے مفتعلن کے وزن پر "چار گھڑی" تقطیع مین کسی لفظ کے حرف ساکن کو متحرک بنا لینا بھی درست ہی جیسے "چار گھڑی" کی "ر" کو مفتعلن کی "ت" کے مقابل مین لاکر متحرک بنا لیتے ہین۔

تقطیع مین حروف ملفوظی کا اعتبار ہوتا ہے یعنی جو حروف لکھنے مین آتے ہین مگر پڑھے نہین جاتے وہ تقطیع مین نہ لیے جائین گے اسیطرح جو حروف لکھے نہ جائین اور تلفظ مین اُنکا وجود ہو تو وہ تقطیع مین لیے جائین گے جیسے "واللّٰہ" مین لام مشدّد دو حرفون کا حکم رکھتا ہی اور اس لام مشدد کے بعد ایک الف بھی ترکیب لفظ مین شامل ہے بوقت ضرورت تقطیع مین دکھایا جائے گا۔ اور اسی لفظ واللہ مین واو کے بعد جو الف ہے اگرچہ لکھا جاتا ہی مگر تلفظ مین نہین آتا لہٰذا تقطیع مین نہ لیا جائے گا۔ اسی طرح ہاے مختفی اور واو عاطفہ کبھی محسوب ہوتا ہی کبھی نہین۔ مگر واو معدولہ کا وجود تقطیع مین کالعدم ہی۔ اور حروف مدہ کے بعد اگر دو ساکن جمع ہوتے ہین (جیسے گوشت پوست وغیرہ) تو ایک گر جاتا ہے۔ الفاظ عربی مین الف لام تعریف جب تلفظ مین نہین آتا تو تقطیع مین گرا دیا جاتا ہے جیسے ضرور بالضرور والسلام وغیرہ

تقطیع مین نون غنّہ باقی نہین رہتا۔ حرف صحیح یا حرف علت کے بعد اگر الف آتا ہے تو حسب ضرورت الف کو گرا دیتے ہین اور اسکی حرکت حرف ماقبل کی طرف منتقل کرکے بعد کے حرف سے ملا دیتے ہین۔ ہندی الفاظ مین جو حروف علت آتے ہین اُنکو تقطیع مین بوقت ضرورت بے تکلف گرا دیتے ہین۔ زبان اُردو مین عربی یا فارسی کے حروف علت بھی اگر گرا دیے جائین تو کوئی غلطی نہین ہی مگر احتیاط چاہیے ہی۔ اساتذہ نے اسکی پابندی نہین کی ہی۔ الفاظ ہندی مین حروف مخلوطہ کا وجود نہین ہی۔ لہٰذا تقطیع مین حرف مستقل کا حکم نہین رکھتے۔ جیسے پھرنا۔ گھرنا اور گرنا سب ایک وزن پر ہین ہاے مخلوطہ کوئی حرف مستقل نہین بلکہ پھ اور گھ ملکر ایک حرف شمار کیے جاتے ہین۔ اسی طرح بندھ گیا اور لد گیا ایک وزن پر ہی۔ "بندھ" مین نون اور ہاے مخلوطہ ہی۔

زحافات

اُصول افاعیل مین بباعث نقصان حرکت یا نقصان حرف یا زیادتی حرف کے تغیر واقع ہوتا ہی تو اس تغیر کو زحاف اور اُن ارکان متغیرہ کو مزاحف یا فروع ارکان کہتے ہین۔

زحافات تین قسم کے ہوتے ہین ایک وہ جو ہر جگہ بیت مین آتے ہین کسی خاص جگہ سے مخصوص نہین۔ اس قسم کے زحافات عام کہلاتے ہین۔ دوسرے وہ جو صدر و ابتدا سے مخصوص ہین۔ تیسرے وہ جو عروض و ضرب کے لیے مختص ہین۔ مؤخر الذکر

دونون قسمین خاص کہلاتی ہین۔

قسم اول (زحافات عام)

عام زحافات چھ ہین خبن۔ طی۔ قبض۔ کف۔ خبل۔ اور شکل۔ اصول افاعیل مین سبب خفیف کا حرف ساکن یا تو دوسرا حرف ہوتا ہے (جیسے مستفعلن متصل اور منفصل کی سین اور فاعلاتن متصل اور فاعلن کا الف اور مفعولاتُ کی ف) یا چوتھا حرف ہوتا ہے (جیسے مستفعلن متصل مین ف اور مفعولات کا واو) یا پانچوان حرف ہوتا ہی (جیسے فعولن کا نون اور مفاعیلن کی ی) یا ساتوان حرف ہوتا ہے (جیسے فاعلاتن متصل اور منفصل اور مس تفع لن منفصل اور مفاعیلن مین نون) پس اگر سبب خفیف کا حرف ساکن دوسری جگہ سے گرے تو اُسکو خبن کہین گے اور اگر چوتھے مقام سے ساقط ہو تو اُسکو طی کہینگے اور اگر پانچوین جگہ سے گرے تو اسکو قبض کہینگے اور ساتوین جگہ سے گرے تو اُسکو کف کہین گے۔ اور خبن وطی کے مجموعہ کو خبل کہتے ہین اور خبن وکف کے مجموعہ کو شکل کہتے ہین جن ارکان مین خبن ہوگا اُنھین مخبون اور جہان طی واقع ہوگا اُنھین مطوی اور جہان قبض واقع ہوگا اُنھین مقبوض اور جہان کف ہوگا اُنھین مکفوف اور جنمین خبل واقع ہوگا اُنھین مخبول اور جنمین شکل ہوگا اُنھین مشکول کہینگے۔ جب کوئی رکن مزاحف ہوکر غیر مانوس ہجاتا ہی تو اُسے لفظ مانوس متفق الوزن سے بدل دیتے ہین اور مزاحف ہونیکے بعد غیر مانوس نہو تو اُسے اپنی حالت پر چھوڑ دیتے ہین۔ مثلاً

خبن پانچ ارکان مین واقع ہوتا ہی

نمبر	رکن سالم	بحالت تغیر	بدل	
۱	مستفعلن (متصل)	متفعلن	مفاعلن	
۲	مس تفع لن (منفصل)	متفع لن	مفاعلن	
۳	مفعولاتُ	معولاتُ	فعولاتُ	
۴	فاعلاتن۔	فعلاتن	فعلاتن	بدلا نہین جاتا
۵	فاعلن	فعلن	فعلن	"

طی دو ارکان مین ہوتا ہی

نمبر	رکن سالم	بحالت تغیر	بدل	
۱	مستفعلن (متصل)	مستعلن	مفتعلن	
۲	مفعولاتُ	مفعِلاتُ	فاعلاتُ	

قبض دو رکنون مین واقع ہوتا ہی

نمبر	رکن سالم	بحالت تغیر	بدل	
۱	فعولن	فعولُ	فعولُ	بدلا نہین جاتا
۲	مفاعیلن	مفاعلن	مفاعلن	″

کف چار رکنون مین ہوتا ہی

نمبر	رکن سالم	بحالت تغیر	بدل	
۱	فاعلاتن (متصل)	فاعلاتُ	فاعلاتُ	بدلا نہین جاتا
۲	فاع لاتن (منفصل)	فاع لاتُ	فاع لاتُ	″
۳	مس تفع لن (منفصل)	مستفعلُ	مستفعلُ	″
۴	مفاعیلن	مفاعیلُ	مفاعیلُ	″

خبل ان دونون ارکان مین واقع ہوتا ہی

نمبر	رکن سالم	بحالت تغیر	بدل	
۱	مستفعلن (متصل)	مُتَعِلُن	فَعِلَتُن	

۲	مفعولاتُ	مَعُلاتُ	فعِلاتُ	

شکل دو ارکان مین واقع ہوتا ہی

نمبر	رکن سالم	بحالت تغیر	بدل	
۱	مس تفع لن منفصل	مُتفعِلُ	مفاعلُ	
۲	فاعلاتن متصل	فَعلاتُ	فعلاتُ	بدلا نہین جاتا

خبن بحر رجز و رمل۔ مدید و بسیط۔ متدارک و سریع۔ خفیف و مجتث منسرح و مقتضب مین واقع ہوتا ہی۔

طی بحر بسیط و رجز۔ سریع و منسرح و مقتضب مین آتا ہی۔

قبض بحر طویل و ہزج۔ متقارب و مضارع مین واقع ہوتا ہی

کف۔ بحر طویل و مدید۔ ہزج و رمل خفیف و مجتث و مضارع مین آتا ہی۔

شکل۔ بحر رمل و مدید۔ خفیف و مجتث و مقتضب مین آتا ہی۔

خبل۔ بحر منسرح مین آتا ہی۔

قسم دوم

جو زحافات صدر و ابتدا سے مخصوص ہین وہ پانچ ہین۔ خرم۔ ثلم۔ خرب۔ شتر۔ ثرم۔
مفاعیلن کی میم گرا دینے کو خرم کہتے ہین اور فعولن کی ف گرانے کو ثلم۔ اور مفاعیلن مین خرم و کف کے اجتماع کو خرب اور خرم و قبض کے اجتماع کو شتر کہتے ہین۔ اور فعولن مین ثلم و قبض کے اجتماع کو ثرم کہتے ہین۔

اصل یہ ہے کہ جس رکن کے سرے پر وتد مجموع ہو اُسکے پہلے حرف کو گرا دینے کا نام خرم ہی۔ چونکہ یہ زحاف تین رکنون مین آتا ہی اسلیے ہر جگہ اسکا ایک نیا نام ہی چنانچہ مفاعیلن مین خرم اور فعولن مین ثلم اور مفاعلتن مین عضب کہتے ہین۔ عضب مخصوصات عرب مین سے ہی۔ جن ارکان مین یہ زحاف واقع ہونگے اُنکو اخرم۔ اثلم۔ اخرب۔ اشتر۔ اثرم وغیرہ کہینگے

مثالین مع بدل

مفاعیلن اخرم ہوکر مفعولن سے اور اخرب ہوکر مفعولُ سے بدلا جائے گا اور اشتر ہوکر فاعلن باقی رہیگا بدلا نہین جائے گا

فعولن اثلم ہوکر فعلن (عین ساکن) سے اور اثرم ہوکر فعلُ (عین ساکن اور لام مضموم) سے بدلا جائے گا۔ عرب مین یہ پانچوین زحاف صدر و ابتدا سے مخصوص ہین مگر اہل فارس نے انکو کسی مقام سے مخصوص نہین کیا ہے بلکہ کبھی کبھی خرم و ثلم کو عروض و ضرب مین استعمال کرتے ہین لیکن حشو مین خرم کرتے ہین تو اُس وقت اُسکا نام خرم نہین رہتا بلکہ تخنیق کہتے ہین اور اُس رکن کو مخنوق۔

قسم سوم

جو زحافات عروض و ضرب سے مختص ہین وہ تیرہ[۱۳] ہین قطع[۱] - حذذ[۲] - اذالہ[۳] - ترفیل[۴] - خلع[۵] - وقف[۶] - کسف[۷] - صلم[۸] - قصر[۹] - حذف[۱۰] - تسبیغ[۱۱] - بتر[۱۲] - تشعیث[۱۳] -

ان مین سے پانچ زحاف (قطع - حذذ - اذالہ - ترفیل - خلع) اُن ارکان سے مخصوص ہین جنکے آخر وتد مجموع ہو جیسے فاعلن مستفعلن متصل - اور متفاعلن۔

قطع - وتد مجموع کے تیسرے حرف کو گرا دینے اور دوسرے کو ساکن کر دینے کو کہتے ہین۔

حذذ - سارا وتد گرا دینے کو کہتے ہین۔

اذالہ - وتد کے دوسرے حرف کے بعد ایک الف بڑھا دینے کو کہتے ہین۔

ترفیل - وتد کے بعد ایک سبب خفیف بڑھا دینے کو کہتے ہین۔

خلع - اجتماع خبن و قطع کو کہتے ہین۔ (چونکہ متفاعلن مین خبن نہین ہو سکتا اسلیے اس مین خلع بھی ممکن نہین)

جن ارکان مین یہ زحافات واقع ہونگے انکو مقطوع - احذ - مذال - مرفل مخلع کہینگے۔

مثالین مع بدل

فاعلن مقطوع ہوکر فعلن (عین ساکن) سے اور احذ ہوکر فع سے اور مرفل ہوکر فاعلاتن سے بدلا جائے گا۔ اور مذال ہوکر فاعلان اور مخلع ہوکر فعل (عین متحرک ولام ساکن) ہوجائے گا۔

مستفعلن (متصل) مقطوع ہوکر مفعولن اور احذ ہوکر فعلن (عین ساکن) اور مرفل ہوکر مستفعلاتن اور مخلع ہوکر فعولن سے بدلا جائے گا اور مذال ہوکر مستفعلان ہوجائیگا۔

متفاعلن مقطوع ہوکر فعلاتن (عین متحرک) اور احذ ہوکر فعلن (عین متحرک) اور مرفل ہوکر متفاعلاتن سے بدلا جائے گا۔ اور مذال ہوکر متفاعلان ہوجائے گا۔ اور مخلع نہین ہوسکتا کیونکہ خبن غیر ممکن ہے۔ اذالہ عروض وضرب کے سوا حشو مین بھی آتا ہے۔

اِصطلاح تین زحاف وقف۔ کسف۔ صلم اُس رکن سے مخصوص ہین جسکے آخر وتد مفروق ہو۔ (یعنی مفعولاتُ) پس اگر اُسمین وتد مفروق کے تیسرے حرف کو ساکن کردین تو وقف ہو اور اگر گرا دین تو کسف ہو اور اگر سارا وتد گرا دین تو صلم ہو۔ رُکن کو اِن حالتون مین موقوف۔ مکسوف۔ اور اصلم کہین گے۔ مفعولاتُ موقوف ہوکر مفعولان سے اور مکسوف ہوکر مفعولن سے اور اصلم ہوکر فعلن (عین ساکن) سے بدلا جائیگا۔ صلم ووقف وکسف تینون بحر سریع ومنسرح ومقتضب مین آتے ہین۔

علیٰ ہذالقیاس تین زحاف قصر۔ حذف۔ تسبیغ اُن ارکان سے مخصوص ہین جنکے آخر مین سبب خفیف ہو جیسے فعولن۔ مفاعیلن۔ فاعلاتن (متصل ومنفصل) پس اگر ارکان مین سبب خفیف کا ساکن گر جائے اور متحرک ساکن ہوجائے تو اُسکو قصر کہینگے۔ اور اگر سارا سبب گرا دیا جائے تو اُسکو حذف کہینگے اور اگر سبب خفیف کے وسط مین ایک الف بڑھا دیا جائے تو اُسے تسبیغ کہین گے۔

مثالین مع بدل

فعولن مقصور ہوکر فعول (لام ساکن) اور مسبغ ہوکر فعولان ہوجائے گا اور محذوف ہوکر فعل (عین مفتوح) سے بدلا جائے گا۔

مفاعیلن مقصور ہوکر مفاعیل (لام ساکن) اور محذوف ہوکر فعولن سے بدلا جائیگا اور مسبغ ہوکر مفاعیلان ہوجائیگا۔

فاعلاتن (متصل و منفصل) مقصور ہوکر فاعلات (ت ساکن) اور محذوف ہوکر فاعلن اور مسبغ ہوکر فاعلان سے بدلا جائے گا۔
قصر بحر طویل و مدید۔ ہزج و رمل۔ متقارب و مضارع۔ خفیف و مجتث میں آتا ہی۔
حذف بحر طویل و رمل۔ متقارب و مضارع۔ مجتث و مدید۔ ہزج و خفیف میں واقع ہوتا ہی۔
تسبیغ بحر ہزج و رمل۔ مدید و طویل۔ مضارع و مجتث خفیف و متقارب میں واقع ہوتا ہی۔
تسبیغ و اذالہ عروض و ضرب کے سوا حشو میں بھی آتا ہی۔
باقی دو زحاف (بتر و تشعیث) میں سے بتر فعولن اور فاعلاتن سے مخصوص ہی۔
بتر اجتماع حذف و قطع کا نام ہی۔ فعولن ابتر ہوکر فع رہ جائے گا اور فاعلاتن ابتر ہوکر فعلن (عین ساکن) سے بدلا جائے گا۔
تشعیث فقط فاعلاتن مخصوص ہے یعنی فاعلاتن کو جب مفعولن بنا لیتے ہین تو اسے تشعیث کہتے ہین۔ تشعیث کے متعلق مختلف اقوال بیان کیے گئے ہین۔ کوئی تو یہ کہتا ہی کہ اسمین خرم واقع ہوا ہے یعنی وتد علا کا عین گر گیا ہے اس صورت مین فاعلاتن مبدل بہ مفعولن ہوجاتا ہی۔ اور کوئی یہ کہتا ہے کہ یہان قطع وارد ہوا ہی یعنی وتد علا کے الف کو گرا کر لام ساکن کر دیا گیا ہے اس حالت مین فاعل تن مبدل بہ مفعولن ہوجاتا ہی۔ کوئی کہتا ہے کہ وتد علا کا دوسرا حرف متحرک لام گر گیا ہے اس حالت مین فاعاتن مبدل بہ مفعولن ہوتا ہی۔ اور کوئی یہ کہتا ہے کہ مخبون مسکن ہے یعنی پہلے خبن کر کے فعلاتن بنایا اور عین پر تسکین اوسط کا زحاف لگایا لہٰذا فعلاتن (بہ سکون عین) باقی رہا اور مبدل بہ مفعولن ہوگیا۔ بہر صورت چارون طریقے سے نتیجہ ایک ہی نکلتا ہے یعنی فاعلاتن مفعولن ہوجاتا ہی محقق علیہ الرحمہ نے اس آخری قول کی تائید کی ہی۔
یہ چوبیس زحافات جو بیان کیے گئے عربی فارسی اردو مین مشترک ہین۔

عرب کے مخصوص زحافات

عرب کے مخصوص زحافات گیارہ ہین۔ انمین سے آٹھ زحاف بحر وافر سے مختص ہین۔
عصب۔ عضب۔ عقل۔ نقص۔ قطف۔ قصم۔ جمم۔ عقص۔
اگر مفاعلتن کے لام کو ساکن کر کے مفاعیلن سے بدل دین تو اسکو عصب

کہتے ہین اور رکن کو معصوب۔ اور اگر میم کو گراکر مفتعلن سے بدل دین تو عضب کہینگے۔ اور رکن کو اعضب (یہ وہی عضب ہی جسکا ذکر خرم مین ہو چکا ہی)

عقل۔ اجتماع عصب و قبض کو کہتے ہین۔ یعنی رکن معصوب (مفاعیلن) کو مقبوض کرکے مفاعلن بنا لیتے ہین۔ اور اس رکن کو معقول کہتے ہین۔

نقص۔ اجتماع عصب و کف کو کہتے ہین یعنی رکن معصوب (مفاعیلن) کو مکفوف کرکے مفاعیلُ (لام مضموم) سے بدل لیتے ہین۔ اس رکن کو منقوص کہتے ہین۔

قطف۔ اجتماع عصب و حذف کو کہتے ہین یعنی رکن معصوب (مفاعیلن) کو محذوف کرکے فعولن سے بدل دیتے ہین اور رکن کو مقطوف کہتے ہین۔

قصم۔ اجتماع عصب و عضب کو کہتے ہین یعنی رکن معصوب (مفاعیلن) کو اعضب کرکے مفعولن سے بدل لیتے ہین اور رکن کو اقصم کہتے ہین۔

جمم۔ اجتماع عقل و عضب کو کہتے ہین یہ زحاف تین زحافون کا مجموعہ ہے کیونکہ عقل خود عصب و قبض سے مرکب ہی رکن معقول یعنی مفاعلن مین جب عضب واقع ہوا تو فاعلن رہگیا۔ اِس رکن کو اجم کہتے ہین۔

عقص۔ اجتماع عضب و نقص کو کہتے ہین۔ یہ بھی تین زحافون کا مجموعہ ہے کیونکہ نقص خود عصب و کف سے مرکب ہی رکن منقوص مفاعیل (بضم لام) مین عضب واقع ہوا تو فاعیلُ رہ گیا اسکو مفعول سے بدل دیا۔ اس رکن کو اعقص کہتے ہین۔

چونکہ یہ آٹھون زحاف مفاعلتن ہی مین آتے ہین لہذا بحر وافر سے مخصوص ہین اِن آٹھ زحاف مین سے چار عضب۔ قصم۔ جمم۔ عقص صدر و ابتدا سے مخصوص ہین اور تین زحاف عصب و عقل و نقص عام ہین۔ اور قطف عروض و ضرب کے لیے مخصوص ہین۔

عرب کے اِن آٹھ زحافات کے بعد تین زحافات (اضمار۔ وقص۔ خزل) بحر کامل سے مخصوص ہین۔ اگر متفاعلن کی ت کو ساکن کرکے مستفعلن سے بدل دین تو اُسے اِضمار کہتے ہین اور بعد اضمار کے خبن بھی واقع ہوا ور رکن کو مفاعلن سے بدل دین تو اُسکو وَقص کہین گے۔ اور اگر بعد اِضمار کے طی واقع ہوا ور مفتعلن سے بدل دین تو اُسی خزل کہتے ہین۔ ان تینون زحاف کے علاوہ بحر کامل مین اور زحاف بھی آتے ہین جیسے

قطع۔ حذذ۔ اذالہ۔ ترفیل مگر یہ چارون زحافت بحرکامل سے مخصوص نہین ہین اور بحرون مین بھی آسکتے ہین۔ اضمار۔ وقص۔ وخزل۔ عروض وضرب مین نہین آتے۔

زحافات اہل فارس

اہل فارس نے تیرہ زحافات ایجاد کیے ہین۔ جب۔ ہتم۔ زلل۔ بتر۔ جدع۔ نحر۔ جحف۔ ربع۔ درس۔ عرج۔ طمس۔ سلخ۔ رفع۔

انھین کے اول چار زحاف۔ جب۔ ہتم۔ زلل۔ اور بتر رکن مفاعیلن سے مخصوص ہین۔ اگر مفاعیلن کے آخر سے دونون سبب گرجائین تو اُسے جب کہین گے ہتم اجتماع حذف وقصر کو کہتے ہین۔ اور زلل ہتم وتخنیق کے مجموعہ کو کہتے ہین اور بتر جب وتخنیق کے مجموعہ کو کہتے ہین۔ ان ارکان کو ان حالتون مین مجبوب۔ اہتم۔ ازل۔ ابتر کہتے ہین۔

مثالین۔ مفاعیلن مجبوب ہوکر فعَل (عین مفتوح) سے اور اہتم فعول (لام ساکن) سے اور ازل فاع سے اور ابتر فاع بدلا جائے گا۔ یہ چارون زحاف رباعی سے مخصوص ہین۔ رباعی کا عروض وضرب ان چار حالتون سے خالی نہین ہوتا۔ اساتذہ نے رباعی کے وزن مین غزل کہنی بھی جائز رکھی ہی لہذا یہ زحاف غزل کے عروض وضرب مین بھی آسکتے ہین

دو زحاف جدع ونحر مفعولاتُ سے مخصوص ہین۔ اگر مفعولاتُ مین وقف کرین اور اول کے دونون سبب کو بھی گرادین تو اسے جدع کہینگے۔ اور اگر کسف کرکے دونون سبب کو گرادین تو اسے نحر کہینگے۔

مفعولاتُ مجدوع ہوکر فاع اور منحور ہوکر فع سے بدلا جائیگا۔

تین زحاف۔ جحف۔ ربع۔ درس۔ فاعلاتن متصل سے مخصوص ہین اگر فاعلاتن مین پہلے خبن کرین اور پھر فاصلہ (فعلا) کو گرادین تو یہ جحف ہوگا اور ربع اجتماع خبن وحذف وقطع کو کہتے ہین۔

اور اگر فاعلاتن مخبون ومحذوف ہوکر فعلا رہجائے اور پھر اسمین سے دو حرکت اور ایک حرف کو گرادین تو اسے درس کہینگے۔

مثالین۔ فاعلاتن مجحوف ہوکر فع سے اور مربوع ہوکر فعل (عین مفتوح) سے اور مدروس ہوکر فاع سے بدلا جائے گا۔

اور دو زحاف عرج و طمس مستفعلن متصل سے مخصوص ہین مستفعلن کے لام کو ساکن کر دینے کا نام عرج ہی۔ اور عین و لام گرا دینے کو طمس کہتے ہین مستفعلن اعرج ہوکر مفعولان اور مطموس ہوکر فعلان (عین ساکن) سے بدلا جائے گا۔

اور فاع لاتن منفصل کے دونون سبب اور عین کی حرکت گرا دینے کو سلخ کہتے ہین فاع لاتن مسلوخ ہوکر فاع رہجائے گا۔

اور مستفعلن متصل اور مفعولات مین سے اگر پہلا سبب گر جائے تو اُسے رفع کہتے ہین۔ اور دونون رکن مرفوع ہوکر فاعلن اور مفعولُ (لام مضموم) سے بدلے جاتے ہین۔ ان تیرہ زحافون مین سے چار زحاف (جب۔ ہتم۔ زلل۔ بتر) جو رباعی سے مخصوص ہین یاد کر لینے کے قابل ہین باقی نو زحاف بہت کم مستعمل ہین۔

رباعی

رباعی بحر ہزج سے مخصوص ہی اور اس مین دس ارکان مستعمل ہین۔ ایک سالم (مفاعیلن) اور نو مزاحف یعنی مفاعلن (مقبوض) مفاعیلُ (مکفوف) فاعلن (اشتر) مفعولن (اخرم) مفعولُ (اخرب) فعول (اہتم)۔ فاع (ازل) فعل (مجبوب) فع (ابتر)

رباعی مین ان دس ارکان کے سوا اور کوئی رکن نہین آتا۔ ان دس ارکان مین آخر کے چار رکن۔ فعول۔ فاع۔ فعل۔ فع عروض وضرب سے مختص ہین کسی اور جگہ نہین آتے اور اول کے چار رکن مفاعیلن۔ مفاعیلُ۔ مفاعلن اور فاعلن حشو سے مختص ہین کسی اور مقام پر نہین آتے۔ اور باقی دو رکن مفعولن۔ مفعولُ صدر و ابتدا مین بھی آتے ہین اور حشو مین بھی مگر عروض وضرب مین کبھی نہین آتے۔

لہذا صدر و ابتدائی دو اور حشو کی چھہ اور عروض وضرب کی چار صورتین ہوئین۔ مگر در اصل رباعی کے ہر مصرعہ کا پہلا رکن مفعول ہی ہوتا ہی اور دوسرا رکن یا مفاعلن ہوتا ہی یا مفاعیلُ۔ اور تیسرا رکن فقط مفاعیل ہوتا ہے اور چوتھا رکن یا فعول ہوتا ہے۔ یا فعل یعنی اصل مین رباعی بجائے دس ارکان کے پانچ ارکان سے مخصوص ہے۔ انھین ارکان

کی اولٹ پھیر اور تسکین اوسط کے زحاف سے رباعی کے ہزارون اوزان ہوسکتے ہین مگر
اساتذہ نے رباعی کو فقط چوبیس ارکان مین محدود رکھا ہی

ارکان رباعی کی ترکیب کے لیے یہ مصرعہ یاد رکھ لینا چاہیئے ع

سبب پئے سبب است و وتد پئے وتد است

یعنی رباعی کے ارکان کی نشست اسطرح پر ہو کہ جس رکن کے آخر مین سبب ہو اُسکے بعد والے
رکن کی ابتدا مین بھی سبب ہی آنا چاہیے۔ اور اگر کسی رکن کے آخر مین وتد واقع ہوا ہے تو
اُسکے بعد والے رکن کی ابتدا مین بھی وتد ہی آنا چاہیئے۔

رباعی کے اسقدر اوزان کیون پیدا ہوتے ہین اسکی وجہ یہ ہے کہ عروض وضرب کے
لیے چار ارکان ہین۔ حشو کے لیے چھ ارکان ہین اور صدر وابتدا کے لیے دو ہین۔
لہذا صدر وابتدا کی دو نو صورتین اور حشو کی چھ صورتین اور عروض وضرب کی چارون
صورتین اگر مصرعہ مین دکھائی جائین تو اڑتالیس شکلین پیدا ہوجائینگی۔ اسکے علاوہ تسکین
اوسط کے زحاف سے اور بھی تغیرات واقع ہوتے ہین۔ اُسکی صورت یہ ہے کہ رباعی مین پہلے
رکن کے سوا باقی ارکان کے حرف اول کو ساکن کردیتے ہین بشرطیکہ رکن ماقبل کا آخر حرف
متحرک ہو۔ اور پھر اس ساکن شدہ حرف کو ماقبل کے متحرک سے ملا دیتے ہین۔
مثلاً رباعی کے مذکورۂ بالا پانچ ارکان (مفعول مفاعلن۔ مفاعیل۔ فعول۔ فعل) مین سے
یہ چار ارکان (مفعول مفاعلن مفاعیل فعول) لیکر ایک وزن فرض کرین تو اسی وزن سے
دوسرا وزن تسکین اوسط کے ذریعہ سے پیدا ہوجائے گا۔ کیونکر؟ وہ اسطرح کہ رکن اول کا لام
متحرک ہے اور رکن دوم کی میم اور فے بھی متحرک ہی یعنی تین حرکتین پے درپے واقع ہوئی
ہین لہذا حرف اوسط (یعنی م) کی حرکت کو گرا کر لام سے ملا دین تو رکن اول مفعولم ہوجائے گا
اور رکن دوم فاعلن باقی رہے گا۔ مفعولم کو مفعولن سے بدل دینگے اور فاعلن کو اور باقی
ارکان کو اپنی حالت پر چھوڑ دینگے تو یہ وزن پیدا ہوگا مفعولن فاعلن مفاعیل فعول اگر پھر
اس وزن مین وہی تسکین اوسط واقع ہو یعنی رکن چہارم کی ف کو ساکن کر کے رکن سوم
کے لام سے ملا دین تو رکن سوم مفاعیلف ہوجائے گا اور رکن چہارم عول رہ جائیگا۔
مفاعیلف کو مفاعیلن سے اور عول کو فاع سے بدل دینگے لہذا پورا مصرعہ یہ ہوگا مفعولن فاعلن
مفاعیلن فاع۔ وقس علیٰ ہذا۔

اہل فن نے رباعی کے لیے دس ارکان مذکورۂ بالا جو مقرر کردیے ہین اُنکے علاوہ بعض ناواقفون نے اور بھی دو ارکان رباعی کے لیے نکالے ہین۔ چنانچہ ایک نیا وزن مفعول مفاعلن فعولن فعلن قرار دیا ہے حالانکہ رباعی مین فعولن اور فعلن کبھی نہین آتا۔ فعولن فعلن دراصل مفاعیلن فع ہے۔ ناواقفیت کے سبب مفاعیلن کے آخر سے ایک سبب کم کرکے مفاعیلن کو فعولن بنایا اور اس سبب کو فع سے ملاکر فعلن بنایا۔ یہ محض غلط فہمی ہے۔ رباعی مین مذکورہ بالا دس ارکان کے سوا اور کوئی گیارھوان رکن نہین آسکتا۔

ایک رباعی کے چار مصرعے اگر چار مختلف وزن مین ہون تو مصرعے ناموزون نہین ہوتے۔ مگر ہر مصرعہ کی ترکیب مین مذکورۂ بالا دس ارکان کے سوا اور کوئی رکن نہین آسکتا۔

رباعی کے چوبیس وزان جو اساتذہ نے قائم کیے ہین ان مین بارہ اوزان جو مفعول سے شروع ہوتے ہین اُنکو اخرب کہتے ہین اور بارہ جو مفعولن سے شروع ہوتے ہین اُنکو اخرم کہتے ہین۔ مگر محقق طوسی علیہ الرحمہ سبکو اخرب ہی بتاتے ہین کیونکہ پہلا رکن اخرب (مفعولُ) ہی ہوتا ہے لیکن تسکین اوسط سے اخرم (مفعولن) ہوجاتا ہی۔ ایک رباعی مین اخرب و اخرم کا اجتماع بھی صحیح ہی۔ چوبیس [۲۴] اوزان مستعملہ یہ ہین۔

	اخرب		اخرم
(۱)	مفعول مفاعلن مفاعیل فعول	(۱)	مفعولن فاعلن مفاعیل فعول
(۲)	مفعول مفاعلن مفاعیلن فاع	(۲)	مفعولن فاعلن مفاعیلن فاع
(۳)	مفعول مفاعلن مفاعیل فعل	(۳)	مفعولن فاعلن مفاعیل فعل
(۴)	مفعول مفاعلن مفاعیلن فع	(۴)	مفعولن فاعلن مفاعیلن فع
(۵)	مفعول مفاعیل مفاعیل فعول	(۵)	مفعولن مفعول مفاعیل فعول
(۶)	مفعول مفاعیل مفاعیلن فاع	(۶)	مفعولن مفعول مفاعیلن فاع
(۷)	مفعول مفاعیل مفاعیل فعل	(۷)	مفعولن مفعول مفاعیل فعل
(۸)	مفعول مفاعیل مفاعیلن فع	(۸)	مفعولن مفعول مفاعیلن فع
(۹)	مفعول مفاعیلن مفعول فعول	(۹)	مفعولن مفعولن مفعول فعول
(۱۰)	مفعول مفاعیلن مفعولن فاع	(۱۰)	مفعولن مفعولن مفعولن فاع

(۱۱)	مفعول مفاعیلن مفعول فعل	(۱۱)	مفعولن مفعولن مفعول فعل
(۱۲)	مفعول مفاعیلن مفعولن فع	(۱۲)	مفعولن مفعولن مفعولن فع

مُلّا جامی نے چھ رباعیان کہی ہین - ہر رباعی کا ہر مصرعہ مختلف الوزن ہے - ذیل مین درج کیجاتی ہین ؎

	رباعیات جامی	اوزان رباعیات
(۱)	میخواہم تار یزم اے طرفہ نگار	مفعولن مفعولن مفعول فعل
	ہر ساعت در پاے تو جان بہر نثار	مفعولن مفعول مفاعیل فعول
	کے بارم بے لعلت از دیدہ گہر	مفعولن مفعولن مفعول فعل
	کے باشد لحظہ مرا پیش تو بار	مفعولن فاعلن مفاعیل فعول
(۲)	در گلشن اشک افشان می گشتم دوش	مفعولن مفعولن مفعولن فاع
	از گل آمد بوے تو رفتیم از ہوش	مفعولن مفعول مفاعیلن فاع
	چون گفتم با گل ز جمالت سخنے	مفعولن مفعول مفاعیل فعل
	مرغان کردند سوے من یک یک گوش	مفعولن فاعلن مفاعیلن فاع
(۳)	گاہے دارد زلفت درہم ما را	مفعولن مفعولن مفعولن فع
	گاہے بخشد لعل تو مرہم ما را	مفعولن مفعول مفاعیلن فع
	من دانستم چو رست خط گرد رخت	مفعولن فاعلن مفاعیل فعل
	کآخر سوز در رخ تو از غم ما را	مفعولن فاعلن مفاعیلن فع
(۴)	چون قد تو بخرامد اے سیم اندام	مفعول مفاعیلن مفعولن فاع
	صد دل شدہ خاک رہ شود در ہر گام	مفعول مفاعلن مفاعیلن فاع
	از جعد تو گر آرد یک شمہ شمال	مفعول مفاعیلن مفعول فعول
	از عاشق شوریدہ رباید آرام	مفعول مفاعیل مفاعیلن فاع
(۵)	بر خاک درت ہر دم رخ می سائیم	مفعول مفاعیلن مفعولن فع
	زان روشنی بصر ہمی افزائیم	مفعول مفاعلن مفاعیلن فع
	باشد کہ ز در در آئی از گوہر اشک	مفعول مفاعلن مفاعیل فعول

	محنت کدہ خویش ہے آرایم	مفعول مفاعیل مفاعیلن فع
(۶)	بیمار توام جانان حالم بنگر	مفعول مفاعیلن مفعول فعل
	چون بہر تو جان دہم بجاکم بگذر	مفعول مفاعلن مفاعیل فعل
	خواہی شوی آگاہ زحال درویش	مفعول مفاعیل مفاعیل فعول
	بین چہرہ من غرقہ بخوناب جگر	مفعول مفاعیل مفاعیل فعل

فروعات ارکان عشرہ

زحافات کی تشریح جو کی گئی اُس سے ظاہر ہی کہ ایک ایک رکن مین کئی کئی زحافات واقع ہوئے ہین جنکی وجہ سے ایک ایک رکن مختلف صورتین اختیار کر لیتا ہے۔ مثلاً مفاعیلن مقصور ہو کر مفاعیل اور محذوف ہو کر فعولن ہو جاتا ہی۔

زحافات مین بعض ایسے ہین جنکی وجہ سے رکن مین ایک ہی تغیر ہوتا ہے جیسے خبن وطی اگر مستفعلن مین واقع ہو تو مفاعلن اور مفتعلن ہو جاتا ہی۔

مگر بعض زحافات ایسے ہین جنکی وجہ سے رکن مین کئی تغیرات واقع ہوتے ہین جیسے خبل (مجموعہ خبن وطی) جسکی وجہ سے مستفعلن فعلتن ہو جاتا ہے یا شکل (مجموعہ خبن وکف) جسکی وجہ سے فاعلاتن فعلاتُ ہو جاتا ہی۔

لہٰذا اس اعتبار سے زحافات کی دو قسمین ہوئین۔ مفرد اور مرکب۔

مرکب کی پھر دو قسمین ہین ایک وہ جنکے نام مقرر ہین۔ جیسے خبل شکل وغیرہ۔ دوسرے وہ جنکے نام نہین ہوسکتے بلکہ جن زحافون کا وہ مجموعہ ہین اُنھین کے نام سے موسوم ہوتے ہین مثلاً فاعلاتن مین پہلے خبن ہو تو فعلاتن رہ جائے گا پھر اسمین تسکین اوسط واقع ہو تو فعلاتن مبدل بہ مفعولن ہو جائے گا لہٰذا مفعولن کو مخبون مسکن کہینگے۔

اب مین ہر رکن سالم کے فروعات کی تفصیل نقشہ مین درج کرتا ہون جس سے ظاہر ہوگا کہ اصل مین دس ارکان سالم ہین مگر فروعات ملکر ایک سو چھبیس ارکان بنجاتے ہین۔

فروعات کی تفصیل

فعولن کے آٹھ فروع ہین

فعول بضم لام مقبوض	فعِلن بہ سکون عین اثلم	فعول بہ سکون لام مقصور	فعَل بہ فتح لام محذوف
فعولان مسبغ	فعْل (عین ساکن) اثرم	فع ابتر (اجتماع حذف و قطع)	فعْلان (عین ساکن) اثلم مسبغ
	فاعلن کے نو فروع ہین		
فعِلن (عین مکسور) مخبون	فعْلن (عین ساکن) مخبون مسکن یا مقطوع	فع احذ	فاعلان مذال
فاعلاتن مرفل فعِلاتن (عین مکسور) مخبون مرفل	فعْل (لام ساکن) مخلع	فعِلان (عین مکسور) مخبون مذال	فعْلان (عین ساکن) مقطوع مذال
	مفاعیلن کے پندرہ فروع ہین		
مفاعلن مقبوض	مفاعیلُ بضم لام مکفوف	مفعولن اخرم	مفاعیْل لام ساکن مقصور
فعولن محذوف	فعْل بہ سکون لام مجبوب	مفاعیلان مسبغ	مفعولُ اخرب (خرم و کف)
فاعلن اشتر (اجتماع خرم و قبض)	فعول (لام ساکن) اہتم (اجتماع حذف و قصر)	فاع ازل (اجتماع ہتم و تخنیق)	فع ابتر (اجتماع جب و تخنیق)
فعْلان بہ سکون عین مخنق مقصور	فعْلن (عین ساکن) مخنق محذوف	مفعولان مخنق مسبغ	
	فاعلاتن (متصل) کے فروع سولہ ۱۶ ہین		
فعِلاتن (عین مکسور) مخبون	فاعلاتُ بضم تار مکفوف	فاعلاتْ (ت ساکن) مقصور	فاعلن محذوف
مفعولن مشعث	فاعلیّان مسبغ	فعْل بسکون لام مربوع	فاع مدروس

فع مجحوف	فعلات بحرکت عین و تا مشکول	فعلن بسکون عین ابتر (اجتماع حذف وقطع)	فعلان یا فعِلات بحرکت عین مخبون مقصور
فعلن عین مکسور مخبون محذوف	فعلیان مخبون مسبغ	فعلان عین ساکن مشعث مقصور	مفعولان مشعث مسبغ
فاع لاتن (منفصل) کے فروع چھ ہین			
فاع لاتُ بضم تا مکفوف	فاع لات بہ سکون تا مقصور	فاع لن محذوف	فاع مسلوخ
فاع لیان مسبغ	فعلن بہ سکون عین محذوف مقصور		
مستفعلن (متصل) کے فروع اُنیس ۱۹ ہین			
مفاعلن مخبون	مفتعلن مطوی	فاعلن مرفوع	مفعولن مقطوع
فعلن (عین ساکن) اخذ	مستفعلان مذال	مستفعلاتن مرفل	مفعولان اعرج
فعلان عین ساکن مطموس	فعولن مخلع	فعِلاتن بحرکت عین و لام مخبول	فاع اخذ مقصور
فع اخذ محذوف	مفاعلان مخبول مذال	مفتعلان مطوی مذال	فاعلان مرفوع مذال
فعِلتان بحرکت عین و لام۔ مخبول مذال	مفاعلاتن مخبول مرفل	مفتعلاتن مطوی مرفل	
مس تفع لن (منفصل) کے فروع پانچ ہین			

مفاعلن مخبون	مس تفع لُ (لام مضموم) مکفوف	مفعولن مقصور	مفاعلُ (لام مضموم) مشکول
فعولن مقصور مخبون			
	مفعولاتُ کے فروع پندرہ ہیں		
فعولاتُ (تا مضموم) مخبون	فاعلاتُ (تا مضموم) مطوی	مفعولُ مرفوع	مفعولان موقوف
مفعولن مکسوف	فعلن (عین ساکن) اصلم	فاع مجدوع	فع منحور
فعلاتُ (عین و تا متحرک) مخبول	فعولان مخبون موقوف	فاعلان مطوی موقوف	فعلان بحرکت عین مخبول موقوف
فعولن مخبون مکسوف	فاعلن مطوی مکسوف	فعِلن بحرکت عین مخبول مکسوف	
	متفاعلن کے پندرہ فروع ہیں		
مستفعلن مضمر	فعلاتن (عین متحرک) مقطوع	فعِلن (عین متحرک) احذ	متفاعلان مذال
متفاعلاتن مرفل	مفاعلن موقوص	مفتعلن مخزول	مفعولن مضمر مقطوع
فعْلن (عین ساکن) مضمر احذ	مستفعلان مضمر مذال	مستفعلاتن مضمر مرفل	مفاعلان موقوص مذال
مفاعلاتن موقوص مرفل	مفتعلان مخزول مذال	مفتعلاتن مخزول مرفل	
	مفاعلتن کے آٹھ فروع ہیں		

مفاعیلن معصوب	مفتعلن اعضب	مفاعلن معقول	مفاعیل لام مقبوض منقوص
فعولن مقطوف	مفعولن اقصم	فاعلن اجم	مفعول اعقص

واضح ہو کہ ایک سو چھبیس[۱۲۶] ارکان مذکورہ بالا مین جو ارکان متفق الوزن ہین اُنکے لیے ایک ہی لفظ مقرر کیا گیا ہے۔ جیسے مفاعیلن اور فعولن کے ابتر اور فاعلن کے احذ اور فاعلاتن کے مجحوف اور مستفعلن کے احذ محذوف کے لیے ایک ہی لفظ فع مقرر کیا گیا ہے اور علی ہذا القیاس فاع اور فعلن اور فعل وغیرہ کئی کئی فروع مین مشترک ہین یعنی اختلاف نام کے اعتبار سے ایکسو چھبیس[۱۲۶] ارکان ہین مگر باعتبار صورت یا الفاظ کل پینتالیس[۴۵] ہین۔ ان مین سے تیرہ[۱۳] ارکان عام ہین یعنی بیت مین سب جگہ آتے ہین اور گیارہ اوزان خاص باوایل ہین اور اکیس ارکان مختص باواخر ہین یعنی سوا ے عروض و ضرب کے اور کہین نہین آتے۔

تیرہ[۱۳] ارکان عام یہ ہین

فعولن[۱]۔ فاعلن[۲] مستفعلن[۳]۔ فاعلاتن[۴]۔ مفاعیلن[۵]۔ متفاعلن[۶]۔ مفاعلتن[۷]۔ فعِلن[۸]۔ فعْلن[۹] فعلاتن[۱۰] مفاعلن[۱۱]۔ مفعولن مفتعلن[۱۳]۔ یہ سب ارکان ساکن الآخر ہین اس سبب سے آخر بیت مین بھی آسکتے ہین۔

گیارہ[۱۱] ارکان خاص باوایل یہ ہین

مفعولاتُ[۱]۔ فعولاتُ[۲]۔ فاعلاتُ[۳]۔ فعولُ[۴]۔ مفاعیلُ[۵] مستفعلُ[۶]۔ فعِلاتُ[۷]۔ مفاعلُ[۸]۔ مفعولُ[۹] فعِلُ[۱۰] فعِلتن[۱۱]۔ سواے فعِلتن کے سب متحرک الآخر ہین اسلیے آخر بیت مین نہین آسکتے۔

اکیس[۲۱] ارکان خاص باواخر یہ ہین

فع۔ فاع۔ فعل۔ فعول۔ فعولان۔ فعلان۔ فعِلان۔ فاعلان۔ فعلتان۔ فعلیان۔ فاعلیان۔ مفاعلان۔ مفاعیلان مستفعلان۔ متفاعلان۔ مفعولان مفتعلان۔ مفاعلاتن۔ مفتعلاتن۔ مستفعلاتن۔ متفاعلاتن۔ یہ سب چونکہ موقوف الآخر ہین اسلیے ابتدا و وسط مین نہین آسکتے[۱]

[۱] مگر انمین سے بعض ابتدا و وسط مین بھی آسکتے ہین ۱۲

فروعات بحور

(بحر متقارب)

زحافات اسکے آٹھ ہین جو فرع فعولن ہین بیان کیے گئے۔ اوزان مستعملہ یہ ہین۔

نام بحر	ارکان بحر	مثال
متقارب مثمن سالم	فعولن فعولن فعولن فعولن	آتش بڑا شور سنتے تھے پہلو مین دل کا جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا
متقارب مثمن مقصور یا محذوف	فعولن فعولن فعولن فعول یا فعل	داغ غضب ہو گیا راز دل کھل گیا چھپاتے چھپاتے خبر ہو گئی
متقارب مثمن اثلم	فعلن فعولن فعلن فعولن	آتش شرط وفا کی کس بے وفا سے آتش سا عارف آگاہ بھولا
متقارب مثمن مقبوض اثلم	فعول فعلن فعول فعلن	گرم بجانی و رم برائی دل حزین را بجاے جانی
متقارب مقبوض اثلم شانزدہ رکنی	فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن فعول فعلن	آتش خراب مٹی نہو کسیکی کوئی نہ مردود دوستان ہو جدا ہوا شاخ سے جو پتا غبار خاطر ہوا چمن کا
متقارب مثمن ابتر	فعولن فعولن فعولن فع	لگا ہے کہ بود نش بمن گا ہے کزون نیست آن ماہم من آہے
متقارب مثمن اثلم مقبوض یا مقصور	فعلن فعولن فعل فعولن یا فعل	اکبر الہ آبادی آتش بازی چھٹتے دیکھی مفت کی دولت لٹتے دیکھی

مثال	ارکان بحر	نام بحر
نوٹ اس وزن مین فعل فعولن کی جگہ فعلن فعلن بھی آسکتا ہی۔		
ز درد جدائی چنانم کہ از زندگانی بجانم	فعولن فعولن فعولن	متقارب مسدس سالم
ازان خط مشکین یار شد آن ماہش اندر محاق	فعولن فعولن فعول یا فعل	متقارب مسدس مقصور یا محذوف
میر کے دین و مذہب کو اب پوچھتے کیا ہو ان نے تو قشقہ کھینچا دیر مین بیٹھا کب کا ترک اسلام کیا	فعل فعولن فعل فعولن فعل فعولن فعل فعول یا فعل فعل فعولن فعل فعولن فعل فعولن فعلن فع	متقارب اثرم شانزدہ رکنی

نوٹ۔ اس وزن مین فعل فعولن کی جگہ فعلن فعلن بھی لاسکتے ہین جہان چاہین۔ اور عروض و ضرب مین فعلن فع بھی لاسکتے ہین جس بحر کے آخر مین سبب خفیف ہو جیسے بحر متقارب و رمل وغیرہ تو وہان سالم و مسبغ مقصور و محذوف کا اجتماع صحیح ہی۔

بحر متدارک

زحافات اسکے نو ہین جو فروع فاعلن مین مذکور ہوئے اوزان مستعملہ یہ ہین۔

مثال	ارکان بحر	نام بحر
سخت سرگشتہ ام از غم ہجر تو گر خطائے کنم دلبرا عفو کن	فاعلن فاعلن فاعلن فاعلن	متدارک مثمن سالم
چو رخت نبود گل باغ ارم چو قدت نبود قد سرو چمن	فعلن فعلن فعلن فعلن	متدارک مثمن مخبون
تا کے مارا در غم داری تا کے برما آری خواری	فعلن فعلن فعلن فعلن	متدارک مثمن مخبون مسکن
سنبل سیہ بر سمن مزن لشکر حبش بر چمن مزن	فاعلن فعل فاعلن فعل	متدارک مثمن مخبون مقطوع
سرخ گل ہر دو رخ گشتہ لاجرم فتنہ کشتہ	فاعلن فاعلن فاعلن	متدارک مسدس سالم

نام بحر	ارکان بحر	مثال
متدارک مخبون شانزدہ رکنی	فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن فعلن	آرزوے لکھنوی تا عہد جوانی تھم ناداں بیوقت کمر کیون کستا ہی ہستی سے عدم کے ڈانڈے تک اک رات کا سپنا سا ہی
نوٹ۔ اِس وزن مین مخبون اور مخبون مسکن کا اجتماع ہر جگہ جائز ہی۔		

بحر ہزج

زحافات اِسکے پندرہ ہین جو فروع مفاعیلن مین مذکور ہوے! وزان مستعملہ یہ ہین۔

نام بحر	ارکان بحر	مثال
ہزج مثمن سالم یا مسبغ	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن یا مفاعیلان	آتش حباب آسا مین دم بھرتا ہون تیری آشنائی کا نہایت غم ہی اس قطرہ کو دریا کی جدائی کا
ہزج مثمن مقبوض	مفاعلن مفاعلن مفاعلن مفاعلن	یہ تھوڑی تھوڑی مے نہ دے کلائی موڑ موڑ کر بھلا ہو تیرا ساقیا پلا دے خم نچوڑ کر
ہزج مثمن مکفوف یا محذوف	مفاعیل مفاعیل مفاعیل مفاعیل یا فعولن	ترا لعل شکر بار مرا چشم گہر بار ترا خندہ بود خوے مرا گریہ بود کار
ہزج مثمن اخرب مکفوف سالم	مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیلن	اے کودک جادو فش واے فتنۂ آہرمن شکر لب زیبا رخ و سنگین دل و سیمین تن
یا اخرب سالم	یا مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن	اے بادشہ خوبان داد از غم تنہائی دل بے تو بجان آمد وقت است کہ باز آئی

نوٹ

یہ دونون اوزان درحقیقت ایک ہین۔ کیونکہ تیسرے رکن کی میم کو ساکن کرکے دوسرے رکن کے لام سے ملا دیتے ہین تو مفعول مفاعیلم فاعیل مفاعیلن رہ جاتا ہے۔ مفاعیلم کو مفاعیلن سے اور فاعیل کو مفعول سے بدل دیتے ہین تو مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیلن ہوجاتا ہی۔ لہٰذا اِن دونون وزنون کا اجتماع صحیح ہی۔

نام بحر	ارکان بحر	مثال
ہزج مثمن اخرب مکفوف مقصور یا محذوف	مفعول مفاعیل مفاعیل مفاعیل یا فعولن	جوشش عظیم آبادی جز چشم بتان میکدہ دہر مین جوشش ہنسے تو کسی مست کو ہشیار نہ دیکھا

نوٹ - اس وزن مین بھی تیسرے رکن کی میم کو ساکن کرکے دوسرے رکن کے لام ملاکر مفعول مفاعیلن مفعول مفاعیل بنا لینا جائز ہی - مثال قاآنی ؎

تو جلوہ دہی سرو سے چون طبع من آزاد		من عرضہ کنم شعر سے چون قد تو موزون[۱]

نام بحر	ارکان بحر	مثال
ہزج مثمن اشتر	فاعلن مفاعیلن فاعلن مفاعیلن	مومن دیکھئے خدا کب تک پھر وہ دن دکھاتا ہی یار کو ان آنکھون سے غیر پر خفا دیکھین
ہزج مثمن اخرب مکفوف اہتم یا مجبوب	مفعول مفاعیل فعول یا فعل	با اینہمہ در راہ تو گر خاک شویم شائستہ بنا شیم قد ہاے ترا
ہزج مثمن اخرب مکفوف ازل یا ابتر	مفعول مفاعیل مفاعیلن فاع یا فع	ترسندہ ازانم کہ اگر دیر آید زین جان پراز درد برآید فریاد

نوٹ - یہ دونون وزن رباعی کے ہین مگر انہین غزل کہنا بھی جائز ہی -

نام بحر	ارکان بحر	مثال
ہزج مسدس سالم	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیلن	کجائی اے غزال مشکبوے من چرا ہرگز نمی آئی بسوے من
ہزج مسدس مقصور یا محذوف	مفاعیلن مفاعیلن مفاعیل یا فعولن	موج عظیم آبادی نہ ہم مستو نکا دل سے ایک نعرہ نہ زاہد کی نماز پنجگانہ
ہزج مسدس اخرب مکفوف سالم یا مسبغ	مفعول مفاعیل مفاعیلن یا مفاعیلان	تا کے بود اے کودک سنگین دل جور تو برین عاشق بیچارہ
ہزج مسدس مکفوف مقصور یا محذوف	مفاعیل مفاعیل مفاعیل یا فعولن	بت شوخ و ظلم برد بہ یک ناز ستمگار و جفا کار و سرانداز

۱ اسی قصیدہ کا ایک شعر یہ ہی ؎ عقل تو کودن بخت تو فرخ وقت تو خرم + سال تو نیکو حال تو خوش فال تو میمون -

نام بحر	ارکان بحر	مثال
ہزج مسدس اخرب مکفوف مقصور یا محذوف	مفعول مفاعیل مفاعیل یا فعولن	دلدار من آن ترک پری زاد کس نیست بخوبی بجہان یار
ہزج مسدس اخرب مکفوف اہتم یا مجبوب	مفعول مفاعیل فعول یا فعل	با تو نتوان گفت سخن زیرا کہ توئی شاہ بتان
ہزج مسدس اخرب ازل یا ابتر	مفعول مفاعیلن فاع یا فع	دل سوختہ از زلفت مشک خجلت زدہ از رویت مہ
ہزج مسدس اخرب مقبوض سالم یا مسبغ	مفعول مفاعلن مفاعیلان	اے درد تو رونق دل عاشق داغ تو چراغ محفل عاشق
ہزج مسدس اخرب مقبوض مقصور یا محذوف	مفعول مفاعلن مفاعیل یا فعولن	شبنم کے سوا چرانے والا اوپر کا تھا کون آنے والا
ہزج مسدس اخرم اشتر مقصور یا محذوف	مفعولن فاعلن مفاعیل یا فعولن	مشکین زلفوں سے مشکین کسواؤ کالے ناگوں سے مجکو ڈسواؤ

نوٹ۔ ان دونوں اوزان کا اجتماع بھی صحیح ہے۔ کیونکہ دوسرے رکن (مفاعلن) کی میم کو ساکن کرکے رکن اول کے لام سے ملا دیتے ہین تو مفعولن فاعلن مفاعیل ہوتا ہے۔

بحر رجز

زحافات اسکے ۱۹ اُنیس ہین جو فروع مستفعلن ہین مذکور ہوئے۔ اوزان مستعملہ یہ ہین۔

نام بحر	ارکان بحر	مثال
رجز مثمن سالم یا مذال	من تو شدم تو من شدی [illegible] مستفعلن مستفعلن مستفعلن یا مستفعلان	~~آتش کے ابل جنگل ہے سلسلہ مہر و محبت کا نہین~~ ~~آتش کے عالم ارواح مین محبت تیرے یار انتہا~~
رجز مثمن عروض سالم وضرب اعرج	مستفعلن مستفعلن مستفعلن مستفعلن مگر ضرب مفعولان	آگہ شوم از بوئے خوش بے آنکہ کس گوید مرا گر بگزرد دلخواہ من پیشش درم بگیران
رجز مثمن مقطوع یا اعرج	مستفعلن مستفعلن مفعولن یا مفعولان	تا کے کنی ما را ستم بر عاشق بیچارہ روزے بود کز جور تو گردد بشہر آوارہ

نام بحر	ارکان بحر	مثال
نوٹ۔ ان وزنون کا اجتماع جائز ہی۔		
رجز مثمن مطوی	مفتعلن مفتعلن مفتعلن مفتعلن	می شگفد گل بچمن باز نسیم سحری وہ چہ شود گر نفسے پہلوے من بادہ خوری
رجز مثمن مطوی مخبون	مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفاعلن	مؤلف آبلہ پا نکل گئے کانٹون کو روندتے ہوئے سوجھا پھر آنکھ سے نہ کچھ کوچہ یار دیکھکر
رجز مثمن مخبون مطوی	مفاعلن مفتعلن مفاعلن مفتعلن	جامی فغان کنان ہر سحرے بکوے تو میگذرم چو نیست رہ سوے توام ببام و در منگرم
رجز مثمن مطوی مخبون مقطوع یا اعرج	مفتعلن مفاعلن مفتعلن مفعولن یا مفعولان	جامی سرو نخوانمت کہ او نیست بدین رعنائی ماہ نگویمت کہ مہ نیست بدین زیبائی
نوٹ۔ ان چارون وزنون کا اجتماع بھی صحیح ہی۔ اگر مخبون کے مقابل مطوی یا بالعکس واقع ہو تو وزن مین فرق نہین آتا۔		
رجز مسدس سالم یا مذال	مستفعلن مستفعلن مستفعلن یا مستفعلان	اے قبلۂ جان الفت ایمان ما رخسارۂ زیبا ے تو قرآن ما
رجز مسدس مقطوع یا اعرج	مستفعلن مستفعلن مفعولن یا مفعولان	عاشق شدم بر دلبرے عیارے شکر لبے سیمین برے خونخوارے
نوٹ۔ ان دونون وزنون کا اجتماع بھی صحیح ہی		
رجز مسدس مطوی	مفتعلن مفتعلن مفتعلن	اشک مرا ہست فروغ دگرے نیست بدین آب بدریا گہرے
نوٹ۔ بحر رجز مین بلکہ تمام اُن بحرون مین جنکے آخر مین وتد مجموع ہی وہان سالم و مذال مقطوع اور احذ کے اجتماع سے وزن مین فرق نہین آتا۔		

نام بحر	ارکان بحر	مثال
بحر رمل		
زحافات اسکے سولہ ہین جو فروع فاعلاتن متصل مین مذکور ہوے۔ اوزان مستعملہ یہ ہین۔		
رمل مثمن سالم یا مسبغ	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلان یا فاعلیان	ترک چشم او کند ساکن دل بیتاب مارا زندگانی کشتن آتش بود سیماب مارا
رمل مثمن مقصور یا محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاعلات یا فاعلن	آمین عظیم آبادی دن کٹا فریاد مین رات آہ وزاری مین کٹی عمر کٹنے کو کٹی پر کیا ہی خواری مین کٹی
رمل مثمن مخبون مقصور یا مخبون مسکن مقصور	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلان یا فعلان	مولف اور پردے کی ملاقات کرے گی اندھیر شمع کیون چھپتی ہی فانوس مین پروانے سے
رمل مثمن مخبون محذوف یا مخبون مسکن محذوف	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلن یا فعلن	آتش بل نہ نکلا تری زلفون کا صنم شانے پر واقعی زور نہین پنجہ شل مین ہوتا
نوٹ۔ ان دونون اوزان کا اجتماع بھی صحیح ہی صدر و ابتدا مین سالم و مخبون کا اجتماع بھی جائز ہی۔		
رمل مثمن مخبون مجحوف	فاعلاتن فعلاتن فعلاتن فع	کار و کردار تو اے گنبد زنگاری نہ ہمی بینم جز مکر و ستمگاری
نوٹ۔ دوسرے مصرعہ مین "نہ ہمی بی" فعلاتن اور "نم جز مک" مفعولن کے وزن پر آیا ہی۔ تسکین اوسط سے فعلاتن کو مفعولن بنالیا ہی۔		
رمل مثمن مشکول	فعلاتُ فاعلاتن فعلاتُ فاعلاتن	مولف ابھی تو یہ اس گریبان کی بھلا بساط کیا تھی یہ کہو کہ ہاتھ اُلجھا نہین تار تار ہوتا
رمل مثمن مخبون	فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن	شکرت راشدہ گرچہ سپاہ ز مور مرتب مگسے نیز بجوا ہم کہ کند سایہ بران لب

نام بحر	ارکان بحر	مثال
رمل مثمن مشعث	مفعولن مفعولن مفعولن مفعولن	آن آمد آن آمد آن آمد آن آمد جان آمد جان آمد جان آمد جان آمد
رمل مثمن مخبون مشعث	فعلاتن فعلاتن فعلاتن مفعولن	خواجہ نصیر الدین طوسی چہ کنم ہر چہ کنم با تو نمیدارد سود م بجز آن حیلہ ندانم کہ ز عشقت بگریزم
رمل مثمن مخبون مسکن محذوف	فاعلاتن فعلاتن مفعولن فع	اسیر تلب کے در غم ہجرت در سازم من دامن از گریہ خونین تر سازم من
رمل مثمن مدروس یا محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن فاع یا فع	مرد دانا راز دانا یار باید خوب گر تو دانائی ترا ہم یار دانا بہ
رمل مسدس سالم یا مسبغ	فاعلاتن فاعلاتن فاعلاتن یا فاعلیان	اے بہ از روز دگر ہر روزگارت باد بہ روزے قرین روزگارت
رمل مسدس مقصور یا محذوف	فاعلاتن فاعلاتن فاعلات یا فاعلن	شعر می گویم بہ از آب حیات من ندانم فاعلاتن فاعلات
رمل مسدس مخبون مقصور یا محذوف	فاعلاتن فعلاتن فعلان یا فعلن	چون گذر بر رخ خندان کردی خانہ را رشک گلستان کردی
رمل مسدس مخبون مسکن مقصور یا محذوف	فاعلاتن فعلاتن فعلان یا فعلن	ہر کہ دستار بسر یک وجب است گر نظام العلماء والفضلا است

نوٹ۔ اِن دونون اوزان کا اجتماع صحیح ہی۔ اس بحر کے صدر و ابتدا مین اجتماع سالم و مخبون اور عروض و ضرب مین اجتماع مقصور و محذوف صحیح ہی۔ فعلن بسکون عین کو چاہو ابتر کہو یا مخبون مسکن۔ اس بحر مین فعلاتن کو تسکین اوسط سے مفعولن بنا لینا ہر جگہ درست ہی قاآنی کہتا ہی ؎

بالب نوشین آمد شب دوشین بسرا ے گفت قاآنیکا تا کے خسپی بسرا ے		حلقہ بر در زد و بر جستم و بکشودم در خیز کز روزہ شد او ضاع جہان زیر و زبر

نام بحر	ارکان بحر	مثال
اس بحر مین ایک اور وزن مخبون شانزدہ رکنی بھی ہے (فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن فعلاتن)		

بحر وافر

زحافات اسکے آٹھ ہین جو فروع مفاعلتن مین بیان ہوسے۔ اوزان مستعملہ یہ ہین۔

نام بحر	ارکان بحر	مثال
بحر وافر مثمن سالم	مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن	چہ شد صنما کہ سوے کسے بچشم وفا نمی نگری ز رسم جفا نمیگزری طریق وفا نمی سپری
بحر وافر مسدس سالم	مفاعلتن مفاعلتن مفاعلتن	بتا غم تو برین دل من بزد اسلے چنانکہ ازو بگرد جہان شدم علمے
بحر وافر مسدس معصوب مقطوف	مفاعیلن مفاعلتن فعولن	ز دست آن صنم بصد احترازم دل من می طپد بہ برم چہ سازم
بحر وافر مسدس معقول مقطوف	مفاعلن مفاعلتن فعولن	بود لبت حیات دلم نگارا بدہ زغمم نجات دلم نگارا
بحر وافر مسدس مقطوف	مفاعلتن مفاعلتن فعولن	جو برگذری ازین نگرم بر ویت چرا نکنی بتا نظرے بسویم
بحر وافر مربع سالم	مفاعلتن مفاعلتن	بدی چہ کنی بجاے کسے کہ او نہ کند بجاے تو بد

بحر کامل

زحافات اس کے پندرہ ہین جو فروع متفاعلن مین مذکور ہوسے۔ اوزان مستعملہ اسکے فارسی مین چار ہین۔

نام بحر	ارکان بحر	مثال
بحر کامل مثمن سالم	متفاعلن متفاعلن متفاعلن متفاعلن	(راسخ عظیم آبادی) نہین ہوش وا تو نہ پوچھ حسد مجھے رشک سے تو پھوٹتی ہے جنھین تیرے جلوے کے سامنے مری طرح نخیر ہی رہی

مثال	ارکان بحر	نام بحر
صنما خیالت راچہ شد کہ بانداز دا لفتے خجلم زداغت کزوفا بسرم گذار دنتے	متفاعلن مستفعلن متفاعلن مستفعلن	بحر کامل مثمن مضمر
نہ کنم بیار کسان طمع کہ جفا بود نہ روا بود کہ چنین کنم نہ روا بود	متفاعلن متفاعلن متفاعلن	بحر کامل مسدس سالم
چو روان شوی آسایدم روح و روان چو نہان شوی از جان و دل خیز و فغان	متفاعلن متفعلن مستفعلان	بحر کامل مسدس مضمر مذال
روزے بود کہ عشق تو بسر آیدی با خاطرت بمہر من بگزایدی	مستفعلن مفاعلن متفاعلن	بحر کامل مسدس مضمر موقوص

نوٹ - اس بحر میں سالم اور مضمر کا اجتماع صحیح ہی - چنانچہ شیخ سعدی فرماتے ہین ؎

بلغ العلے بکمالہ کشف الدجے بجمالہ   حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ و آلہ

صلوا بروزن مستفعلن آیا ہی -

بحر مضارع

زحافات اسکے آٹھ ہین - قبض - کف - خرب - خرم - قصر - حذف - تسبیغ - سلخ - اوزان مستعملہ یہ ہین -

مثال	ارکان بحر	نام بحر
ز مخموری رنج دارم بیا ساقی ساغرم دہ دگر نقلے خواہم از تو زگنج لب شکرم دہ	مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن فاع لاتن	بحر مضارع مثمن سالم
(جامی) خوش آن موسم بہار کہ بر طرف لالہ زار نہد یار گلعذار بکف جام خوش گوار	مفاعیل فاع لات مفاعیل فاعلان یا فاعلن	بحر مضارع مثمن مکفوف مقصور یا محذوف
فریاد من ز عشق پری چہرہ سمن بر کز عشوہ عمر بردو نیا مدشبی بسر در	مفعول فاع لاتُ مفاعیل فاع لاتن	بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف

نام بحر	ارکان بحر	مثال
بحر مضارع مثمن اخرب سالم یا مسبّغ	مفعولُ فاع لاتن مفعولُ فاع لاتن مفعول فاعلاتن مفعول فاعلیان	راسخ عظیم آبادی کتنی گران بہا ہے پاؤن کی اُنکے ٹھوکر قیمت مین اُسکی سر کو ہم نے جھکا دیا ہے
بحر مضارع مثمن اخرب مکفوف مقصور یا محذوف	مفعول فاع لاتُ مفاعیل فاع لات یا فاعلن	مولف دل آشنائے معنی بیگانہ ہو گیا جادو نہ چل سکا کوئی حُسن مجاز کا
بحر مضارع مثمن اخرب سالم مقصور یا محذوف	مفعول فاع لاتن مفعول فاع لات یا فاعلن	خود نفس بیچا ئے کی زندگی حرام پھر کیا ضرور شکوہ عمر دراز کا

نوٹ۔ ان دونون وزنون کا اجتماع جائز ہے۔ تیسرے رکن پر وہی تسکین اوسط کا زحاف واقع ہوتا ہی۔

نام بحر	ارکان بحر	مثال
بحر مضارع اخرب مکفوف مسلوخ	مفعولُ فاع لاتُ مفاعیلُ فاع یا فع	عاشق شدم بران بت ناسازگار تسکین دہاد غم اُو روزگار
مضارع مسدس سالم	مفاعیلن فاع لاتن مفاعیلن	نمیخواہم از تو یکدم جدا باشم تو باشی ہمراہ من ہر کجا باشم
مضارع مسدس مکفوف مقصور یا محذوف	مفاعیل فاع لاتُ فعولان یا فعولن	خوشا جلوہ جمال تو دیدن خوشا میوہ وصال تو چیدن
مضارع مسدس اخرب مکفوف	مفعول فاع لاتُ مفاعیلن	اے مہ جبین کہ یار دل آزاری سوئیم نگاہ کن ز سر یاری
مضارع مسدس اخرب مکفوف مقصور یا محذوف	مفعول فاع لاتُ فعولان یا فعولن	از کار رفتہ ہیچ میندیش وز نامدہ ہنوز مکن یاد ہو
مضارع مسدس اخرب مکفوف اہتم یا مجبوب	مفعول فاعلات فعولُ یا فعل	مانند روے خوب نگار تابد شب چہاردہ ماہ کو ہو

نام بحر	ارکان بحر	مثال
مضارع مسدس مقبوض	مفاعلن فاع لاتن مفاعلن	مرا بکوے تو رفتن کجا شود زنا توانی مگر از خدا شود
مضارع مسدس اخرب مخنق	مفعول فاع لاتن مفعولن	دارم بدر دہجرش بیتابی بہرم چرا نباشد بیخوابی
مضارع مسدس اخرب مخنق مقصور	مفعول فاع لاتن فعلان	آن بیوفانگارے دل بُرد زیرقدم بخواری بسپرد

بحر مجتث

زحافات اسکے سولہ ہین جو فرع فاعلاتن مین مذکور ہوے اسکے فروعات جو مس تفع لن سے نکلے ہین مفاعلن۔ فولن اور مفاعیل ہین۔ اور فاعلاتن سے جو فروعات نکلے ہین فعلاتن فعلاتُ۔ فعِلن۔ عین مکسور فعْلن ساکن العین۔ مفعولن۔ فاع۔ فع وغیرہ ہین۔ اوزان مستعملہ مندرجہ ذیل ہین

نام بحر	ارکان بحر	مثال
بحر مجتث مثمن سالم	مس تفع لن فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن	درعشق تواے پری رو دیوانہ خواہم شدن من نے نے غلط گفتم این را فرزانہ خواہم شدن من
بحر مجتث مجنون	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلاتن	آتش بہشت مین بھی نہ بے یار کے لگے گی طبیعت مزاج پھیر سکے گا نہ حسن حور ہمارا
مجتث مثمن مجنون مقصور یا مشعث مقصور	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعِلان یا فعْلان مفاعلن مفعولن مفاعلن فعِلان یا فعْلان	صفا ہوا نہ ریاضت سے نفس امارہ کوئی نجاست سگ کا ازالہ کیا کرتا (آتش)
مجتث مجنون محذوف یا مشعث محذوف	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعِلن یا فعْلن مفاعلن مفعولن مفاعلن فعِلن یا فعْلن	قاآنی درون و بیرون چون نور عقل در خاطر نہان و پیدا چون جان پاک در پیکر
مجتث مجنون محذوف یا مشعث محذوف و مربوع	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن مفاعلن فعلاتن مفاعلن فعلن یا فعِل	مرا دیست کہ دایم ستم کند بر من چہ بودے از ستمم ار ستمگر آمدے

نام بحر	ارکان بحر	مثال
نوٹ۔ اِن چھ وزنون کا اجتماع بھی جائز ہے۔ فعلاتن کو تسکین وسط سے مفعولن بنا لیتے ہین		
مجتث مثمن مخبون مدروس یا مطموس	مفاعلن فعلاتن مفاعلن فاع یا فع	دل پر آتش و چشم پر آب دارم ازان کہ بامن بدخو شدہ ست جانان
مجتث مثمن مخبون مسکن مدروس یا مطموس	مفاعلن مفعولن مفاعلن فاع یا فع	اگر گشائی تارے ز سنبل تر ہمیشہ آید بوے صبا معطر
نوٹ۔ ان دونون وزنون کا اجتماع بھی صحیح ہی۔		
مجتث مسدس مخبون یا مذال	مفاعلن فعلاتن مفاعلن مفاعلن فعلاتن مفاعلان	دلم ببردہ ای یار بے بہا بہا بیار دلبان را بمن بیار
نوٹ۔ اِن وزنون کا اجتماع بھی صحیح ہی۔		

مجتث سالم بہت کم مستعمل ہی۔ اور محقق طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہین کہ اس بحر کے تمام ارکان مین خبن کرنا لازم ہی۔ اسکے علاوہ اِس بحر مین تسکین اوسط ہر جگہ جائز ہے یعنی فعلاتن کو مفعولن بنا لینے مسکن و غیر مسکن کے اجتماع سے وزن مین فرق نہین آتا۔

بحر منسرح

زحافات اسکے طی یہ ہین۔ وقع۔ اذالہ خلع قطع خبن کسف صلم جدع تخبیل وقف کف مراقبہ و معاقبہ وغیرہ ہین۔ اور اِن میں مستعملہ یہ ہین

نام بحر	ارکان بحر	مثال
منسرح مثمن موقوف یا مکسوف	مستفعلن مفعولاتُ مستفعلن مفعولان یا مفعولن	یکدم بیا ای دلدار بنما مرا آن رخسار تو کز رشک گُل در گلزار در پیرہن دارد خار
منسرح مثمن مطوی موقوف یا مکسوف	مفتعلن فاعلات مفتعلن فاعلات یا فاعلن	جوشش عظیم آبادی یار کو قاصد مرے جاکے اگر دیکھنا میری طرف سے بھی تو ایک نظر دیکھنا
منسرح مثمن مطوی مجدوع یا منحور	مفتعلن فاعلات مفتعلن فاع یا فع	دیدہ اہل طمع بہ نعمت دُنیا پُر نہ شود ہمچنان کہ چاہ ز شبنم

نام بحر	ارکان بحر	مثال
منسرح مسدس مطوی یا مطوی مذال	مفتعلن فاعلاتُ مفتعلن یا مفتعلان	شاہ جہان بادتا زمانہ بود کز کرمش خلق شاد مانہ بود
منسرح مسدس مطوی مقطوع یا مطوی اعرج	مفتعلن فاعلاتُ مفعولن یا مفعولان	بسکہ ببویت اسیر شد جانم گر بگذاری گریخت نتوانم

نوٹ۔ چونکہ اس بحر کا رکن آخر متحرک الآخر ہے اور شعر متحرک الآخر نہین ہو سکتا اسلیے یہ بحر وافی سالم ممکن نہین۔ اس بحر مین تسکین اوسط ہر جگہ جائز ہے یعنی جہان چاہین مفتعلن کو مفعولن بنالین۔

بحر مقتضب

زحافات اسکے وہی ہین جو فروع مستفعلن متصل مین مذکور ہوے۔ اوزان مستعملہ یہ ہین۔

نام بحر	ارکان بحر	مثال
بحر مقتضب مثمن سالم	مفعولاتُ مستفعلن مفعولاتُ مستفعلن	می سوزم زداغ جگر مینالم زدرد والم می غلطم زشب تا سحر خون گریم زاندوہ وغم
بحر مقتضب مثمن مطوی	فاعلاتُ مفتعلن فاعلاتُ مفتعلن	پیچ وتاب زلف بتان وبیقرار کردمرا سنبل ریاض جنان بیقرار کردمرا
بحر مقتضب مثمن مخبون مطوی	فعولاتُ مفتعلن فعولاتُ مفتعلن	دلم بردہ صنما چرا نالہا نہ کنم سپے این در غلطان بسر سنگ چون نہ زنم

بحر سریع

زحافات اس کے خبن وطی۔ خبل و قطع۔ و قف و کسف۔ صلم وجدع۔ نحر ومعاقبہ وغیرہ ہین۔ اوزان مستعملہ یہ ہین۔

نام بحر	ارکان بحر	مثال
بحر سریع مسدس سالم	مستفعلن مستفعلن مفعولاتُ۔ یہ بحر سالم مستعمل نہین ہی کیونکہ رکن آخر متحرک الآخر ہی۔	
بحر سریع مسدس موقوف بحر سریع مسدس مکسوف	مستفعلن مستفعلن مفعولان مستفعلن مستفعلن مفعولن	خواہم تراجویم ترا اے یار ہ خوانم ترا گویم ترا گل رخسارہ

نام بحر	ارکان بحر	مثال
بحر سریع مسدس مطوی موقوف بحر سریع مسدس مطوی مکسوف	مفتعلن مفتعلن فاعلان مفتعلن مفتعلن فاعلن	وقت ضرورت چو نماند گریز دست بگیرد سر شمشیر تیز
بحر سریع مسدس مطوی اصلم	مفتعلن مفتعلن فعْلن	بر لب من آمده جان ای جان چون نه کنم شام و سحر افغان
بحر سریع وافی مخبون مکسوف	مستفعلن مستفعلن فعولن	ای دلربا در کوے ما گزر کن وی مه لقا بر روے ما نظر کن
بحر سریع مطوی مجدوع یا منحور	مفتعلن مفتعلن فاع یا فع	سنگدل آن یار بے آزرم یک شبم از خود نه کند شاد
بحر سریع مخبون مطوی مکسوف یا موقوف	مفاعلن مفاعلن فاعلن مفاعلن مفاعلن فاعلان	چرا نه مردمی کنی یا رہی چرا همی کنی دلش را بدرو

نوٹ۔ چونکہ اس بحر کا رکن آخر مفعولاتُ متحرک الآخر ہے۔ اسلیے یہ بحر تام نہین ہو سکتی۔ بحر سریع مطوی مین موقوف ہو یا مکسوف اگر بجاے مفتعلن کے مستفعلن لائین یا مفتعلن کے عین کو ساکن کر کے مفعولن بنالین تو وزن مین فرق نہین آتا۔ چنانچہ نظامی کہتا ہے ؎

بسم اللہ الرحمن الرحیم	ہست کلید در گنج حکیم

پہلے مصرعہ کا وزن مفتعلن مفتعلن فاعلان اور دوسرے کا مفعولن مفعولن فاعلان ہے۔

بحر خفیف

زحافات اِسکے خبن و قطع۔ قصر و حذف۔ تشعیث و جحف۔ تسبیغ و کف۔ شکل و بتر ہین اوزان مستعملہ یہ ہین۔

نام بحر	ارکان بحر	مثال
بحر خفیف مسدس سالم	فاعلاتن مس تفع لن فاعلاتن	دیده ام تا رخسار آن ماه طلعت گشت چشمم آئینه سان محو حیرت

نام بحر	ارکان بحر	مثال
بحر خفیف مسدس مخبون ر ر ر مخبون مشعث	فاعلاتن مفاعلن فاعلاتن یا فعلاتن فاعلاتن مفاعلن مفعولن	اے صبا بوسہ زن زمین در اورا ورنہ تجدلب چو شکر اورا
نوٹ۔ اِن دونون وزنون کا اجتماع صحیح ہی۔		
بحر خفیف مسدس مخبون مقصور یا محذوف	فاعلاتن مفاعلن فعِلان یا فعِلُن	مولف کیا کہین اُڑکے جانہین سکتے وہ چمن ہے وہ آشیانہ ہے
بحر خفیف مسدس مخبون مسکن مقصور یا محذوف	فاعلاتن مفاعلن فعْلان یا فعْلن	یاس اب آپ مین نہ آئین گے وصل اِک موت کا بہانہ ہے
نوٹ۔ اِن وزنون کا اجتماع صحیح ہی۔		
بحر خفیف مسدس مخبون مجحوف	فاعلاتن مفاعلن فع	چون کند دل چو یار آید چشم شاید بکار آید

بحر طویل

زحافات اِسکے سات ہین۔ قبض۔ کف۔ قصر۔ حذف۔ ثلم۔ ثرم۔ تبییغ۔ اوزان مستعملہ یہ ہین

نام بحر	ارکان بحر	مثال
بحر طویل مثمن سالم	فعولن مفاعیلن فعولن مفاعیلن	باحسان تو ئی حاتم برفعت تو ئی کسریٰ بفرمان تو ئی آصف ببرہان تو ئی عیسیٰ
بحر طویل مثمن مقبوض بحر طویل مثمن مقبوض	فعولن مفاعیلن فعولن مفاعلن فعولن مفاعلن فعولن مفاعلن	محبت رقیبون سے عداوت ہی یاس سے کسی پر عنایتین کسی پر یہ شدتین

بحر مدید

زحافات اسکے خبن وکف۔ قطع وحذف۔ وغیرہ ہین۔ اوزان مستعملہ یہ ہین۔

مثال	ارکان بحر	نام بحر
حال دونون کا ہی غیر ہجر کے صدمے سو اب جھیلتے ہین سختیان ہم یہان اور تم وہان	فاعلاتن فاعلن فاعلاتن فاعلن	بحر مدید مثمن سالم
از میان و دہنش تا توان یکسر مو زان نشان بارندہ زین سخن ہیچ مگو	فاعلاتن فعلن فاعلاتن فعلن	بحر مدید مثمن مخبون
لب او آب بقا بخش مایۂ جان قد او سرو سہی دہنش سر نہان	فعلاتن فعلن فعلاتن فعلان	بحر مدید مثمن مخبون مذال

بحر بسیط

زحافات اسکے خبن وطی۔ قطع وحذذ۔ اذالہ وغیرہ ہین اوزان مستعملہ یہ ہین۔

مثال	ارکان بحر	نام بحر
چون خار و خس روز و شب افتادہ ام در رہت باشد کہ بر حال من افتد نظر ناگہت	مستفعلن فاعلن مستفعلن فاعلن	بحر بسیط مثمن سالم
دانی چہ گفت مرا آن بلبل سحری تو خود چہ آدمی کز عشق بیخبری	مستفعلن فعلن مستفعلن فعلن	بحر بسیط مثمن سالم و مخبون
بچہرہ چون قمرے بہ لعل لب شکرے برخ چو برگ گلے بزلف مشک ترے	مفاعلن فعلن مفاعلن فعلن	بحر بسیط مثمن مخبون
پشت دوتا نے فلک راست شد از خرمی تا چو تو فرزند زاد مادر ایام را	مفتعلن فاعلن مفتعلن فاعلن	بحر بسیط مثمن مطوی
بر مسندی مکن چندین ستم کو بر نیا ورد از عشق تو دم	مستفعلن فاعلن مستفعلن	بحر بسیط مسدس سالم
دل تو ربودی بتا از من نیست بغیر تو کس دلبر من	مفتعلن فاعلن مفتعلن	بحر بسیط مسدس مطوی
گشتم بدر و از تو من نگارا آن بہ کہ یک رہ کنی مدارا	مستفعلن فاعلن فعولن	بحر بسیط مسدس مخلع

نام بحر	ارکان بحر	مثال
	بحر قریب	
بحر قریب سالم	مفاعیلن مفاعیلن فاع لاتن	سرم از عرش بالاتر گذرانی اگر گوئی کہ ہستی از بندگانم
بحر قریب مکفوف	مفاعیلُ مفاعیلُ فاع لاتن	خداوند جہان بخش شاہ عادل شہنشاہ جوان بخت نژاد کامل
بحر قریب مکفوف مقصور یا محذوف	مفاعیلُ مفاعیل فاعلان یا فاعلن	بہ سودای سر زلف مشکبار پریشانم و ہم تیرہ روزگار
بحر قریب اخرب عروض سالم و ضرب مسبغ	مفعولُ مفعولُ فاع لاتن یا فاعلیان	شمشیر برندہ کف دہندہ خود ہر چہ جز این بود محال است
بحر قریب اخرب مکفوف سالم	مفعولُ مفاعیل فاع لاتن	اے روی تو فہرست شادمانی وصل تو بہ از فصل نوجوانی
بحر قریب اخرب مکفوف مقصور یا محذوف	مفعولُ مفاعیلُ فاعلان یا فاعلُن	با مردم ناسازگار طبع بیچارہ شود مرد سازگار
	بحر جدید	
زحاف اسکا خبن ہے اوزان مستعملہ یہ ہیں۔		
بحر جدید سالم	فاعلاتن فاعلاتن مستفعلن	ہر شبم گوئی کہ فردایت خوش کنم چند فردا رفت شاید فردا کنی
بحر جدید مخبون	فعلاتن فعلاتن مفاعلن	صنما روی تو دیدم ز خود شدم گلے از باغ تو چیدم ز خود شدم
	بحر مشاکل	

نام بحر	ارکان بحر	مثال
زحافات اسکے تین ہین۔ کف۔ قصر۔ حذف۔ اوزان مستعملہ یہ ہین۔		
بحر مشاکل سالم	فاع لاتن مفاعیلن مفاعیلن	مثال نایاب
بحر مشاکل مکفوف مقصور	فاعلاتُ مفاعیلُ مفاعیل	بار غم کا اُٹھانا ہے بُرا آہ داغ ہجر کو کھانا ہے بُرا آہ

نوٹ۔ اِن بحرون کے علاوہ مثلث و مثنیٰ و موحد بھی عرب مین مستعمل ہین مگر اہل فارس نے شاذ و نادر اِن بحرون مین شعر کہے ہین مثلاً ؎ نو شد جہان زین نو بہار و سال نو۔ (بر وزن مستفعلن سہ بار) یا ؎ بد خو بتے پر کیمیا (بر وزن مستفعلن دو بار) یا ؎ اندر نگر۔ یادر سفر۔ یادر حضر۔ دیدی پسر۔ زد خو بتر وغیرہ (بر وزن مستفعلن یک بار)

علم قوافی

اصطلاح شعرا مین قافیہ چند حروف و حرکات کے مجموعہ کو (خواہ وہ مجموعہ مہمل ہو یا بامعنی) کہتے ہین جسکی تکرار الفاظ مختلف کے ساتھ غیر مستقل طور پر آخر مصرعہ یا آخر بیت مین (یا ایسی جگہ پر جو بمنزلہ آخر کے ہو) پائی جائے۔

تکرار سے یہ مراد ہی کہ جتنا جزو کسی لفظ کا حروف قافیہ مین محسوب ہو سکتا ہو اُسے بجنسہ ہر بیت مین مکرر آنا چاہیئے مگر بالفاظ مختلف مکرر ہونا چاہیئے یہ نہو کہ ایک ہی لفظ تمام ابیات مین مکرر ہو۔

الفاظ مختلف سے یہ مطلب ہے کہ اختلاف لفاظ و معنی دونون کے اعتبار سے ہو یا فقط الفاظ کے اعتبار سے ہو یا فقط معنی کے اعتبار سے ہو۔ جیسے آسمان وریسمان کہ یہ دونون الفاظ لفظی و معنوی دونون اعتبار سے مختلف ہین مگر الف و نون اور الف کے ماقبل کی حرکت کی تکرار دونون لفظون مین پائی جاتی ہی۔

یا جیسے محبت والفت۔ فرصت ومہلت۔ اگرچہ باعتبار معنی ایک ہین مگر باعتبار لفظ دو ہین۔

یا جیسے بار (بمعنی رسائی) اور بار (بمعنی پھل) اگرچہ باعتبار لفظ ایک ہین مگر باعتبار معنی دو لفظ ہین۔

حروف قافیہ کے لیے غیر مستقل ہونے کی قید جو لگائی ہے اُس سے یہ مطلب ہی کہ اواخر ابیات مین جو لفظ یا الفاظ بالاستقلال ایک ہی معنی پر آتے ہین اُنکا شمار قافیہ مین نہین ہوتا بلکہ وہ ردیف کہلاتے ہین۔

اواخر مصرعہ یا اواخر ابیات کی قید اس غرض سے ہی کہ اگر قافیہ فقط اواخر مصرعہ سے متعلق کیا جائے تو یہ تعریف فقط مطلعون اور مثنوی کے ابیات اور رباعیات پر حاوی ہوگی جہان ہر مصرعہ مین قافیہ ہوتا ہی۔

لیکن اواخر ابیات کہنے سے اُن ابیات پر بھی صادق آئے گی جہان فقط دوسرے مصرعہ مین قافیہ ہوتا ہے پہلے مصرعہ مین نہین ہوتا جیسے قطعات کہ فقط آخر مصرعہ مین قافیہ آتا ہے اور رباعیات جہان تیسرے مصرعہ مین قافیہ نہین ہوتا یا قصیدہ اور غزل کی

وہ ابیات جو بعد مطلع واقع ہوتی ہین۔ اوا خرابیات کی شرط تمام اصناف سخن کی غرض سے ہو۔
"یا ایسی جگہ پر جو بمنزلہ آخر کے ہو"۔ اس شرط سے یہ مطلب ہو کہ اکثر ابیات مین
ردیفین بھی ہوتی ہین اور ایسی لمبی چوڑی ہوتی ہین کہ قریب قریب تمام مصرعہ کی جسگہ
بھر جاتی ہے بس ایک قافیہ کی جگہ خالی رہجاتی ہے ایسی حالت مین قافیہ کو بجاے آخر
بیت کے مجبوراً ابتداے بیت مین جگہ ملتی ہے۔ مگر چونکہ اس حالت مین بھی قافیہ کے بعد
سوا ے ردیف کے اور کوئی لفظ نہین آتا اسلیے اسکو بمنزلہ آخر ہی سمجھتے ہین یعنی تمام مصرعہ
فقط قافیہ و ردیف ہی پر مشتمل ہوتا ہے اور کسی لفظ کو دخل نہین ہوتا۔ جیسے یہ رباعی

گھر پاس نہین کہ یار پاس آئے مرے	زر پاس نہین کہ یار پاس آئے مرے
پہلے ہی مین کرچکا ہون طالب قربان	سر پاس نہین کہ یار پاس آئے مرے

حروف قافیہ

حروف قافیہ تعداد مین نو ہین اور سب اس قطعہ مین درج ہین۔

قافیہ در اصل یک حرف است و ہشت آنرا تبع	چار پیش و چار پس این مرکز آنہا دائرہ
حرف تاسیس و دخیل و ردف و قید آنگہ روی	بعد ازان وصل و خروج است و مزید و نائرہ

پہلے ہم روی کو بیان کرتے ہین کیونکہ قافیہ کی بنا اسی پر ہے بلکہ بعضون نے فقط
روی کو قافیہ قرار دیا ہے۔

(۱) روی۔ قافیہ کے حرف آخر و اصلی کو کہتے ہین یا وہ جو بمنزلہ حرف آخر کے ہو۔ جیسے
خبر اور نظر مین "ر" حرف روی ہے بمنزلہ حرف آخر ہی و اصلی ہونا اس سے یہ مطلب ہے
کہ شاعر کبھی کسی حرف زائد مشہور الترکیب کو وسط کلمہ سے الگ کرکے نفس کلمہ بنا لیتا ہو اور اُسکو
قافیہ کا حرف اصلی قرار دیتا ہے جیسے حضرت آتش فرماتے ہین ؎

پاس دل رکھتا ہے منظور نظر ہر آئینہ	نیک و بد سے پیش آتا ہے برابر آئینہ

یہان شاعر نے لفظ ہر آئینہ مین سے ایک ٹکڑا (ہر) الگ کرکے "ر" کو قافیہ کا حرف
اصلی قرار دیا ہے۔

محقق طوسی علیہ الرحمہ نے روی کی دو قسمین کی ہین۔ روی مفرد۔ روی مضاعف۔
مفرد کی مثال مذکور ہوئی۔ مگر روی مضاعف در اصل ردف مین داخل ہے جسکا

ذکر آگے آتا ہی۔

(۲) تاسیس۔ اُس الف کو کہتے ہین جسکے اور روی کے درمیان ایک حرف متحرک واسطہ ہو جیسے کامل۔شامل وغیرہ مین الف حرف تاسیس ہواور لام روی ہی۔

(۳) دخیل۔ اُس حرف متحرک کو کہتے ہین (خواہ وہ مفتوح ہو یا مکسور یا مضموم) جو تاسیس اور روی کے درمیان واسطہ ہو جیسے کامل و رشامل کی میم۔

قافیہ مین حرف دخیل کی تکرار (بحرف واحد یا بحرف مختلف) واجب نہین ہی یعنی یہ ضرور نہین کامل کے ساتھ شامل ہی کا قافیہ ہو یا فاضل کے ساتھ جاہل ہی ہو بلکہ اِن قافیون کے ساتھ دل اور منزل کا قافیہ بھی لاسکتے ہین۔ ہان اگر مطلع مین حروف تاسیس دخیل کی تکرار واقع ہوئی تو البتہ تمام ابیات مین اسکا التزام ضروری سمجھا جائیگا۔

(۴) ردف۔ روی کے قبل حروف مدّہ مین سے کوئی حرف (یعنی الف ساکن ماقبل اُسکا مفتوح۔ یا واو ساکن ماقبل اُسکا مضموم یا یے ساکن ماقبل اُسکا مکسور) بغیر کسی واسطہ کے واقع ہو تو اُسکو ردف کہتے ہین جیسے نام اور کام کا الف۔ یا نور[ط] اور طور کا واو یا پیر اور تیر کی "ی"۔

اگر حرف مدّہ اور روی کے درمیان کوئی واسطہ بھی ہو جیسے چاند اور ماند۔ کا نون۔ یا دوست اور پوست کی سین۔ شیفتہ اور فریفتہ کی ف) تو اسے ردف زاید کہین گے مگر محقق طوسیؒ نے ردف زاید کو روی مضاعف کے نام سے موسوم کیا ہی۔ ردف زاید کے لیے یہ چھ حروف (خا و را و سین و شین و فا و نون) مخصوص ہین جنکے مجموعہ سے یہ کلمہ (شرف سخن) مرکب ہی۔

شعراے عرب نے اختلاف ردف کو جائز رکھا ہی جیسے عمود کا قافیہ حمید اور بعض شعراے فارس نے بھی بصورت اِمالہ اختلاف ردف کو جائز کیا ہی جیسے حجاب کو حجیب یا رکاب کو رکیب بناکر شکیب کے ساتھ قافیہ رکھا ہے مگر اختلاف ردف ہرگز جائز نہین۔

[ط] ایسے قافیون مین واو معروف اور واو مجہول۔ یاے معروف اور یاے مجہول کا اجتماع شعراے متقدمین و متاخرین کے کلام مین اکثر پایا جاتا ہے جیسے نور کا قافیہ گور۔ تاخیر کا قافیہ دیر۔ مگر آجکل زبان اُردو مین ایسے قافیون کا ترک اولیٰ ہی ۱۲۔

نوٹ۔ اگر حرف ردف کے ماقبل کی حرکت موافق نہو (یعنی واؤ بجاے مضموم ہونے کے مفتوح ہو یا ی بجاے مکسور ہونیکے مفتوح ہو جیسے غور وجور۔ غیر وخیر وغیرہ) تو ایسے واؤ اور ایسی ی پر ردف کا اطلاق نہو گا بلکہ حروف قید مین داخل کیے جائینگے جنکا ذکر آتا ہی۔
چونکہ باعتبار تلفظ واؤ معدولہ کا وجود کالعدم ہی اسیلیے حروف وحرکات قافیہ پر اسکا کوئی اثر نہین پڑتا یعنی خواب کا قافیہ باب ہوسکتا ہی۔ لہ

(۵) قید۔ روی کے قبل اگر کوئی حرف ساکن بغیر کسی واسطے کے واقع ہو (مگر حروف مدّہ مین سے کوئی حرف نہو) تو اُسے قید کہتے ہین جیسے رزم بزم نرم گرم وغیرہ۔ فارسی مین دس حروف باعتبار کثرت استعمال حکم قید مین آتے ہین مگر عربی مین بہت ہین ؎

بلفظ عرب گرچہ باشد کثیر	بود دہ بلفظ عجم حرف قید
دگر غین وفا نون وہا یا دگیر	بود با وخا را وزا سین وشین

تکرار قید واجب ہی مگر اساتذہ نے اختلاف قید کو بھی روا رکھا ہی۔ مگر اُنھین حرفون کے ساتھ جو قریب المخرج ہون تاکہ قبح زیادہ نمایان نہو جیسے شیخ سعدی کہتے ہین ؎

ہمہ روستا یند وشیراز شہر	چہ مصر وشام چہ بر وچہ بحر

یہ چارون حروف جو بیان کیے گئے قبل روی آتے ہین۔ بعد روی جو آتے ہین وہ یہ ہین۔

(۶) وصل۔ اُس حرف کو کہتے ہین جو بلا فصل روی کے بعد آئے اور اُسکے لیے لاحق ہو یعنی علیحدہ کوئی کلمہ نہو ورنہ ردیف مین شمار کیا جائے گا۔ جیسے حیرانی اور پریشانی کی ی۔ پکارا اور اُتارا کا الف۔ "کہو" اور "رہو" کا واؤ۔ فارسی مین وصل کے دس حرف ہین قطعہ

الف و دال وکاف وہا ہا یا	دہ بود وصل فارسی گو را
حرف تصغیر ورابطہ است دگر	حرف جمع واضافت ومصدر

مثلاً اندھیرا۔ سویرا۔ یابد وتابد۔ عیارک ودلدارک۔ نظارہ واشارہ۔ دیدہ وشنیدہ۔ زردی وسردی۔ تصویرین وزنجیرین۔ بہارم ونگارم۔ مُردن وبُردن تشنگی وگرسنگی۔ باغچہ۔ راغچہ اُٹھالو سنبھالو وغیرہ بارش وخارش کی شین کو بعضون نے حرف وصل قرار دیا ہی مگر میرے نزدیک شین کو روی قرار دیکر الف اور "ر" کو تاسیس ودخیل سمجھنا چاہیئے۔
اختلاف وصل قطعاً ناجائز ہی محقق طوسی علیہ الرحمہ نے وصل کے لیے یہ شرط رکھی ہی

لہ حروف قافیہ کا دارومدار تلفظ پر ہے رسم الخط پر نہین ہی چنانچہ وضو کا قافیہ سلمہ قصداً کا قافیہ روشن
صحیح ہے کیونکہ ضمہ (اور تنوین) باعتبار تلفظ حرف مستقل کا حکم رکھتے ہین ۱۲

کہ ساکن ہو اور روی کو متحرک بنا دے۔ اور اگر وصل متحرک ہو جائے تو اُسے دخل ردیف سمجھنا چاہیے۔ مگر اس بنا پر ظہیر فاریابی کے اِس مطلع مین ؎

بحیرتم زدو چشم رمیدہ آہویش	کہ رم نمیکند از حلقہ ہاے گیسویش

یش کو ردیف ماننا پڑے گا اور یہ محل تامل ہے۔ حضرت آتش فرماتے ہین ؎

درد دل سے کبھی نالہ جو کر اُٹھتا ہون مین	آسمان چرخ مین آتا ہے زمین پھٹتی ہی
اُسکی دیوار کے سایہ کا مین دیوانہ ہون	میری پرچھائین سے دیوار پے ہٹتی ہی

میر انیس علی اللہ مقامہ فرماتے ہین ؎

لشکر کی صفین آکے نقیبون نے جمائین	دریاے بلاخیز کی موجین نظر آئین

اِن صورتون مین بھی حرف وصل متحرک ہے مگر "تی" اور "ئین" داخل ردیف نہین ہو سکتے۔ لہذا حرف وصل ساکن بھی ہوتا ہی اور متحرک بھی۔

(۷) **خروج**۔ وہ حرف ہی جو بعد وصل کے بلافصل آئے جیسے جاہین اور بناہین مین نون۔ جانا اور آنا مین الف۔

(۸) **مزید**۔ وہ حرف ہے جو بعد خروج کے بلافصل آئے جیسے بچائین اور بچائین مین چ روی۔ الف حرف وصل۔ ہمزہ حرف خروج۔ اور ی حرف مزید۔

(۹) **نائرہ**۔ وہ ہے جو بعد حرف مزید کے بلافصل آئے۔ جیسے منائین۔ بنائین اور سُنائین مین نون روی۔ الف حرف وصل۔ ہمزہ حرف خروج۔ ی مزید۔ نون حرف نائرہ نائرہ کے بعد جو حرف آئے اُسکا شمار ردیف مین ہوگا۔ واضح ہو کہ روی اور اُسکے بعد جتنے حروف قافیہ آئین اُنکا اختلاف کبھی جائز نہین ہوتا۔ اِس کے علاوہ ردف وقید کا اختلاف بھی صحیح نہین ہے۔ مگر تاسیس ودخیل کا التزام ضروری نہین ہان بطور لزوم مالا یلزم اسکی پابندی شاعر کے اختیار کی بات ہی۔

لزوم مالا یلزم کی بحث علم قوافی مین فقط تاسیس ودخیل کے متعلق کی گئی ہے مگر ایسے قافیے بھی بہت ہین جنمین نہ تاسیس ودخیل واقع ہوے ہین نہ ردف وقید بلکہ بعض ایسے حروف کی تکرار واقع ہوئی ہے جو حروف قافیہ کی حدون سے باہر ہین جیسے رحمت زحمت۔ یہان یقیناً ست کو حرف روی ماننا پڑے گا اور اسکے قبل رح اور رم کے جو دو حروف مکرر آئے ہین ان پر نہ ردف وقید کی تعریف صادق آتی ہے نہ تاسیس ودخیل

کی۔ پھر ان حروف (ح اور م) کے نام کیا ہین؟ کیونکہ قافیہ مین اُنھین حرفون کی تکرار چاہیے جو از روے علم قوافی حروف قافیہ مین داخل ہون۔ اِس مقام پر علم قوافی سوا اس کے کوئی جواب نہین رکھتا کہ ایسے قافیون کو لزوم مالا یلزم مین شمار کرنا چاہیئے۔ مگر یہ جواب شافی نہین ہے۔ قافیہ مین جن حرفون کی تکرار پائی جائے از روے فن اُن کے کچھ نام بھی مقرر کرنا ضروری ہی۔

چونکہ ان حرفون (یعنی رحمت وزحمت کی ح م) کے نام بتائے نہین جا سکتے اِسلیے ہم یہ کہہ سکتے ہین کہ علم قافیہ مین یہ نقص ہے۔ اِس اعتراض کا شاید یہ جواب دیا جائے کہ ایسی مثالین شاذ و نادر پائی جاتی ہین۔ مگر ہم یہ کہین گے کہ ہرگز یہ صورتین شاذ نہین بلکہ کہین۔ اور نہین۔ یہین اور وہین۔ کلام۔ سلام۔ حرکت اور برکت۔ ہامان اور سامان مغفور فغفور۔ زینت اور طینت۔ جعفر اور زعفر۔ پرکار اور سرکار۔ علم۔ اور قلم وغیرہ کے علاوہ اور بھی بہت سی مثالین مل سکتی ہین جنھین از روے فن بعض حروف مکرر کے نام بتائے نہین جا سکتے۔ ایسے قافیے جب اس کثرت سے پائے جاتے ہین جنکے بعض حروف مکرر حروف قافیہ کی حدون سے باہر ہین جنپر کسی حرف قافیہ کی تعریف صادق نہین آتی تو ایسے قافیون کو ضرور کسی قاعدہ کے تحت مین لاکر اُصول علم قوافی کو وسعت دینی چاہیے تھی مگر ایسا نہین کیا گیا بنا برین ہم کہہ سکتے ہین کہ یہ ایک نقص ہی واللہ اعلم۔

اور اگر یہ کہا جائے کہ رحمت وزحمت۔ علم وقلم مین جب حرف روی قایم ہوگیا تو اور حروف مکرر کے نام مقرر کرنے کی ضرورت باقی نہین رہتی تو ہم یہ کہین گے کہ پھر کامل اور شامل۔ کہین اور نہین تخت و بخت وغیرہ مین حرف تاسیس و دخیل۔ ردف و قید وغیرہ کی غیر ضروری بحث کیون چھیڑی گئی فقط حرف روی قایم کر دینا کافی تھا قوافی پر نظر دقیق کی گئی تو ان صورتون کو نظر انداز کیون کیا۔

حرکات قافیہ

حرکات قافیہ وہ ہین جو حروف قافیہ سے متعلق ہون۔ اور وہ تعداد مین چھ ہین۔ رس[1] و اشباع[2] حذو[3] و توجیہ[4]۔ مجریٰ[5] و نفاذ[6]۔

(۱) رس۔ حرکت ماقبل الف تاسیس کا نام ہے جیسے کامل اور شامل مین کاف

اور شین کی حرکت۔

(۲) اشباع۔ حرف دخیل کی حرکت کو کہتے ہین (حرکات ثلاثہ مین سے کوئی حرکت ہو) جیسے چادر اور مادر مین فتحہ دال۔ خاطر اور شاطر مین کسرہ طا۔ تغافل اور تجاہل مین ضمہ فا و ہا۔ اختلاف اشباع جائز نہین مگر اُس حالت مین جب حرف روی متحرک ہوجائے۔ جیسے شاعری اور مادری۔

(۳) حذو۔ ماقبل ردف وقید کی حرکت کا نام ہے۔ جیسے بہار و غبار مین "ہ" اور "ب" کی حرکت۔ منظور اور منصور مین "ظ" اور "ص" کی حرکت۔ بیں اور تبیں مین ب اور ت کی حرکت۔ اِسی طرح درد اور زرد مین "دال" اور "ز" کی حرکت۔ اختلاف حذو بھی جائز نہین ہان جب حرف روی متحرک ہوجائے۔ جیسے رستہ اور آہستہ زہرا اور سہرا۔ اختلاف حذو ردف کے ساتھ بھی جائز نہین یعنی طُول اور ہَول کا قافیہ نہین ہوسکتا۔

نوٹ۔ واؤ اور ی کی حرکت اگر مخالف ہو تو اُس حالت مین یہی واؤ اور ی حرف قید بنجاتے ہین ردف نہین باقی رہتے۔ چنانچہ لفظ طول مین واؤ حرف ردف ہے اور ہَول مین حرف قید ہے۔ اِسی طرح لفظ دُور (دال مضموم) مین واؤ حرف ردف ہے اور لفظ دَور (دال مفتوح) مین واؤ حرف قید ہے۔

(۴) توجیہ۔ روی ساکن کے ماقبل کی حرکت کو کہتے ہین جیسے علم اور قلم مین لام کی حرکت یا ہم اور تم مین "ہ" اور "ت" کی حرکت۔

توجیہ کی یہ تعریف کامل اور شامل مین بھی ماقبل روی (یعنی م) کی حرکت پر صادق آتی ہے۔ مگر یہان میم حرف دخیل ہے جسکی حرکت کو اشباع کہتے ہین۔ اِس حالت مین توجیہ اور اشباع کی تعریف مین کوئی فرق نہین نکلتا۔

لہٰذا توجیہ کی جامع و مانع تعریف علما نے یہ کی ہے کہ "روی ساکن کے ماقبل کی حرکت کا نام توجیہ ہے بشرطیکہ روی کے ساتھ حروف قافیہ مین سے اور کوئی حرف نہ پایا جائے اور اگر روی کے علاوہ اور کوئی حرف قافیہ بھی ہو مثلاً حرف وصل تو ایسی حالت مین اسکو توجیہ نہ کہین گے "حرکت ماقبل روی" کہین گے۔

اور اِسی خیال سے اشباع کی تعریف مین بھی یہ تخصیص کی گئی ہے کہ "جن قافیون مین حرف دخیل کے علاوہ وصل بھی ہو اور روی متحرک ہوجائے تو اِس حالت مخصوص

مین دخیل کی حرکت کو اشباع کہین گے" جیسے شاعری اور ظاہری۔

اختلاف توجیہ کسی حالت مین جائز نہین ہوتا مگر جب حرف روی حرف وصل سے ملکر متحرک ہو جائے تو یہ اختلاف جائز ہے جیسے لُٹانا اور مِٹانا۔ کلی اور کھلی کٹی اور مٹی۔ ملے۔ (بکسر میم) اور پھلے مگر ان حالتون مین اِسے توجیہ نہین کہتے بلکہ حرکت ماقبل روی کہتے ہین جیسا اوپر بیان ہوا۔

نوٹ۔ کٹی اور مٹی کی طرح کٹنا اور مٹنا کا قافیہ جائز نہین ہوسکتا۔ کیونکہ اختلاف حرکت ماقبل روی اُسی حالت مین جائز ہے جب حرف روی وصل سے ملکر متحرک ہو جائے جیسے کٹی اور مٹی مین۔ مگر کٹنا اور مٹنا مین حرف روی متحرک نہین ہوتا بلکہ وصل متحرک ہو جاتا ہے اِس لیے یہان اختلاف ماقبل روی جائز نہین۔

(۵) **مجریٰ**۔ حرف روی کی حرکت کو کہتے ہین۔ جیسے لڑے اور گڑے مین "ڑ" کی حرکت اختلاف مجریٰ بھی جائز نہین۔

(۶) **نفاذ**۔ حرف وصل کی حرکت کو کہتے ہین جیسے بنائین اور لگائین مین ہمزہ کی حرکت خروج و مزید کی حرکت کو بھی نفاذ کہتے ہین۔ اختلاف نفاذ بھی جائز نہین۔

اقسام روی

روی کی دو قسمین ہین۔ مقیدؔ و مطلقؔ۔ روی ساکن کو مقید کہتے ہین جیسے گھر اور در۔ روی متحرک کو مطلق کہتے ہین۔ جیسے لڑے اور کھڑے۔ پھر ان دونون قسمون کی دو دو صورتین ہین۔ ایک تو یہ کہ سوائے روی کے اور کوئی حرف قافیہ نہ پایا جائے اِسے مجرد کہتے ہین جیسے دَم اور خَم (مقید مجرد) لڑے اور پڑے (مطلق مجرد)

دوسری صورت یہ ہے کہ علاوہ روی کے اور حروف قافیہ بھی پائے جائین تو اس حالت مین روی کو اس حرف قافیہ کے نام سے موسوم کرتے ہین۔ جیسے مقید مجردہ۔ مقید مردفہ۔ مقید مؤسسہ یا مقید موصولہ۔ اور مطلق کو مطلق مجردہ مطلق مردفہ مطلق مؤسسہ یا مطلق موصولہ۔

واضح ہو کہ اگر روی کے ساتھ حرف قید بھی ہو تو اُسے مردفہ ہی کہینگے اور اگر خروج و مزید و نائرہ بھی ہون تو اُسے موصولہ ہی کہینگے۔

اقسام قافیہ باعتبار تقطیع

اِس اعتبار سے قافیہ کی پانچ قسمین ہین - مترادف - متواتر - متدارک - متراکب متکاوس -

(۱) مترادف - وہ قافیہ ہے جسکے آخرمین دو ساکن برابر جمع ہون جیسے مؤلف عرض کرتا ہے

چونکا ہون خواب سے ابھی محفل یار دیکھکر	سکتے مین ہون دو رنگی لیل و نہار دیکھکر

(۲) متواتر - وہ کہ آخر قافیہ مین مابین دو ساکن کے ایک متحرک واقع ہو جیسے خواجہ آتش فرماتے ہین ؎

خاک مین مل کے بھی مین اُسکو نہ دشمن سمجھا	گردش چرخ کو مین گردش دامن سمجھا

(۳) متدارک - وہ ہے کہ آخر قافیہ مین درمیان دو ساکن کے دو متحرک واقع ہون جیسے مؤلف عرض کرتا ہے ؎

چلے چلو جہان لیجائے ولولہ دل کا	ولیل راہ محبت ہے فیصلہ دل کا

(۴) متراکب - وہ ہے کہ آخر قافیہ مین مابین دو ساکن کے تین متحرک پے درپے واقع ہون جیسے اسیر کہتے ہین ؎

ہر کہ جام از کف ساقی فگند	شیشۂ زندگی خود شکند

(۵) متکاوس وہ ہے کہ درمیان دو ساکن کے چار حروف متحرک ہون - اُردو فارسی مین اِسکی مثال بایہ اعتبار سے ساقط ہے -

عیوب قافیہ

عیوب قافیہ تعداد مین چھ ہین - غلو - تعدی - اقوا - اکفا - سناد - ایطا -

(۱) غلو - روی ایک مصرعہ مین ساکن ہو اور دوسری جگہ متحرک تو اُسے غلو کہتے ہین جیسے خواجہ حافظ فرماتے ہین ؎

صلاح کار کجا و من خراب کجا	ببین تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

مگر درحقیقت خواجہ حافظ نے دھوکا نہین کھایا ہے کیونکہ یہان تقطیع مین حرف روی دونون جگہ متحرک ہوجاتا ہے - یہ کوئی عیب نہین ہے بلکہ صنعت ہے -

(۲) **تعدی**۔ اگر حرف وصل ایک جگہ متحرک اور دوسری جگہ ساکن ہو تو اُسے تعدی کہتے
ہین مگر اسکی مثال پایہ اعتبار سے ساقط ہے۔
(۳) **اقوا**۔ اصطلاح مین اختلاف حذو (یعنی حرکت ماقبل ردف وقید) اور اختلاف توجیہ کو
کہتے ہین۔ مثلاً (اختلاف حذو) طول اور ہول غیرا اور شیر۔ وشت اور زشت وغیرہ
اور اختلاف توجیہ جیسے دل اور کاکل وغیرہ جائز نہین۔ ہان اگر روی متحرک ہو جائے
تو یہ اختلاف جائز ہوگا۔
(۴) **اکفا**۔ اختلاف حرف روی کو کہتے ہین۔ جیسے تنک اور سگ۔ مباح اور سیاہ یہ سخت
عیب ہے اور شمس قیس نے سچ کہا ہے کہ جس شعر مین یہ عیب ہو اُسے شعر نہ کہنا چاہیے۔
(۵) **سناد**۔ اختلاف ردف وقید کو کہتے ہین جیسے نارا ور نور۔ راست وکاشت
مین اختلاف ردف یا جیسے صبر و قہر مین اختلاف قید۔ اِس قسم کے قافیے بھی بالکل
ممنوع ہین۔
(۶) **ایطا**۔ قافیہ مین کلمۂ آخر (متحد المعنی) کی تکرار کو کہتے ہین۔ یعنی اگر اُس کلمہ متحد المعنی کو
قافیون سے الگ کر ڈالین تو جو کچھ باقی رہے وہ الفاظ بامعنی ہون مگر اُنمین حرف روی
قائم نہ ہو سکے۔ جیسے درد مند اور حاجتمند مین سے کلمہ "مند" جو دونون جگہ معنی واحد
رکھتا ہے) اگر نکال ڈالا جائے تو درد اور حاجت الفاظ بامعنی رہتے ہین مگر ان مین حرف
روی مشترک نہین ہے۔ اسی طرح کہنا اور سُننا مین سے زواید (یعنی حرف ناکعلامت
مصدر ری) کو نکال ڈالین تو کہہ اور سُن الفاظ بامعنی باقی رہتے ہین مگر یہان بھی حرف
روی قائم نہین ہو سکتا لہٰذا ان قافیون مین ایطا ہے۔ مگر کہنا اور رہنا مین سے اگر زواید
(یعنی حرف نا علامت مصدری) کو الگ کر ڈالین تو کہہ اور رہ الفاظ بامعنی باقی رہتے
ہین اور حرف روی (یعنی ہ) بھی قائم رہتا ہے لہٰذا کہنا اور رہنا مین ایطا نہین ہے۔
ایطا کی دو قسمین ہین۔ جلی اور خفی۔
ایطاء خفی وہ ہے جسمین اُس کلمۂ آخر متحد المعنی کی تکرار بادی النظر مین معلوم نہو
جیسے دانا و بینا۔ حیران و سرگردان۔ آب و گلاب وغیرہ ان لفظون مین ان اور اب
کی تکرار زیادہ نمایان نہین ہے اسلیے بُری نہین معلوم ہوتی لہٰذا جائز ہے۔
ایطاء جلی وہ ہے جہان کسی حرف یا کلمۂ متحد المعنی کی تکرار صاف نمایان ہو

جیسے ستمگر و چارہ گر مین گر جا جمند اور درد مند مین کلمہ مند ۔ چلنا اور جانا مین حرف نا وغیرہ
نوٹ ۔ مگر اُردو مین (الف ۔ واؤ ۔ یا) مین سے تنہا کوئی حرف بطور زوایدکے واقع ہوا ور معنی
واحد بھی رکھتا ہو اور اُسکے نکال ڈالنے سے حرف روی بھی قائم نہ رہ سکے تو بھی ایسے
الفاظ کو باہم قافیہ ٹھہرانا کمترین کے نزدیک جائز ہے جیسے سُنا اور کہا ۔ چلو اور اُٹھو چلی
اور کٹی وغیرہ کے قافیے میرے نزدیک معیوب نہین ہین ۔ کیونکہ زوایدمین فقط ایک حرف ہے
اور اسوجہ سے قبح زیادہ نمایان نہین ہوتا ۔ ہان اگر زوایدایک حرف سے زیادہ ہون تو معیوب
ہے جیسے چلنا اور جانا کہ یہان دو حرف (نا) زواید مین ہین ۔ لہذا زواید مین ایک حرف
تک کی اجازت قابل اعتراض نہین[1] ہے اس اصول پر چلی اور کٹی ۔ کہو اور سُنو جائز اور
چلنا کٹنا ۔ کہنا اور سُننا ناجائز فافہم اگر الف بطور تعدیہ واقع ہو تو اُسکا شمار کبھی زواید مین
نہین ہوسکتا بلکہ اصلی سمجھا جاوے گا جیسے کہوانا اور سُنوانا مین فقط حرف نا زواید مین داخل ہے
الف زواید مین داخل نہین ہوسکتا کیونکہ ان دونون مصادر سے جتنے الفاظ مشتق ہونگے
الف ہر جگہ قائم رہیگا مثلاً کہواتے اور سُنواتے کہوائین اور سُنوائین ۔ کہواؤ اور سُنواؤ
وغیرہ وغیرہ لہذا کہوانا اور سُنوانا مین ایطا نہین ہوسکتا ۔ اِسی طرح جلانا ۔ بجانا ۔ گرانا ۔
اُٹھانا مین الف تعدیہ ہے ۔ اِن مصادر سے جتنے الفاظ مشتق ہونگے الف ہر جگہ باقی
رہیگا بس یہ الف زواید مین شمار نہین کیا جاسکتا لہذا ان قافیون مین ایطا نہین ہے ۔
بعض ناواقف فن جلانا اور اُٹھانا مین سے "نا" اور الف دونون کو زاید سمجھکر جل اور اُٹھ صیغہ
امر بناکر ایطا کا حکم لگا دیتے ہین مگر یہ نہین سمجھتے کہ جلا اور اُٹھا خود امر ہے اب اسمین سے الف
کیونکر علیحدہ ہوسکتا ہے یہ الف ہر صیغہ مین باقی رہیگا زواید مین شمار نہین کیا جاسکتا ۔
فارسی مین اِس مقام پر اجتماع امر و نہی درست ہے جیسے بیا و میا مگر اجتماع نفی
و اثبات ناجائز جیسے بگفت اور نگفت ۔
مذکورہ بالا عیوب قافیہ کے علاوہ قافیہ معمولہ کو بھی بعضون نے عیوب مین داخل

---

[1] کیونکہ بیجا پابندی سے عرصہ سخن تنگ ہوجاتا ہے ۔ جس طرح کٹی اور مٹی مین اختلاف توجیہ جائز
رکھا گیا ہے کیونکہ قبح زیادہ نمایان نہین ہوتا اسی طرح چلو اور کہو ۔ کہا اور سُنا مین بھی قبح زیادہ نمایان
نہین ہوتا لہذا ایسے قافیے میرے نزدیک جائز ہین یہ میری ذاتی راے ہے باقی اہل سخن کو
اختیار ہے ۔ یاس ۱۲

گیاہے مگر یہ زبردستی ہی۔ قافیہ معمولہ دراصل ایک صنعت ہے اور اسکی دو قسمین ہین ترکیبی اور تحلیلی۔

ترکیبی وہ ہے کہ ایک لفظ کے ساتھ دوسری کوئی لفظ بڑھاکر قافیہ بنائین جیسے پروانہ ہوا۔ دیوانہ ہوا کے ساتھ اچھا نہوا۔

تحلیلی وہ ہے کہ ایک لفظ کے دو ٹکڑے کرین پہلے کو داخل قافیہ کرین اور دوسرے کو شامل ردیف جیسے ؎

گلے لپٹے ہین وہ بجلی کے ڈر سے	الٰہی یہ گھٹا دو دن تو برسے

ردیف

ردیف کسی حرف یا کلمہ مستقل کو کہتے ہین جو آخر شعر مین بعد قافیہ واقع ہو مگر یہ ضرور نہین کہ وہ کلمہ مستقل (یعنی ردیف) ہر بیت مین ایک ہی معنی پیدا کرے۔ اگر کسی بیت مین ردیف اپنے معنی مستقل کے خلاف کوئی اور معنی دے تو مضائقہ نہین مثلاً غالب کہتے ہین ؎

وہ زندہ ہم ہین کہ ہین روشناس خلق ای خضر	نہ تم کہ چور بنے عمر جاودان کے لیے
گدا سمجھ کے وہ چپ تھا مری جو شامت آئے	اُٹھا اور اُٹھ کے قدم مین نے پاسبان کے لیے

اور اگر ردیف قافیے سے پہلے آئے تو اُسے حاجب کہتے ہین مثلاً رباعی ؎

ہر چند رسد ہر نفس از یار غمے	باید نہ شود رنجہ دل از یار دمے
زانرو کہ چو نیک بنگری آن غم ہا	از جانب اوست اکثر از یار کمے

اور اگر ردیف دو قافیون کے درمیان واقع ہو تو نہایت مستحسن ہی جیسے شعر ؎

کہین آنکھون سے خون ہو کے بہا	اہین دل مین جنون ہو کے رہا

اہل زبان و زبان دان

اہل زبان کی پہچان کیا ہے۔ اہل زبان وہ شخص ہے جسکو اپنی زبان کے متعلق یہ یاد نہ ہو کہ کب سیکھی کیونکر سیکھی اور کس سے سیکھی یعنی بغیر صرف و نحو حاصل کیے بچپنے سے اُس زبان مین گفتگو کرتا رہا ہو۔

دوسری پہچان یہ ہے کہ ہر بات ہر مضمون کو اپنی زبان مین سوچے اپنی زبان کے الفاظ مین ذہن نشین کرے۔ فرض کیجیے کسی انگریز کو زبان انگریزی مین کوئی لکچر دینا ہے تو وہ اپنے مطالب کا خاکہ انگریزی زبان کے الفاظ مین دماغ کے اندر قائم کرے گا۔ اور اگر اُردو مین کوئی تقریر کرنا ہوگی تو بھی اپنے مطالب کو انگریزی ہی کے الفاظ کے ذریعہ سے ذہن نشین کرے گا اور پھر اُردو زبان مین اُسکا ترجمہ کرنے کی ضرورت لاحق ہوگی۔ اس بنا پر وہ انگریزی زبان کا اہل زبان کہا جائے گا مگر اُردو کا اہل زبان نہ کہلائے گا

اسی اصول پر اہل زبان اُردو کو پہچان لیجیے۔ جس شخص کو یہ نہ یاد ہو کہ اُردو کب سیکھی اور کیونکر سیکھی۔ جو بغیر صرف و نحو پڑھے بچپنے سے اُردو زبان مین گفتگو کرتا رہا ہو۔ اظہار خیالات کا فطرتی ذریعہ جسکے لیے یہی اُردو زبان ہو وہ اہل زبان ہے۔ انسان غور و فکر کرتے وقت جس زبان سے کام لے وہی اُسکی مادری زبان ہے۔

اور زبان دان وہ ہے جو اہل زبان ہونے کے علاوہ زبان اردو کی صرف و نحو ماہیت و ماخذ الفاظ سے بھی واقف ہو۔ زبان دان ہونے کے لیے تحقیق و تدقیق شرط ہے۔ اکثر اہل لکھنو کو یہ کہتے سُنا ہے کہ لکھنو کا رہنے والا اہل زبان ہے اور باہر کا ایک متنفس بھی اہل زبان نہین اور بڑی تعریف کی تو یہ کہدیا کہ ہان باہر کا فلان شخص زبان دان ہے مگر اہل زبان نہین ہے۔ یہ عجب اُلٹی بات ہے۔ زبان دان ہونا تو اکتساب و تحقیق پر منحصر ہے مگر اہل زبان ہونا داخل فطرت ہے۔ لکھنو والا اہل زبان تو ضرور مانا جائے گا مگر اِس سے یہ نہین لازم آتا کہ وہ زبان دان بھی ہو۔ اہل لکھنو کے علاوہ باہر کے رہنے والے جنکی زبان مادری اُردو ہے وہ سب اہل زبان ہین مگر ہر شخص زبان دان نہین ہے۔ صوبہ اودھ کے بیشتر شہر مثلاً

میرٹھ۔ آگرہ۔ کانپور۔ الہ آباد۔ بنارس۔ جونپور فیض آباد۔ بریلی۔ رامپور۔ مراد آباد وغیرہ صوبۂ پنجاب مین دہلی۔ صوبۂ بہار مین عظیم آباد گیا مظفر پور اور صوبۂ بنگال مین مرشد آباد و مٹیا برج یہ سب مقامات ایسے ہین جہان مسلمانون کے معزز خاندان امرا و شرفا کی زبان مادری اُردو ہے۔ یہ سب اہل زبان ہین مگر زیادہ تر وہی لوگ جو خاص شہر کے باشندے ہین اور مضافات شہر مین بھی اکثر فصحا پائے جاتے ہین۔ ان سب امرا و شرفا کے روزمرے اور محاورے زبان اُردو مین داخل ہین اور مستند ہین۔ کیونکہ فصحاے شہر کی زبانون پر بیشتر وہی محاورے ہین جو لکھنؤ اور دہلی مین مستعمل ہین۔ وہ روزمرے وہ محاورے وہ الفاظ جو تمام ہندوستان مین مشترک ہین وہی زبان اُردو مین داخل ہین۔ مگر لکھنؤ کے چند خاندانون کے وہ مخصوص محاورات جو مستورات کی زبانون کے سوا اور کہین نہین پائے جاتے وہ local tongue یعنی مقامی زبان مین شمار کیے جائینگے ہندوستان کی عام زبان مین داخل نہین ہین کیونکہ ان مخصوص و محفوظ محاورات سے علمی زبان کو کوئی فائدہ پہونچتا ہو نہ شعرا ان محاورات کو قید نظم مین لاتے ہین۔ اِسیطرح اور اور شہرون کے وہ محاورات جو کسی خاص مقام سے تعلق رکھتے ہین وہ بھی لوکل سمجھے جائینگے۔ مگر لغات مین سب درج کرنے کے قابل ہین۔ ہندوستان کے مختلف مقامات پر جو مختلف اصطلاحی الفاظ مستعمل ہین اور لکھنؤ مین انکا وجود نہین (کیونکہ لکھنؤ مین وہ شئے موجود ہی نہین جسکے لیے کوئی لفظ مقرر کیجائے) انکو بھی اہل لکھنؤ حسب عادت خلاف محاورہ کہتے ہین۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اہل لکھنؤ اکثر جاہل ہوتے ہین فلسفہ زبان کی خبر نہین رکھتے۔ لکھنؤ سے علم و فضل کب کا رخصت ہو چکا مگر ایک زبان رہ گئی تھی اُسکی بھی الوداع قریب ہے۔ جہالت نے اس حد کا زور پکڑ لیا ہے کہ خود اپنے محاورون سے ناواقف ہین اور جب کوئی اہل زبان خاص لکھنؤ کے محاورے نظم کرتا ہے تو بغیر تحقیق کیے اعتراض جڑ دیتے ہین اور آخر کو ذلیل ہوتے ہین مین نے ایک مطلع کہا تھا ؎

اجل کو کیا خبر دل مین اسیرون کے جو ارمان تھا	نکلتے بیٹھتے دن تھے بہار آنے کا سامان تھا

بعض احمقون نے اعتراض جڑ دیا کہ "نکلتے بیٹھتے دن" کون سا محاورہ ہے۔ حالانکہ خاندان انیس نے اس محل صرف کی بہت داد دی۔ تداخل فصلین کے زمانے کو نکلتے بیٹھتے دن کہتے ہین ایک فصل جاتی ہے اور دوسری فصل آتی ہے۔ موسم بہار کی آمد آمد تھی۔ ایسے وقت مین

اجل نے اسیرون کا کام تمام کر دیا مگر اُس ظالم کو کیا خبر کہ کیسے کیسے ارمان دل مین گھٹ گھٹ کر رہ گئے جب اس محاورہ کو مین نے سمجھا یا تب سمجھے اور صرف با محل کی داد دی۔ واضح ہو کہ یہ محاورہ آجتک لکھنؤ کے ہر طبقہ مین یکسان مستعمل ہے۔ متروکات مین داخل نہین ہے۔ مگر اِس جہالت کا کیا جواب ہے کہ بغیر تحقیق کیے اعتراض جڑ دیا۔ اِس کا نتیجہ سوائے ذلت کے اور کیا ہو سکتا ہے۔ اور سُنیے لکھنو کے ایک صاحب جو خود کو میر و غالب کا مقلّد لکھتے ہین جنکے سر مین خوش مذاقی اور زبان دانی کا سودا بھی سما گیا ہی فرماتے ہین ؎

معاذ اللہ معاذ اللہ یہ ضبط سوز غم میرا	دھوان سا گھٹ گیا ہر سمت یون نکلا ہی دم میرا

دھوان گھٹنا محاورہ ضرور ہے۔ مگر محل صرف یہ نہین ہے۔ جاہل سے جاہل جانتا ہے کہ دھوان ہر سمت (یعنی فضا مین) گھٹ نہین سکتا۔ ہر سمت چھا جاتا ہی۔ گھٹنے کے لیے ظرفیت ضرور ہے۔ دھوان گھٹے یا دم گھٹے تنگ جگہ کے سوا ہر سمت نہین گھٹ سکتا۔ ہر سمت کے ساتھ گھٹنا کتنی بے تکی بات ہی۔

اِس تقریر سے ثابت ہے کہ زبان اُردو اب کسی خاص خاندان یا کسی خاص شہر کی ملک نہین رہی۔ غدر کے قبل اہل لکھنو اپنے سوا اور کسیکو اہل زبان نہ سمجھتے تھے اور یہ خیال اُسوقت تک اتنا مہمل نہ تھا جتنا آجکل۔ کیونکہ اُسوقت تک سوائے چند شہرون کے (جہان شاہ دہلی کے گورنر رہا کرتے تھے اور مسلمانون کے معزز خاندان آباد تھے مثلاً عظیم آباد بنارس الہ آباد وغیرہ) ہر جگہ اُردو کا رواج نہ ہوا تھا۔ مگر غدر کے بعد لکھنو اور دہلی کے ہزارون معزز خاندان اور اکثر اہل ہنر مع اہل و عیال و دیگر متعلقین تباہ ہو کر کہین سے کہین پہونچ گئے اور زبان اُردو کو بھی ہمراہ لیتے گئے اور ایسے گئے کہ پھر کر لکھنو یا دہلی آنا نصیب نہوا۔ فرخ سیر اور عظیم الشان کے زمانے مین عظیم آباد بالکل مسلمانون کا شہر بن گیا۔ ہزارون خاندان آکر آباد ہوے۔ ان لوگون کی تباہی اُردو کی خوش قسمتی ثابت ہوئی یعنی اُردو کا اثر تمام ہندوستان پر پھیل گیا لوگ اسی کو زبان بولنے لگے اِسطرح اُردو کا قبضہ تمام ہندوستان پر اور تمام ہندوستان کا قبضہ اُردو زبان پر ہو گیا اور لکھنو والون کا کچھ بس نہ چل سکا۔ اُس کے علاوہ اخبار و جراید کی اشاعت۔ ناولون افسانون اور مختلف تصنیفون کی کثرت۔ اندر سبھا اور تھیٹرون کی بدولت اس زبان کی اور بھی اشاعت ہوئی۔ مگر میرے حسد شعار احباب کا بھولا پن دیکھیے کہ وہ آجتک اس زبان کا مالک بلا شرکت غیرے

اپنے سوا اور کسی کو نہین سمجھتے۔ لیکن انصاف پسند اور حاسد ہر جگہ ہر قوم مین ہوتے ہین۔ لکھنؤ مین بھی ایسے بزرگوار تھے اور ہین جو دوسرے کی زبان اور کمال سخن کا اعتراف کرتے تھے اور کرتے ہین۔ میرانیس علی اللہ مقامہ نے بر سر منبر عظیم آباد کو ٹکسال کہا ہے۔ میر و سودا نے راسخ عظیم آبادی کو (جب وہ لکھنؤ آئے تھے) گلے سے لگا لیا نواب شیفتہ دہلوی نے اپنے تذکرے مین شعرائے عظیم آباد کا قابل قدر لفظون مین اعتراف فرمایا۔ میر نفیس مغفور نے حضرت اُستادی مولانا شاد مدظلہٗ کو انہون مین شمار کیا۔ مگر آجکل کے تنگ خیال لکھنوے دوسرے شہر کے اہل زبان و اہل کمال کو دیکھکر حیران ہوتے ہین اور انگارون پر لوٹتے ہین۔ خود تو جہالت کے سبب کوئی کارنمایان کر نہین سکتے مگر دوسرون کے مٹانے کی کوششین کرتے ہین اور خود ذلیل ہوتے ہین اور اِس تعصب بیجا کو وطن پرستی کہتے ہین واہ کیا خوب وطن پرستی ہے ماشاء اللہ بڑے غیرت دار ہین۔ فقط یہی شیخی باقی رہ گئی ہے کہ "مین لکھنؤ مین پیدا ہوا ہون" گویا تمام عطیہ ربانی آپ ہی پر ختم ہین۔ سنا ہے کہ دہلی کے شہزادے ابتک تاج و تخت کی قسمین کھاتے ہین جیسے تاج و تخت ابھی تک اُنھین کے قبضہ مین ہے۔ زبان اُردو کے متعلق بھی بعض جہالت مآب اہل لکھنؤ کا یہی خیال ہے کہ اُردو ابتک اُنھین کی مِلک ہے اُنکے قبضہ سے نکلی ہی نہین اور تمام ہندوستان گویا اُن کا تابع فرمان ہے خیر اِن جاہلون کو تو اِسی خواب غفلت مین رہنے دیجئے۔ بہی خواہان اُردو کو یہ لازم ہے کہ اسکی ترقی و اشاعت پر پورے طور سے آمادہ ہو جائین۔ لکھنؤ کی زبان سے جہانتک فائدہ اُٹھا سکین اُٹھائین باقی خود اِس زبان کی تراشش خراش کرین۔ اِن جہالتمآب حضرات سے کوئی کام نہو سکے گا بلکہ دوسرے جو کچھ خدمت کرینگے انکی طرف سے اُس کا صلہ سوائے حسد و رشک کے اور کچھ نہ ہوگا۔ مین نے اپنے کانون سے اکثر یہ سُنا ہے کہ مولانا اکبر الہ آبادی اور مولانا حالی کی زبان مستند نہین ہی۔ جب اسقدر جہالت چھائی ہوئی ہو تو پھر ایسے لوگون سے کیا امید ہو سکتی بھاڑ مین جائے ایسی جہالت۔ اگر اکبر الہ آبادی اہل زبان نہین تو کوئی اہل زبان نہین کہا جا سکتا۔

لکھنؤ کے چند کچھ نیدیے شاعرون نے ملکر ایک جتھا قائم کیا تھا اور شہر کے اساتذہ کو بھی پھانسنا چاہا تھا مگر حکیم جلال و جناب اوج و جناب رشید و دیگر اساتذہ لکھنؤ

کب اُنکے دام مین آنے والے تھے ہمیشہ ان سے احتراز کرتے رہے مگر ان حضرات نے شہر مین وہ اُودھم مچایا کہ ہر شخص بیزار ہو گیا لوگ ان کے ہذیانات اور دعوائے اجتہاد پر سوائے خاموشی کے اور کچھ نہ کہتے تھے۔ ان بد مذاق حضرات نے میدان خالی پاکر پہلے تو لکھنؤ کی زبان پر چھری پھیری اور پھر رنگ تغزل کا ستیاناس کر دیا۔ مگر جب سے اینجانب کا قدم لکھنؤ مین آیا سارا طلسم ٹوٹ گیا بساط الٹ گئی۔ کچھ ایسے قدرتی اسباب جمع ہوے کہ جناب صفی جو اس جتھے کے سرغنہ تھے الگ ہو گئے۔ راجانل کے الگ ہوتے ہی پھڑ ویران ہو گئی اور اب پوین ماری ماری پھرتی ہین۔ ان کی نفسانیت نے خود ان کے دُھرّے بلا دیے۔ اگر پھر سے پھڑ جما ئین تو اب کوئی پاس پھٹکنے کا نہین۔

ایسے لوگون سے زبان اُردو کی خدمت کیا ہو سکتی تھی۔ یہ لوگ تو اتنا بھی نہین جانتے کہ اصطلاح شعرا مین شاعر کسے کہتے ہین۔ اہل زبان کون ہے اور شاعر اہل زبان کون ہے۔

اہل زبان وہی ہین جنکی تعریف مین نے اوپر بیان کی ہے۔ اُسکے علاوہ یہ بھی ہے کہ محاورون کا صرف بامحل جانتا ہو مگر یہ لوگ اتنا بھی نہین جانتے۔ اور اگر فرض کر لیجئے کہ کچھ جانتے بھی ہون تو قید نظم مین نہین لا سکتے کیونکہ ان حضرات کا کلام محاورات کی خوبیون سے بالکل معرا ہے۔ یہ لوگ رموز فصاحت و بلاغت سے ذرا آشنا نہین۔ اگر اہل زبان ہون گے تو روزمرہ اور بول چال کے اعتبار سے ہون گے ورنہ بحیثیت شاعر ہرگز یہ لوگ اہل زبان نہین ہین جب محاورو نپر قدرت نظم نہین رکھتے تو اہل زبان کہان سے آئے۔

شاعر اہل زبان وہی ہے جو ایک ایک محاورے مین کئی کئی معنوی خوبیان پیدا کرے اور محل صرف کے مختلف گوشے نکالے۔ جب تک یہ قدرت حاصل نہین شاعر اہل زبان نہین کہا جا سکتا اور جس شخص مین یہ ملکہ پایا جائے وہ لکھنؤ کا ہو یا دہلی کا عظیم آباد کا ہو یا الہ آباد کا شاعر اہل زبان مانا جائے گا۔ دیکھئے شاعر اہل زبان کی شان یہ ہے کہ محاورون کے نئے نئے محل صرف پیدا کرے میر انیس مغفور فرماتے ہین ؎

بچھ منہ کا نوالہ نہین تلوار کا کھانا۔

نقط

مرزا واجد حسین یاس آتش پرست

غلط نامہ کتاب ہذا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳	۱۱	دایتنا ہی	اُتنا ہی	۱۳	۱	لرزے موج	لرزے ہی موج
۹	۷	اوبھل	اوجھل	۱۶	۱۵	جزاے شیر	جزاے خیر
۹	۱۴	وہ اثر نہین دہ نتیجہ	وہ اثر وہ نتیجہ	۱۷	۲۵	کوہ کندن اُکا ردہ برآوردن	کوہ کندن و کاہ برآوردن

تمت بالخیر

نشترِ یاس[1]

پر

اساتذۂ لکھنؤ کی رائیں

(بحساب حروف تہجی)

حضرت اوج مدظلہ خلف ارشد حضرت دبیر اعلی اللہ مقامہ

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ شانہ اللہم صل علی محمد وآلہ الطاہرین۔
طائر فکر کی بلند پروازی۔ قوۂ متخیلہ کی سخن سازی ہر وہی شاعر مین پائی جا سکتی ہی۔ مگر جن باریکیو
اور نزاکتون کو عام لوگ دقیق اور پیچیدہ طرق سے ادا کرتے ہین خاص اہل زبان انھین خیالات کو
اپنے روزمرہ مین نہایت صفائی سے باندھ دیتے ہین پیش پا افتادہ مضامین کو اگر اور لوگ محض
سادہ و سست لفظون مین لاتے ہین تو اہل زبان انھین باتون کو پاکیزہ اور نرالے انداز سے ادا
کرتے ہین۔ انھین محاورات کی برجستگی۔ تازگی۔ شوخی اور صرف بامحل کیوجہ سے اہل زبان کو
غیر اہل زبان پر شرف امتیاز حاصل ہی۔ ان باتون کو پیش نظر رکھکر مین کہتا ہون کہ عزیز با تمیز
مرزا واجد حسین صاحب سلمہ اللہ الواہب متخلص بہ یاس محاورات اردو پر پوری مہارت رکھتے
ہین وہ مصرعون مین مطالب کثیر کو بمحاورت محاورت اردو اس حسن سے ادا کرتے ہین جو
اہل زبان و قادر الکلام کا حق ہی۔ شستہ رفتہ زبان مین نزاکت معنوی پیدا کرنا تخیل مین
تازگی و جدت سے کام لینا حشو و زوائد سے بچنا اور انکی جگہ معنی خیز ٹکڑے رکھنا اور ان سب
باتون کے ساتھ ابتذال و تعقیب و تعقید سے محفوظ رہنا یہی وہ جوہر ہین جنکی وجہ سے عزیز
موصوف کا کلام لکھنؤ مین ایک خاص درجہ پر ممتاز ہے۔ اسمین کوئی شک نہین کہ
مرزا یاس سلمہ نے جناب خواجہ آتش مغفور کے رنگ تغزل کو بہت تازہ کیا ہے۔ انکے کلام مین بھی
وہی عبرت خیز نشاط انگیز حسرت آمیز مضامین ہین۔ وہی سوز و گداز وہی حسن تخیل وہی
طرز بیان وہی بانکپن وہی آمد ہے حق یہ ہے کہ انکے اشعار مین آتش مغفور کا سوز و ساز

---

[1] نشتر یاس قیمت ۸ر اس پتہ سے طلب کیجیے۔ (مرزا واجد حسین صاحب یاس لکھنؤ جھوائی ٹولہ)

پایا جاتا ہی۔ عزیز موصوف شرفائے عظیم آباد سے ہین اور ہمارے خاندان مین ہمارے پیر بھائی جناب شاد صاحب عظیم آبادی سے تلمذ رکھتے ہین۔ اب اک عرصہ سے لکھنؤ مین مقیم ہین حق سبحانہ وتعالے انھین خوش رکھے اور انکی عمر مین برکت دے فقط۔ محمد جعفر اوج عفی عنہ

جناب نواب انجم صاحب مدظلہ یادگار امیر مرحوم

عالیجناب مرزا واجد حسین صاحب یاس دام مکارمھم کا کلام جلالت تخیل لطف زبان اور تمام شاعرانہ خوبیون کے اعتبار سے حضرت آتش کے کلام سے بالکل ملتا ہی۔ بیشک اس رنگ کو خوب فرماتے ہین ایسے بردست مصرع لگانے والے بہت کم دیکھے لکھنؤ مین انکا دم غنیمت ہی
سید بہادر حسین خان انجم لکھنوی

حضرت جاوید مدظلہ خلف حضرت امید مرحوم

مین نے کلام بلاغت نظام جناب مرزا واجد حسین صاحب یاس کو دیکھا اور سنا۔ فی الواقع جناب موصوف کا کلام حضرت آتش کے کلام سے اسقدر ملتا ہے کہ تختۂ قرطاس سے عشق ومحبت کے شرر اُڑتے ہوئے نظر آتے ہین۔ بیشک اس رنگ کو خوب فرماتے ہین ایک ایک نقطہ روکش مہر تابان ہے اور ایک ایک حرف برق معانی کی جلوہ گاہ اجتہادی واستنباطی خوبیان۔ آتش بیانی وزباندانی کے کرشمے جو جان شاعری سمجھے جاتے ہین آپ کے کلام مین بکثرت موجود ہین۔
سید محمد کاظم جاوید لقلمہ

حضرت رشید مدظلہ العالی نبیرہ میر انیس اعلی اللہ مقامہ

سبحان اللہ۔ کیا کہنا ہی۔ جناب مرزا واجد حسین صاحب یاس دام مجدہم کا کلام جناب آتش مرحوم سے بہت ملتا ہی۔ بیشک اس رنگ کو خوب فرماتے ہین۔
ہیچمدان رشید عفی عنہ

حضرت عارف مدظلہ نبیرہ میر نفیس مرحوم

دنیا کے باغ مین یون تو طرح طرح کے پھول کھلا ہی کرتے ہین اور ایک وقت تک کھلتے رہینگے

لیکن نوع انسانی کے باغ مین پیدا کرنے والی قوت جب کوئی نیا پھول کھلاتی ہی اور وہ پھول مشیت وقدرت کی معتدل آب وہواسے نشو نما پاکر ایک نہ ایک کمال کی نکہت دیتا ہوا پھلے پھل اپنے اصلی رنگ کی جھلک دکھاتا ہے اور اُسپر سیر کرنے والون کی نظر جا پڑتی ہے تو اس سے پہلے کہ اُسکے اثرات۔ کیفیات۔ خواص۔ افعال معلوم ہون بیساختہ درود پڑھنے لگتے ہین۔ کوئی سبحان اللہ سبحان اللہ کہکے وجد کرتا ہے کوئی فتبارک اللہ احسن الخالقین کا دم بھرتا ہے۔ ایسا کیونکر نہو سے

برگ درختان سبز در نظر ہوشیار
ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار

خلاصہ مرام اور حاصل کلام یہ ہی کہ میرے شفیق ودوست صاحب فضل وکمال شاعر نازک خیال جناب مرزا واجد حسین صاحب یاس زادت افضالہم وکمالاتہم کا کلام فصاحت وبلاغت نظام نظر قاصر سے گزرا اور بعض مقامات سے دیکھکر مین نے پسند کیا اور بلا رو رعایت تحسین کی۔ درحقیقت اساتذہ کی تخیل وزبان کا صحیح نمونہ ہی لیکن بہ نسبت اور اساتذہ کے حضرت آتش کے کلام کی گرماگرمی زیادہ پائی جاتی ہے کیونکہ جناب یاس نے تقلید بھی جناب خواجہ صاحب ہی کی اختیار کی ہے۔

یقین واثق ہی کہ ارباب کمال نشتر یاس کو بنظر قدر ملاحظہ فرمائین گے اور تحسین وآفرین کے بیش بہا خلعت دیکر مصنف ممدوح کا دل بڑھائینگے اس لیے کہ ہر کمال کی ترقی قدر شناسون کی توجہ پر منحصر ہے۔

علی محمد عارف عفی عنہ

حضرت فصاحت مدظلہ

ہین ہند مین جس قدر سخنور — اور قدرشناس اہل جوہر
واقف ہین ہمہ اس سے اور ماہر — مخفی نہین امر ہے یہ ظاہر
مرزا واجد حسین صاحب — ہے عقل ورائے انکی صائب
سب ہین آگہ نہین یہ مستور — ہے یاس تخلص ان کا مشہور
مین نے بھی کلام ان کا دیکھا — کیا خوب ہے لطف شاعری کا

غزلین ہین وہ عاشقانہ ان کی
کس حسن سے نظم ہین غزل مین
ہر بیت مین آبداری ایسی
مضمون مین نازکی بھری ہے
دیکھین سب اہل فہم و ادراک
انصاف کی وجہ سے بہ عجلت

آتش ہوتے تو داد دیتی
اُردو کے محاورے مثالین
گویا کہ لڑی ہے موتیون کی
یا شیشہ مین جلوہ گر پری ہے
اشعار مین نقص و عیب سے پاک
یہ لکھدیے شعرائے فصاحت

سید عباس حسن فصاحت

از اودھ اخبار مورخہ ۲۳ اپریل ۱۹۱۲ء

نشتر یاس کے مصنف سخنور باکمال مرزا واجد حسین صاحب یاس عظیم آبادی ہین ابتدا مین آپ جناب شاد اور جناب بیتاب عظیم آبادی سے مشورہ سخن لیتے رہے اور جب بوجہ لکھنؤ مین قیام پذیر ہوئے تو جناب رشید لکھنوی سے تلمذ حاصل کیا۔ ہرچند جناب یاس کا یہ مختصر مجموعہ کلام بحیثیت دیوان نہین ہے لیکن نشتر یاس (حصہ اول) سے جناب یاس کا زور طبیعت و معانی آفرینی بدرجہ اتم ثابت ہوتی ہے۔ دردمندانہ جذبات مین نازکخیالیون کی جھلک دکھانا اور عاشقانہ مضامین مین سوز و گداز کی سچی تصویر اُتارنا سہل کام نہین ہے مگر جناب یاس کا ہر شعر ایک نشتر ہے جو خونابہ جگر مین ڈوبکر نکلا ہے اور وہ ہر نقاد سخن کے دل کو تڑپا دینے والا ہے اور آپکے کلام مین یہ اثر کیون نہ ہو آپ مذکورہ بالا اساتذہ کے سوا خواجہ آتش لکھنوی کے رنگ طبیعت کے مقلد ہین یہی وجہ ہے کہ آپکے کلام کی گرمی دلگداز ہے۔ لکھنؤ کے بعض نامور شعرا نے نشتر یاس کو ٹکسالی کلام کہا ہے۔ نشتر یاس نے ایشیائی شاعری کو رونق تازہ دی ہے۔ ارباب سخن نشتر یاس کے ملاحظہ سے بخوبی محظوظ ہونگے۔ ذیل کے پتہ سے نشتر یاس حاصل ہو سکتا ہے۔ مرزا واجد حسین یاس عظیم آبادی ساکن حال لکھنؤ جھوائی ٹولہ۔ قیمت ۶ [illegible]

المشتہر

نظیر مرزا لکھنوی

تحفہ

معزز ناظرین۔ یہ رسالہ اِس قابل نہین کہ اہلِ علم ملاحظہ فرماوین فقط لکھنؤ کے حد شعا
مسلمان دوستون کی خدمت مین ہدایت وضیافت طبع کی غرض سے بطور تحفہ پیش کیا
جاتا ہے۔ فقط اُن حضرات کے لیے جنھون نے حق تلفی وخود پسندی بیجا کو اپنا شعار
بنا رکھا ہی۔ اور آتش مغفور کے کمال سے ناواقف ہین۔ غالب مغفور کے متعلق جو کچھ مین نے
لکھا ہے وہ بخدا دیانتاً لکھا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اکثر حضرات کو میری طرز تحریر ناگوار خاطر
ہوگی مگر کتمان حق کرنا اخلاقی کمزوری ہے۔ میر وآتش کی حد کمال تک غالب کی ہو ونج
ہو ہی نہین سکتی واللہ۔ یہ مانا کہ غالب کی استعداد علمی ان حضرات سے زیادہ تھی مگر اس سے
یہ نہین لازم آتا کہ ہر صاحب استعداد اعلیٰ درجہ کا شاعر بھی بن جائے۔ میر انیس مغفور
کوئی بہت بڑے علامہ نہ تھے مگر مبدء فیاض نے وہ شاعرانہ جوہر عطا کیے تھے جو دنیا مین
کسی اور کو نہ ملے۔ اِسی طرح تغزل کے لیے جس دل جس دماغ جس مذاق صحیح کی ضرورت ہے
وہ میر وآتش سے بہتر کسی اور کو نصیب نہ ہوا۔ غالب کے متعلق مین نے حقاً واجباً لکھا ہی
مگر دل جلا کر لکھا ہے کہ میرے غالب پرست احباب ذرا یاد کھین اور خدا کو [illegible] کے
ٹھنڈے دل سے غور کرین۔ اِس کتاب کی اشاعت سے جو بوچھارین مجھپر ہونگی وہ مین
بھی سمجھتا ہون مگر نہایت خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کے لیے آمادہ ہون۔

عروض وقوافی پر جہان تک ہو سکا فن عروض کی کتابون سے فائدہ اُٹھا کر
صاف صاف اپنی زبان مین لکھدیا ہے اور خدا کی ذات سے اُمید ہی کہ میرے سند شعا
احباب کا نشہ جہالت ہرن ہو جائے گا۔ مگر ایسا احمق نہین ہون کہ تمام کتاب کو غلطیون سے
پاک وصاف سمجھون۔ مین اک مرد جاہل ہون بلکہ اجہل۔ مجھ سے لغزشین ہونا چاہے عجب نہین
بلکہ ہونا چاہے عجیب ہی۔ امید ہو کہ ناظرین مجھے معاف فرماوینگے والسلام مع الاکرام

راقم آپکا خادم
زبردست نہ زیردست
یاس آتش پرست